

مُعَلِّمُ الْعُلَماء دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ 4 مبلغوں کے اصلاحی موضوعات پر 19 بیانات

اسلامی بیانات

(جلد:1)

اسلامی بہنوں کے لئے

پیشکش

مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ بیانات دعوتِ اسلامی)



مُحَرَّمُ الْحَرَام تا رَبِیْعُ الآخِر 4 مہینوں کے اصلاحی موضوعات پر 19 بیانات

اسلامی بیانات

(جلد: 1)

اسلامی بہنوں کے لئے

پیشکش

مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی)

ناشر

مکتبۃ المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

نام کتاب : اسلامی بیانات (جلد:1)

صفحات : 419

پہلی بار : ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ، اگست 2019ء

تعداد : 5000 (پانچ ہزار)

پیش کش : مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ

ناشر : مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی کراچی

تصدیق نامہ

حوالہ نمبر:۲۳۴

تاریخ: 11-8-2019

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "**اسلامی بیانات**" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اور فقہی مسائل وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

11-8-2019

www.dawateislami.net. E-mail: ilmia@dawateislami.net

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ علم میں ترقّی ہو گی۔

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع میں بیانات کا شیڈول

(4 ماہ: محرم الحرام تا ربیع الاخر 1441ھ مطابق ستمبر تا دسمبر 2019ء)

ہفتہ	متوقع اسلامی تاریخ	عیسوی تاریخ	بیان کا نام	صفحہ
پہلا ہفتہ	4 محرم الحرام	4 ستمبر	محرّمُ الحرام کے فضائل	9
دوسرا ہفتہ	11	11	ایصالِ ثواب کے فضائل	50
تیسرا ہفتہ	18	18	سیرتِ بلال حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ	71
چوتھا ہفتہ	25	25	خوش قسمت کون؟	93
پہلا ہفتہ	2 صفرُ المظفر	2 اکتوبر	فیضانِ صفرُ المظفر	111
دوسرا ہفتہ	9	9	ہم کیوں نہیں بدلتیں؟	133
تیسرا ہفتہ	16	16	قیامت کی علامات	154
چوتھا ہفتہ	23	23	اعلیٰ حضرت کی شاعری اور عشقِ رسول	179
پہلا ہفتہ	یکم ربیعُ الاول	30، اکتوبر	فیضانِ ربیعُ الاول	201
دوسرا ہفتہ	8	6 نومبر	قرآن پاک اور نعتِ مصطفےٰ	221
تیسرا ہفتہ	15	13	پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری ادائیں	242
چوتھا ہفتہ	22	20	نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جسمانی طاقت	262
پانچواں ہفتہ	29	27	اسلام میں عورت کا مقام	283
پہلا ہفتہ	6 ربیعُ الاخر	4 دسمبر	واہ کیا بات غوث اعظم کی	326
دوسرا ہفتہ	13	11	کمسن اولیاء	349
تیسرا ہفتہ	20	18	استقامت کامیابی کا راز ہے	371
چوتھا ہفتہ	27	25	صفائی کی اہمیت	393

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

”دعوتِ اسلامی“ کے 10 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”10 نیّتیں“

فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث:۵۹۴۲)

اہم نکتہ: نیک اور جائز کام میں جتنی اچّھی نیّتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

(۱) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور تعوُّذ و تَسْمِیہ سے آغاز کروں گی۔ (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا) (۲) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مُطالَعہ کروں گی۔ (۳) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گی۔ (۴) قرآنی آیات اور اَحادیثِ مبارکہ کی زِیارت کروں گی۔ (۵) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسْمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جہاں جہاں کسی صحابی کا نام آئے گا وہاں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور جہاں کسی بزرگ کا نام آئے گا تو وہاں رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ پڑھوں گی۔ (۶) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گی۔ (۷) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو مدنیہ اسلامی بہن سے پوچھ لوں گی۔ (۸) (اپنے ذاتی نسخے کے) ”یادداشت“ والے صفحہ پر ضروری نِکات لکھوں گی۔ (۹) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گی۔ (۱۰) کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو کسی مَحرم کے ذریعے ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گی۔ (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرتِ علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصَمَّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن و خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **"المدینۃُ العلمیہ"** بھی ہے جو دعوتِ اِسلامی کے عُلَماء و مفتیانِ کرام کَثَّرھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اِشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(1) شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت **(2)** شعبہ درسی کتب **(3)** شعبہ اِصلاحی کُتُب
(4) شعبہ تراجمِ کُتُب **(5)** شعبہ تفتیشِ کُتُب **(6)** شعبہ تخریج [1]

"المدینۃُ العلمیہ" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اَعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیمُ البرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مجدّدِ دین و ملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ

---

1 . . . اب ان شعبوں کی تعداد 16 ہو چکی ہے: (7) فیضانِ قرآن (8) فیضانِ حدیث (9) فیضانِ صحابہ و اہل بیت (10) فیضانِ صحابیات و صالحات (11) شعبہ امیر اہل سنّت (12) فیضانِ مَدَنی مُذاکرہ (13) فیضانِ اَولیاء و عُلَماء (14) بیاناتِ دعوتِ اِسلامی (15) رسائل دعوتِ اِسلامی (16) شعبہ مدنی کاموں کی تحریرات (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ **اِمام احمد رَضا خان** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اِسلامی بھائی اور اِسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اِشاعتی مَدَنی کام میں ہر ممکن تعاوُن فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مُطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزّوجلّ **"دعوتِ اسلامی"** کی تمام مجالس بشمول **"المدینۃُ العلمیۃ"** کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرماکر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ والہ وسلم



رَمَضانُ المُبارَک ١٤٢٥ھ

پیشِ لفظ

"بیان" نیکی کی دعوت میں بہت اہم ہوتا ہے۔ بیان کی اَہَمِّیَّت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: "**اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا بعض بیان جادو (کی طرح اثر انگیز) ہوتے ہیں۔**"[1] یقیناً اس میں شک نہیں کہ اگر بیان قرآن و حدیث، بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے فرامین، ایمان افروز واقعات اور دلچسپ حکایات سے مزین ہو، مُبَلِّغہ علم و عمل کی پیکر دولتِ اخلاص سے مالا مال بھی ہو تو بسا اوقات سننے والیوں کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ خود ساقیِ کوثر، مالکِ جنّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے لیے اِس طریقۂ دعوت کو رونق بخشی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بڑے ہی دلنشین اور حکمت بھرے انداز سے بیان فرماتے، انہی بیانات کا اثر تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اسلام کی روشنی ہر طرف پھیلنے لگی۔

اللہ کریم سلامت رکھے امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کو جن کی شفقتوں سے عموماً بدھ کو ملک و بیرونِ ملک دس ہزار سے زیادہ مقامات پر اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماعات[2] میں ایک ہی موضوع پر بیان ہوتا ہے جو **دعوتِ اسلامی** کی مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ کا شعبہ **"بیاناتِ دعوتِ**

1...مسند احمد، مسند المکیین، ۵/ ۳۷۷، حدیث: ۱۵۸۶۱

2...جولائی 2019 کی کارکردگی کے مطابق ان اجتماعات میں اوسطاً ہر ہفتے 3 لاکھ ساڑھے 24 ہزار سے زائد اسلامی بہنیں شرکت کرتی ہیں۔

اسلامی "تیار کرتا ہے۔[1] اِن بیانات میں موضوع سے مُتَعَلِّق قرآنی آیات، احادیثِ طَیِّبَہ، اقوالِ بزرگانِ دین، حکایاتِ صالحین و صالحات، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے دلچسپ مضامین، مَدَنی بہاریں، 8 مدنی کاموں میں سے کسی ایک مدنی کام کی ترغیب، موقع کی مناسبت سے اشعار، دعوتِ اسلامی کے کسی **ایک شعبہ** کا تعارُف نیز مختلف سنتیں اور آداب شامل ہوتے ہیں۔

مُبَلِّغہ اسلامی بہنوں کے لیے بالخصوص اور دیگر اسلامی بہنوں کے لیے بِالْعُمُوم ان بیانات کو کتابی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔ ان بیانات کو کتابی شکل میں لانے کے لیے مطالعہ، تلاشِ مواد، جمعِ مواد، ترتیب، ایڈیٹنگ، تسہیل، تلخیص، تحقیق، نظرِ ثانی، تخریج، تفتیشِ تخریج، تقابل، آیات کی پیسٹنگ، اشعار، فارمیشن، پیج سیٹنگ، پیراگرافنگ اور پروف ریڈنگ وغیرہ کام کئے گئے۔ اس جلد میں 1441ھ کے 4، اسلامی مہینوں **مُحَرَّمُ الْحَرَام، صَفَرُ الْمُظَفَّر، رَبِیْعُ الْاَوَّل اور رَبِیْعُ الثَّانِی** کی مناسبت سے **19** اصلاحی بیانات شامل ہیں۔

آپ مُبَلِّغہ ہوں یا نہ ہوں، یہ کتاب ہر اسلامی بہن کے لیے مفید ہے، لہٰذا اس کتاب کو ضرور حاصل فرمائیے، اپنے پاس رکھئے، اس کا مطالعہ کیجئے اور خوب خوب اس کی برکتیں لوٹیے۔

شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی

(مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ)



1 . . . اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سن عیسوی 2014 سے اگست 2019 تک تقریباً 321 بیانات تیار ہو چکے ہیں۔

بیان:1 ہر مُبَلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِىَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُود شریف کی فضیلت

حُضُور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ کریم کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا، تین شخص اللہ کریم کے عرش کے سائے میں ہوں گے (1) وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے (2) میری سُنّت کو زِندہ کرنے والا (3) مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔[1]

شافِعِ روزِ جزا تم پہ کروروں دُرُود دافِعِ جُملہ بلا تم پہ کروروں دُرُود

(حدائقِ بخشش، ص ۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بَیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ**" مُسلمان کی نِیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

---

1 ...البدور السافرة، ص ۱۳۱، حدیث: ۳۶۶

2 ...معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جِتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی بیشی و تبدیلی بھی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوااللّٰہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اسلامی سال کا آغاز مُحَرَّمُ الْحَرام کے بابرکت مہینے سے ہوتا ہے، ربِّ کریم نے ہمیں اسلامی سال کے اس پہلے مہینے میں ہی اجر و ثواب حاصل کرنے کے کثیر مواقع عطا فرمائے ہیں، اسی مناسبت سے آج کے بیان میں ہم مُحَرَّمُ الْحَرام کے فضائل، اس میں عبادت کرنے کی برکتیں، روزے رکھنے، مسلمانوں سے خیر خواہی کرنے اور راہِ خُدا میں خرچ کرنے کے فضائل کے ساتھ ساتھ اس ماہِ

مُقدّس میں بزرگوں کی عبادات کرنے کے واقعات بھی سُنیں گی، اللہ کرے کہ ہم سارا بیان دلجمعی اور اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ سننے کی سعادت حاصل کرلیں۔

آیئے! سب سے پہلے مُحرّمُ الحرام کی شان وعظمت اور فضیلت کے بارے میں ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ،

خیراتِ عاشوراء کی برکات

یومِ عاشوراء (۱۰ محرّمُ الحرام) کو ملکِ ''رَے'' میں کسی قاضی (Judge) کے پاس ایک سائل یعنی مانگنے والا آکر عرض گزار ہوا کہ میں ایک غریب وعیال دار آدمی ہوں، آپ کو یومِ عاشوراء کا واسطہ! میرے لئے دس کلو روٹیاں، پانچ کلو گوشت اور دو درہم (چاندی کی اشرفیوں) کا انتظام فرما دیجئے۔ قاضی نے ظہر کے بعد آنے کا کہا۔ جب فقیر وقتِ مقرّر پر آیا تو عصر میں بلایا۔ وہ عصر کے بعد پہنچا پھر بھی کچھ نہ دیا، خالی ہاتھ ہی ٹرخا دیا۔ فقیر کا دل ٹوٹ گیا، وہ رنجیدہ رنجیدہ ایک غیر مسلم کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: آج کے مُقدّس دن کے صدقے مجھے کچھ دے دو۔ اس نے پوچھا: آج کون سا دن ہے؟ تو فقیر نے عاشوراء کے کچھ فضائل بیان کیے جنہیں سُن کر اُس غیر مسلم نے کہا: آپ نے بہت ہی عظمت والے دن کا واسطہ دیا ہے، اپنی ضرورت بیان کیجئے۔ سائل نے اس سے بھی وُہی ضرورت بیان کر دی۔ اُس آدمی نے گندم کی دس بوریاں، سو کلو گوشت اور بیس دِرہم (چاندی کی اشرفیاں) پیش کرتے ہوئے کہا: یہ آپ کے اَہل واولاد کے لیے زندگی بھر ہر ماہ اس دن کی فضیلت کے صدقے مقرر رہے۔ رات کو قاضی صاحب نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے نظر اٹھا کر دیکھ! جب نظر اٹھائی تو دو عالیشان محل نظر آئے، ایک چاندی اور

سونے کی اینٹوں کا اور دوسرا سُرخ یاقوت کا تھا۔ قاضی نے پوچھا: یہ دونوں محل کس کے ہیں؟ جواب ملا، اگر تم سائل کی ضرورت پوری کر دیتے تو یہ تمہیں ملتے مگر چونکہ تم نے اُسے (خالی ہاتھ) لوٹا دیا تھا اس لئے اب یہ دونوں محل فُلاں غیر مُسلم کے ہیں۔ قاضی صاحب بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے۔ صبح ہوئی تو غیر مسلم کے پاس گئے اور اس سے دریافت کیا کہ کل تم نے کون سی "نیکی" کی ہے؟ اس نے پوچھا، آپ کو کیسے علم ہوا؟ قاضی صاحب نے اپنا خواب سنایا اور پیشکش کی کہ مجھ سے ایک لاکھ درہم لے لو اور کل کی "نیکی" مجھے بیچ دو۔ اس غیر مسلم نے کہا: میں رُوئے زمین کی ساری دولت لے کر بھی اسے فروخت نہیں کروں گا، اللہ پاک کی رحمت و عنایت بہت خوب ہے۔ یہ کہنے کے بعد وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔[1]

اے خُدائے مصطفٰے میں، تری رحمتوں پہ قُرباں
ہو کرم سے میری بخشش، بطُفیلِ شاہِ جِیلاں

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعے سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ عاشوراء کے دن کے بڑے فضائل ہیں وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ کسی اسلامی بہن کی دل جوئی کرنا اور مشکل وقت میں اس کے کام آنا بہت عمدہ اور ربِّ کریم کا پسندیدہ عمل ہے اور کسی کی دل آزاری کرنا اور اس کی حاجت روائی نہ کرنا بُرا عمل اور نعمتِ الٰہی سے محروم کرنے والا عمل ہے، اس غیر مسلم نے ایک مسلمان کی دل جوئی

---

1 - - - روض الریاحین، الحکایۃ السابعۃ والعشرون بعد الثلاث مئۃ، ص ۲۷۵

کی، اللہ پاک کی مشیّت کہ اس نے اپنے فضل سے اس دل جوئی کا اُسے یہ صِلہ دیا کہ اسے دولتِ ایمان جیسی انمول نعمت عطا کر دی اور دوسری طرف وہ مسلمان قاضی جس نے فقیر کی دل جوئی نہ کی اور اسے خالی ہاتھ لوٹا دیا وہ جنّت کی عظیم نعمتوں اور محلات سے محروم ہو گیا، ذرا سوچئے! جب ایک غیر مسلم کو مسلمان کی دل جوئی کرنے پر ایمان جیسی عظیمُ الشان اور انمول نعمت نصیب ہو سکتی ہے، جنّت کا اعلیٰ محل اس کا مُقدّر بن سکتا ہے، اسے دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل ہو سکتی ہیں تو جو مسلمان ہو، آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی امتی (Ummah) ہو، وہ اگر کسی اسلامی بہن کی دل جوئی کرے، مصیبت میں کسی اسلامی بہن کے کام آئے، پریشانی میں کسی اسلامی بہن کا سہارا بنے، غم اور تکلیف کے وقت کسی اسلامی بہن کا ساتھ دے، مشکل وقت میں کسی اسلامی بہن کی حاجت روائی کرے تو یقیناً اللہ کریم ایسی خیر خواہ اسلامی بہن کو بھی بے شمار برکتیں عطا فرمائے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اسلامی بہنوں کی دل جوئی کرنے والے اعمال بجالائیں، انہیں ناراض کرنے والے کاموں سے بچیں۔ آیئے! دل جوئی کی تعریف سنتی ہیں: چنانچہ،

دل جوئی کی تعریف

دل جُوئی، دلداری، غمخواری، غمگساری، یہ تمام الفاظ ہم معنیٰ ہیں، ان سب کا مطلب ہوتا ہے، دوسروں سے ہمدردی کرنا، انہیں خوشی پہنچانا، ان کے دلوں میں خوشی داخل کرنا وغیرہ۔

مگر افسوس! فی زمانہ ہمارے معاشرے میں کسی اسلامی بہن کا دل خوش کرنے والے اعمال کم اور دل آزاری والے کام عام ہوتے جا رہے ہیں۔ کبھی کسی اسلامی بہن کے بارے

میں غلط باتیں پھیلائی جاتی ہیں تو کبھی کسی اسلامی بہن کے عیبوں کو اچھالا جاتا ہے، کبھی کسی اسلامی بہن کی چغلیاں لگائی جاتی ہیں تو کبھی کسی اسلامی بہن کو دھوکا دیا جاتا ہے، کبھی کسی اسلامی بہن کے ساتھ خیانت کی جاتی ہے تو کبھی کسی اسلامی بہن کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے، کبھی کسی اسلامی بہن کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر چہرہ پھیر لیا جاتا ہے تو کبھی بڑا عہدہ (Post) ملنے پر ماتحت اسلامی بہنوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں، کبھی کسی اسلامی بہن کو ذات پات کا طعنہ دے کر جہالت کا اظہار کیا جاتا ہے تو کبھی کسی اسلامی بہن کی قوم کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کرکے اس کی دل آزاری مول لی جاتی ہے، کبھی دو گھروں میں لڑائی کروا کر ان کا سکون غارت کیا جاتا ہے تو کبھی دو عزیزوں میں غلط فہمیاں پیدا کروا کر ان کا تماشا دیکھا جاتا ہے۔ اَلْغَرَض! فی زمانہ دل آزاری کرنے والے کام بڑی خوشی سے کیے جاتے ہیں مگر دل جوئی والے کاموں سے گریز کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہمارا دین (Religion) یہ چاہتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی دل جوئیاں کریں، کیونکہ دل جوئی کے بڑے فائدے ہیں۔ ☆**دل جوئی** سے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔ ☆**دل جوئی** سے ناراضیاں ختم ہوتی ہیں۔ ☆**دل جوئی** سے محبتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ ☆**دل جوئی** کرنے سے نفرتیں ختم ہوتی ہیں۔ ☆**دل جوئی** نیکی کے کاموں میں مُعاونت کرتی ہے۔ ☆**دل جوئی** جنّت کی طرف لے جاتی ہے۔ ☆**دل جوئی** جہنّم سے بچاتی ہے۔ ☆**دل جوئی** سے دنیا بھی بہتر ہوتی ہے۔ ☆**دل جوئی** سے قبر بھی روشن ہو سکتی ہے۔ ☆**دل جوئی** آخرت میں بھی کامیابیاں دلا سکتی ہے۔ اَلْغَرَض! دل جوئی میں فائدے ہی فائدے ہیں۔ لٰہذا جائز طریقے سے مسلمان عورتوں کا مسلمان عورتوں، اپنے محارم اور

بچوں کے ابو کی دل جوئی کرنا بڑے اجر وثواب کا باعث ہے۔ ایسا کرنے سے جہاں آخرت اچھی ہوگی، وہیں نیکی کی دعوت عام کرنے میں مدد ملے گی، آیئے! دل جوئی کرنے کے فضائل پر مشتمل 3 فرامینِ مُصْطفٰے سنتی ہیں: چنانچہ،

دل جوئی کے فضائل

1. ارشاد فرمایا: اللہ پاک کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل عمل مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرنا ہے۔[1]
2. ارشاد فرمایا: بے شک مغفرت کو واجب کر دینے والی چیزوں میں سے تیرا اپنے مسلمان بھائی کا دل خوش کرنا ہے۔[2]
3. ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے تو اللہ پاک اُس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اللہ پاک کی عبادت اور اس کی وحدانیت بیان کرتا رہتا ہے۔ جب وہ آدمی مرنے کے بعد اپنی قبر میں پہنچتا ہے تو وہ فرشتہ اُس کے پاس آکر کہتا ہے: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ آدمی کہتا ہے: تم کون ہو؟ وہ کہتا ہے: میں وہ خوشی ہوں جو تُو نے فُلاں بندے کے دل میں داخل کی تھی اور آج میں تیرا دل بہلا کر پریشانی دور کروں گا، میں تجھے تیری حُجّت یاد دلاؤں گا، میں نکیرین (قبر میں سوالات کرنے والے فرشتوں) کے جواب میں تجھے حق پر ثابت قدم رکھوں گا، میں قیامت کے دن تیرے ساتھ ہوں گا، ربِّ کریم کی بارگاہ میں تیری شفاعت کروں گا اور

---

1 ... معجم کبیر، ۱۱/۵۹، حدیث: ۱۱۰۷۹

2 ... معجم اوسط، ۶/۱۲۹، حدیث: ۸۲۴۵

جنّت میں تیرا مقام دکھاؤں گا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یوں تو ماہِ مُحرَّمُ الْحرام مکمل ہی رحمتوں اور برکتوں بھرا ہے مگر بالخصوص (Specially) اس ماہ کا دسواں دن جسے عاشوراء کہتے ہیں اس کی شان و عظمت کے کیا کہنے، یہ دن پچھلی اُمّتوں میں بھی بڑا مُکرَّم رہا ہے، تاریخ اس دن کے اہم واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ اس دن میں عبادت کرنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں، اس دن دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس دن حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں، اس دن تنگدستوں کی تنگدستیاں دور ہوتی ہیں اور اسی دن غمزدوں اور دُکھیاروں کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں: چنانچہ،

شبِ عاشوراء کا وسیلہ کام آگیا

دعوتِ اسلامی کے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"حکایتیں اور نصیحتیں"** صفحہ 457 پر ہے: بصرہ میں ایک مال دار (Rich man) آدمی رہتا تھا۔ ہر سال شبِ عاشوراء کو اپنے گھر میں لوگوں کو جمع کرتا جو قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے اور اللہ پاک کا ذکر کرتے۔ اسی طرح رات بھر تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی کا سلسلہ جاری رہتا۔ پھر وہ شخص سب کو کھانا پیش کرتا، مساکین کی خبر گیری کرتا، بیواؤں اور یتیموں سے بھی اچھا سلوک کرتا۔ اس کا ایک پڑوسی تھا جس کی بیٹی اپاہج تھی۔ اس لڑکی نے اپنے باپ سے پوچھا: اے میرے والدِ محترم! ہمارا پڑوسی ہر سال اس رات لوگوں کو کیوں جمع کرتا ہے؟ اور پھر سب مل

---

1 --- موسوعۃ ابن ابی دنیا، کتاب قضاء الحوائج، ۴/۲۱۳، حدیث: ۱۱۵

کر تلاوتِ قرآن اور ذکر کرتے ہیں۔ باپ نے بتایا: یہ عاشوراء کی رات ہے، اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کے بہت زیادہ فضائل ہیں۔ جب سب گھر والے سوگئے تو بچّی سحری تک بیدار رہ کر قرآنِ عظیم کی تلاوت اور ذکرِ الٰہی سنتی رہی۔ جب لوگوں نے قرآنِ حکیم ختم کرلیا تو وہ لڑکی اس طرح دعا مانگنے لگی: یااللہ! تجھے اس رات کی حُرمت کا واسطہ اور ان لوگوں کا واسطہ جنہوں نے ساری رات تیرا ذکر کرتے ہوئے جاگ کر گزاری ہے! مجھے عافیت عطا فرمادے، میری تکلیف دور کردے اور میرے دل کی شکستگی (یعنی ٹوٹنا) دور فرمادے۔ ابھی اس کی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اس کی تکلیف اور بیماری ختم ہوگئی اور وہ اپنے پاؤں پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب باپ نے اس کو پاؤں پر کھڑے ہوئے دیکھا تو پوچھا: اے میری بیٹی! کس نے تجھ سے اس رنج و غم اور مصیبت کو دور کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اللہ کریم نے مجھ پر اپنی رحمت کا بادل برسایا اور انعامات و نوازشات میں ذرّہ بھر بخل نہ کیا۔ اے میرے والدِ محترم! میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اس رات کا وسیلہ پیش کیا تو اس نے میری تکلیف دور فرمادی اور میرے جسم کو صحیح فرمادیا۔ (1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعہ سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ عاشوراء کی رات دعائیں قبول (Accept) ہوتی ہیں، دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے بُزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہِم شبِ عاشوراء کو عبادت و ریاضت میں گزارتے تھے، وہ نیک لوگ دوسروں کو بھی جمع کرکے ربِّ کریم کا ذکر کرتے، تلاوتِ قرآن کرتے،

1 ... الروض الفائق، المجلس الثانی والاربعون ... الخ، ص ۲۳۶

یتیموں اور غریب و مسکین لوگوں کی دیکھ بھال کرتے تھے اور اس رات کا بے حد ادب واحترام کرتے تھے اور اپنے رزقِ حلال سے نذر و نیاز کرتے تھے، لہٰذا ہمیں بھی اس رات کو عبادت میں اور دن کو روزے کی حالت میں گزارنا چاہئے۔ کیونکہ عاشوراء کے دن کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اس دن روزہ رکھنے کی بڑی برکتیں ہیں، خود ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مُصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس دن روزہ رکھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے، آیئے! عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کے فضائل پر تین (3) فرامینِ مُصطفٰے سنتی ہیں:

عاشوراء کے روزے کے فضائل

1. ارشاد فرمایا: عاشوراء کا روزہ رکھو اس دن انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روزہ رکھتے تھے۔[1]
2. ارشاد فرمایا: یومِ عاشوراء کا روزہ رکھو اور اِس میں یہودیوں کی مخالفت کرو، اس سے پہلے یا بعد میں بھی ایک دن کا روزہ رکھو۔[2]

یادرکھئے! جب بھی عاشورے کا روزہ رکھیں تو ساتھ ہی نویں یا گیارہویں مُحَرَّمُ الْحرام کا روزہ بھی رکھ لینا بہتر ہے اگر کسی نے صرف 10 مُحَرَّمُ الْحرام کا روزہ رکھا تب بھی جائز ہے۔

3. ارشاد فرمایا: مجھے اللہ پاک پر گمان ہے کہ عاشوراء کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ

1… جامع صغیر، ص ۳۱۲، حدیث: ۵۰۶۷

2… مسند امام احمد، مسند عبداللہ بن العباس، ۱/۵۱۸، حدیث: ۲۱۵۴

مٹادے گا۔[1]

تیرے کرم سے اے کریم! کون سی شے ملی نہیں

جھولی ہماری تنگ ہے، تیرے یہاں کمی نہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم یومِ عاشوراء یعنی دس مُحَرَّمُ الْحَرام کے فضائل وبرکات سن رہی تھیں، یومِ عاشوراء کے فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اِس دن اللہ پاک نے 10 انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مختلف اعزازات واکرامات سے نوازا تھا۔ وہ اعزازات کیا تھے، آیئے! سنتی ہیں: چنانچہ،

یومِ عاشوراء کی مُبارک نسبتیں

(1) **اسی دن** حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی مدد فرمائی گئی اور فرعون اور اس کے پیروکار ہلاک ہوئے۔ (2) **اسی دن** حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی کشتی (Ship) "جودی پہاڑ" پر ٹھہری۔ (3) **اسی دن** حضرت یونس عَلَیْہِ السَّلَام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔ (4) **اسی دن** حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی توبہ قبول ہوئی۔ (5) **اسی دن** حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کنویں سے نکالے گئے۔ (6) **اسی دن** حضرتِ عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی ولادت ہوئی اور **اسی دن** آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو آسمان پر اُٹھایا گیا۔ (7) **اسی دن** حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام کی توبہ قبول ہوئی۔ (8) **اسی دن** حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی ولادت ہوئی۔ (9) **اسی دن** حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی بینائی کا ضعف دور ہوا۔ (10) **اسی دن** نبیِ اکرم، نورِ مُجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

1…مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام…الخ، ص ۴۵۴، حدیث: ۲۷۴۶

کو مغفرت کا مژدہ ملا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یقیناً عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ جو چیز جتنی معزّز ہو اسے اتنی ہی اہمیت دی جائے، ابھی ہم نے یومِ عاشوراء میں ہونے والے اعزازات اور اہم واقعات کو سنا، اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دن بہت اہمیت کا حامل ہے، لہٰذا ہمیں بھی اسے اتنی ہی اہمیت دینی چاہیے، اسے غفلتوں میں نہیں گزارنا چاہیے، اسے لایعنی کاموں میں نہیں کھپانا چاہیے، بلکہ اس دن خوب خوب نیک اعمال کرنے چاہئیں، اس دن زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہئیں، یومِ عاشوراء کو کون سے نیک اعمال بجالانے چاہئیں، آیئے! سنتی ہیں: چنانچہ

یومِ عاشوراء کے اعمال

حضرت علامہ عبدُ الرحمٰن بن جوزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دس محرّم بہت عظمت والا دن ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ جس قدر ممکن ہو اچّھے کام کیے جائیں۔ بھلائیوں کے اس موسم کو غنیمت جانو اور غفلت سے بچو۔[2] (1) یومِ عاشوراء کا روزہ رکھئے اور اس کے ساتھ نویں یا گیارھویں مُحَرَّمُ الْحرام کا روزہ بھی ملا لیجئے تاکہ یہودیوں کی مخالفت ہو سکے۔[3] (2) حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا فرمان ہے: عاشوراء کے دن جو ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اس کی طرف اللہ پاک نظر فرمائے گا اور جس کی طرف رحمٰن نظر

1... عمدة القاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، ۲۳۳/۸، تحت الحدیث: ۱۹۹۹ ملخصا

2... التبصرة لابن جوزی، المجلس الاول فی ذکر عاشوراء والمحرم، ۸/۲ ملتقطا

3... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس ... الخ، ۵۱۸/۱، حدیث: ۲۱۵۴ ماخوذا

فرمائے اُسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔[1] (3) اِس دن توبہ واِستغفار کیجئے اور بارگاہِ الٰہی سے توبہ پر قائم رہنے کی بھیک طلب کیجئے۔ (4) والدین کا اِکرام کیجئے۔ (5) غصے پر قابو رکھئے۔ (6) نوافل کی کثرت کیجیے۔ (7) سُرمہ لگائیے۔[2] (8) یومِ عاشوراء کو بالخصوص اِثْمِد سُرمہ لگائیے، اس کی برکت سے آنکھیں نہیں دُکھیں گی، جیسا کہ نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یومِ عاشوراء اِثْمِد سُرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی بھی نہ دُکھیں گی۔[3] (9) اسی طرح 10 محرّمُ الحرام کو فضولیات سے بچیے۔ (10) رشتہ دار اسلامی بہنوں سے ملاقات کیجئے۔ (11) خوشبو (fragrance) لگائیے۔ (12) روزہ داروں کو افطار کروائیے۔ (13) قرآنِ پاک کی تلاوت کیجئے۔ (14) ستّر بار سُبْحٰنَ اللہ کا وِرد کیجئے۔ (15) یتیم کے سَر پر شفقت سے ہاتھ پھیریئے۔ (16) ناراض مسلمانوں میں صلح کروائیے۔ (17) (ہوسکے تو) خوفِ خدا سے آنسو بہائیے۔[4]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

یومِ عاشوراء اور ہم

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں چاہئے کہ یومِ عاشوراء نہ صرف خود بلکہ اپنے گھر والوں (family members) کو بھی ان اعمال کو بجالانے اور ربِّ کریم کی

---

1 --- النور فی فضائل الایام والشھور، المجلس الحادی عشر فی فضل عاشوراء، ص ۱۲۴

2 --- النور فی فضائل الایام والشھور، المجلس الحادی عشر فی فضل عاشوراء، ص ۱۲۳

3 --- شعب الایمان، باب فی الصیام، ۳/۳۶۷، حدیث: ۳۷۹۷

4 --- مرقع کلیمی، ص 190 ملتقطا

رضا حاصل کرنے والے نیک اعمال کی ترغیب دلائیں، یاد رکھئے! جس طرح یومِ عاشوراء میں نیک کام کرنے کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح گناہ کرنے کا عذاب بھی زیادہ ہے۔ مگر افسوس! فی زمانہ علمِ دین سے دُوری اور جہالت کی وجہ سے اس دن کو بھی ہم عام دنوں کی طرح غفلت اور فضولیات کے ساتھ ساتھ گناہوں میں گزارتی ہیں، نہ نیک اعمال کی کوئی فکر ہوتی ہے نہ اس دن کی تعظیم کی، بلکہ ہر طرف بے پردگی کے نظارے ہوتے ہیں، کہیں گلیوں بازاروں میں، تو کہیں قبرستان میں بے پردہ عورتیں گھوم رہی ہوتی ہیں، اسی طرح 10 مُحرّمُ الحرام کو ہمارے گھروں میں طرح طرح کی خرافات اور فضول رسم ورواج میں قیمتی وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ آیئے! مُحرّمُ الحرام اور بالخصوص یومِ عاشوراء میں کی جانے والی خرافات اور فضول رسموں کے متعلق سنتی ہیں: چنانچہ،

گھر میں کھانا نہ بنانا

10 مُحرّمُ الحرام کو بعض عورتیں گھر میں روٹی نہیں بناتیں، نہ ہی گھر کی صفائی ستھرائی کرتی ہیں، نہ ہی جھاڑو دیتی ہیں اور بعض تو ایسی ہیں کہ پورے دس دن گھر میں آگ نہیں جلاتیں، آگ جلانے کو ناجائز وحرام سمجھتی ہیں، پھر دس دن گزر جانے کے بعد کھانے بناتی ہیں۔

یاد رکھئے! ہمارے دینِ اسلام میں ان باطل رُسومات کی کوئی حیثیّت نہیں، کیونکہ اسلام ایسا دین ہے جو گزشتہ اور موجودہ تمام باطل، بے ہودہ اور واہیات رسموں کو ختم کرتا ہے۔ نیکیاں کرنے اور شریعتِ مُطہّرہ پر عمل کی ترغیب دلاتا ہے۔ مگر افسوس، صد افسوس! فی زمانہ یہ خلافِ شرع رسمیں ہمارے معاشرے اور گھروں میں بڑے زور وشور

سے پھیلتی جا رہی ہیں، ہم میں سے کئی ان رسموں میں ملوّث ہیں اور اپنے گھر والوں کو ان خرافات میں ملوّث (Involved) دیکھ کر بھی ٹَس سے مَس نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان رسموں کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور جب کوئی دین کا درد رکھنے والی اسلامی بہن ہمیں نیکی کی دعوت دے اور سمجھائے کہ یہ رسمیں تو جائز نہیں تو اس پر غصے اور ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس کو یہ کہہ کر خاموش کروا دیا جاتا ہے کہ تم تو کل کی بچّی ہو، تم نے تو ابھی پڑھنا لکھنا سیکھا ہے، تمہیں کیا پتہ یہ رسمیں تو ہمارے باپ دادا سے چلی آرہی ہیں۔

یاد رکھئے! ہر وہ کام جو ناجائز ہو وہ اس لیے جائز نہیں ہو جاتا کہ کسی کے باپ دادا نے کیا تھا۔ ہمارے مسلمان ہونے کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے خاندان میں، اپنے علاقے میں، اپنے محلے میں اور اپنے گھر میں پائی جانے والی ہر رسم کو شریعت پر پیش کریں، اگر وہ جائز ہو تو اسے کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر وہ ناجائز ہو تو اسے فوراً ترک کر دینا چاہیے۔

ناجائز رسمیں اپنانے والوں کو نصیحت

تفسیرِ صراطُ الجنان میں ہے: ایسے لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہئے جو شریعت کے خلاف رسمیں بجالانے اور دیگر اَفعال کرنے پر کوئی شرعی دلیل پیش کرنے کی بجائے یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بڑے بوڑھے عرصۂ دراز سے یہ رسم و کام کرتے چلے آرہے ہیں اور ہمارے خاندان میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جو اِن رسموں اور کاموں کو نہ کرتا ہو، پھر ہم کسی کے کہنے پر ان چیزوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں! اگر یہ لوگ اللہ پاک اور اس کے رسول، رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیئے ہوئے احکام کو سامنے رکھ کر اپنے طرزِ عمل پر صحیح طریقے سے غور کریں تو انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کی رسمیں اور اَفعال شریعت کے سراسر خلاف ہیں اور یہ ان کے کندھوں پر اپنے اور

دوسروں کے گناہوں کا بہت بھاری بوجھ ہیں۔ اللہ کریم ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنے اور ان کے خلاف کام کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

یومِ عاشوراء اور واقعۂ کربلا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم ماہِ مُحرَّمُ الْحرام کے فضائل و برکات اور بالخصوص یومِ عاشوراء میں کئے جانے والے اعمال اور اس دن میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں سن رہی تھیں، 10 مُحرَّمُ الْحرام ہمیں ہر سال شُہدائے کربلا اور بالخصوص نواسۂ رسول، سیِّدُ الشُّہداء، امامِ عالی مقام، حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی یاد بھی دِلاتا ہے، کیونکہ دس مُحرَّمُ الْحرام اِکسٹھ (61) ہجری کو تاریخِ اسلام میں حق و باطل کے درمیان ایک عظیم معرکہ پیش آیا، جسے **واقعۂ کربلا** کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس واقعے میں شُہدائے کربلا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے اِستقامت بھرے انداز نے تمام اہلِ حق کو باطل کے سامنے ڈَٹ جانے اور ضرورت پڑنے پر دینِ اسلام کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے کا عظیمُ الشّان سبق دیا۔ اسی مناسبت سے حضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ایک کرامت اور اس سے حاصل ہونے والے نِکات سنتی ہیں: چنانچہ،

گستاخ و بدزبان آگ میں

یومِ عاشوراء (بروز جمعۃُ المبارک 10 مُحرَّمُ الْحرام) کو جب امامِ عالی مقام، امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ

1 . . . تفسیر صراط الجنان، پ۱۹، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۵، ۷۶، ۷۷ / ۱۰۴ ملخصا

عَنْهُ میدانِ کربلا میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اس وقت خیموں کی حفاظت کے لئے خندق میں آگ روشن دیکھ کر ایک بدزبان (جس کا نام مالک بن عُروہ تھا) اس طرح بکواس کرنے لگا: اے حسین! تم نے وہاں کی آگ سے پہلے یہیں آگ لگالی۔ حضرت امامِ عالی مقام، امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: **کَذَبْتَ یَاعَدُوَّ اللہ** یعنی اے دُشمنِ خُدا! تو جھوٹا ہے کیا تجھے گمان ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا؟

اُس گستاخ و بدبخت کے الفاظ سن کر حضرت **مُسْلِم بِن عَوْسَجَہ** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے اُس بدزبان کے منہ پر تیر مارنے کی اجازت چاہی۔ لیکن صبر و تحمل کے پیکر حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: ہماری طرف سے جنگ کی ابتدا نہیں ہونی چاہئے۔ یہ فرما کر دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور ربِّ کریم کی بارگاہ میں عرض کی: یاربّ! عذابِ نار سے قبل اس گستاخ کو دنیا ہی میں آگ کے عذاب میں مبتلا فرما۔ فوراً دعا قبول ہوئی، اس کے گھوڑے کا پاؤں ایک سوراخ میں گیا تو وہ گھوڑے سے گر گیا اور اس کا پاؤں رِکاب میں الجھ گیا اور گھوڑے نے اسے آگ میں ڈال دیا، اس طرح وہ بدنصیب آگ میں جل گیا۔ حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے سجدۂ شکر کیا اور ربِّ کریم کی حمد و ثناء کی اور عرض کی: اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے آلِ رسول کے گستاخ کو سزا دی۔[1]

اَہلِ بیتِ پاک سے گُستاخیاں بے باکیاں
لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَیکُم دُشمنانِ اہلِ بیت

(ذوقِ نعت، ص۱۰۳)

---

1. . . سوانح کربلا، ص۱۳۸ ماخوذاً۔ کرامات امام حسین، ص۷ ملخصا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعہ سے ایک تو حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان و شوکت اور بارگاہِ الٰہی میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا مقام و مرتبہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ابھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی زبان سے الفاظ نکلے ہی تھے کہ فوراً اللہ پاک کی بارگاہ میں قبول ہوئے اور وہ گستاخ و بدبخت دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہوا اور آگ کے عذاب میں مبتلا ہو کر موت کے گھاٹ اتر گیا۔ دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی اسلامی بہن ہماری دل آزاری کرے یا بدتمیزی کرے، بے شرمی اور بے حیائی کا مُظاہرہ کرتے ہوئے بدسلوکی کرے، گالی دے، یا بے حیائی کی بات کہے تو کوئی انتقامی کاروائی کرنے کے بجائے اپنا معاملہ اللہ پاک کے سپرد کر دینا چاہیے، اس کی باتوں پر صبر کرنا چاہئے اور صبر کا ذہن بنانے کے لئے ان مُقدّس ہستیوں پر میدانِ کربلا میں پیش آنے والی مصیبتوں پر غور کرنا چاہئے کہ،

صبر کی عادت بنائیے

میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پر جان، مال، اولاد، بھوک، پیاس، خوف اور طعنے بازی جیسی سب آزمائشیں آئیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے نانا جان، دوعالم کے سُلطان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلمہ پڑھنے والے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے جانی دشمن بن گئے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بھائیوں، بیٹوں، بھانجوں اور بھتیجوں کو شہید کیا گیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے رُفقاء کو تکلیفیں دی گئیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے خاندان والوں کو ستایا گیا، مگر پھر بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ان تمام آزمائشوں میں سُرخ رُو ہوئے، صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہے، رِضائے الٰہی پر راضی رہتے ہوئے

زبان سے حمدِ الٰہی بجالاتے رہے اور ان بد بختوں کو برابر نیکی کی دعوت اور اسلام کی تعلیمات دیتے رہے، ایک لفظ بھی بے صبری کا ادا نہ کیا حتّٰی کہ سجدے کی حالت میں اپنی جان کا نذرانہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا۔

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان اللہ والوں کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرتے ہوئے خوب نیکی کی دعوت عام کریں، اسلامی بہنوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے کوشاں رہیں، راہِ خدا میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کریں اور اس مُبارک دن میں تلاوتِ قرآن، ذکر و درود، صدقہ و خیرات، نوافل کی کثرت اور نذر و نیاز کی صورت میں ان عظیم ہستیوں کو خراجِ عقیدت پیش کریں اور ان کی بارگاہ میں خوب خوب ایصالِ ثواب کریں۔ یاد رکھئے! فی زمانہ اس بابرکت دن پر لوگ جو ٹھنڈے مشروبات اور کھچڑے پر امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی فاتحہ دلاتے ہیں، یہ جائز و مستحب اور نیکیوں بھرا کام ہے: چنانچہ،

نیاز کس چیز پر دلوائیں؟

حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: ماہِ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ و دیگر شُہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں، کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج (چاولوں کی کھیر) پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے، ان کو جس طرح ایصالِ ثواب کرو مَندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں، جاڑوں (سردیوں) میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے، جو کارِ خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے، ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شُہدائے کربلا

کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے، ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختِتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بَیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[2]

سینہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا جنّت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

تعظیمِ سادات کے آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! تعظیمِ سادات کے بارے میں چند آداب سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ پہلے 2 فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے۔ (1) فرمایا: جو میرے اہلِ بیت میں سے کسی کے ساتھ اچّھا سُلوک کرے گا، میں روزِ قیامت اس کا صِلہ (بدلہ) اُسے عطا فرماؤں گا۔[3] (2) فرمایا: جو شخص اَولادِ عَبْدُ الْمُطَّلِب میں سے کسی کے ساتھ دُنیا میں نیکی (بھلائی) کرے اُس کا صِلہ (بدلہ) دینا

---

1 . . . بہار شریعت، ۳/۶۴۳، حصہ:۱۶

2 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۵۵، حدیث:۱۷۵

3 . . . جامع صغیر، ص ۵۳۳، حدیث: ۸۸۲۱

مجھ پر لازِم ہے جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا۔ [1] ☆ساداتِ کرام کی تعظیم ہے اور اُن کی توہین حرام۔ [2] ☆ساداتِ کرام کی تعظیم و تکریم کی اَصل وجہ یہی ہے کہ یہ حضرات رسُولِ کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے جسمِ اَطہر کا ٹکڑا ہیں۔ [3] ☆اللہ پاک کی رحمت بن کر دنیا میں تشریف لانے والے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمام چیزیں جو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے نسبت رکھتی ہیں ان کی تعظیم کی جائے۔ [4] تعظیم کے لیے نہ یقین دَرکار ہے اور نہ ہی کسی خاص سند کی حاجت، لہٰذا جو لوگ سادات کہلاتے ہیں ان کی تعظیم کرنی چاہیے۔ [5] ☆جو واقع میں سیِّد نہ ہو اور دِیدہ و دانستہ (جان بوجھ کر) سیِّد بنتا ہو وہ ملعون (لعنت کیا گیا) ہے، نہ اس کا فرض قبول ہو نہ نفل۔ [6] ☆اگر کوئی بدمذہب سیِّد ہونے کا دعویٰ کرے اور اُس کی بدمذہبی حدِّ کفر تک پہنچ چکی ہو تو ہرگز اس کی تعظیم نہ کی جائے گی۔ [7] ☆سادات کی تعظیم ہماری شفاعت فرمانے والے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی تعظیم ہے۔ [8] ☆استاد بھی سیِّد کو مارنے سے پرہیز کرے۔ [9] ☆ساداتِ کرام کو ایسے کام پر ملازم رکھا جاسکتا ہے جس

1... تاریخ بغداد، رقم ۵۲۲۱، عبداللہ بن محمد بن ابی کامل، ۱۰/۱۰۲

2... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۲۷۷

3... سادات کرام کی عظمت، ص۷

4... الشفاء، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل و من اعظامہ... الخ، جزء: ۲، ص ۵۲

5... سادات کرام کی عظمت، ص۱۴

6... سادات کرام کی عظمت، ص۱۶

7... سادات کرام کی عظمت، ص۱۷

8... فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۴۲۳ ماخوذا، سادات کرام کی عظمت، ص۸

9... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۸۴

میں ذِلّت نہ پائی جاتی ہو البتہ ذِلّت والے کاموں میں انہیں ملازم رکھنا جائز نہیں۔[1]

☆سیّد کی بطورِ سیّد یعنی وہ سیّد ہے اِس لئے توہین کرنا کُفر ہے۔[2]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات)، 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

1... سادات کرام کی عظمت، ص ۱۲

2... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۷۶

بیان:2 ہر مُبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قِیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا، جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا ہو گا۔ (1)

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: قِیامت میں سب سے آرام میں وہ ہو گا، جو حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھ رہے اور حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ دُرُود شریف کی کَثْرت ہے۔ اس سے مَعْلُوم ہوا کہ دُرُود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنّت ملتی ہے اور اس سے بزمِ جنّت کے دُولہا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ملتے ہیں۔ (2)

اسی لئے تو میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں۔

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لُوں رضا   لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

(حدائق بخشش، ص۱۰۴)

---

1 ۔۔۔ ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ ...الخ، ۲/ ۲۷، حدیث: ۴۸۴

2 ۔۔۔ مرآۃ المناجیح، ۲/ ۱۰۰

مختصر وضاحت: اے رضا! میدانِ حشر میں اللہ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب اپنے عُشّاق اور دیوانوں پر فَضْل وکَرَم فرمارہے ہوں گے تو اس عالَم میں میری بے خودی کا عالَم کیسا ہوگا؟ بس میں تو سرکارِ والا تبار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دامَن تھام لُوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بَیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگاکر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگاکر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان

---

1 ۔۔۔ معجم کبیر، ٦/١٨٥، حدیث: ٥٩٤٢

موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! مُحَرَّمُ الْحَرام کا بابرکت مہینا جاری و ساری ہے، اس مُبارَک مہینے کو شہیدانِ کربلا اور بالخصوص اِمامِ عالی مَقام، امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے، اسی مناسبت سے آج کے بیان میں ہم امامِ عالی مقام، امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے تقویٰ و پرہیزگاری، صدقہ و خیرات، شان و عظمت، فضائل و مناقب، آقا کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے محبت اور بالخصوص (Specially) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عبادت کا ذوق و شوق، عبادت کے واقعات اور آخر میں عاشوراء (10 محرمُ الحرام) کے دن روزہ رکھنے کے فضائل کے حوالے سے مدنی پھول سُنیں گی۔ اے کاش! ہمیں سارا بیان اچھی نیتوں کے ساتھ سننا نصیب ہو جائے، آیئے! سب سے پہلے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

محبتِ امام حسین کا اجر

حضرت علامہ عبدُ الرحمن ابنِ جوزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عَمْرو بن لَیث کے سامنے اس کی تمام فوج کو جمع کیا گیا، عَمْرو بن لَیث نے جب اپنی فوج کی یہ کثرت دیکھی تو رو پڑا اور دل ہی دل میں کہنے لگا، اے کاش! امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شہادت کے وقت میں وہاں موجود ہوتا اور میرے پاس اتنی فوج ہوتی تو میں اپنی جان، شان و شوکت

اور ساری فوج کو ان پر قربان کر دیتا۔ اس زمانے کے کسی ولی کو خواب میں، حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عَمرو بن لَیث سے کہہ دو کہ اس کے دل میں جو خیال آیا ہے ہمیں اس کی خبر ہے اور ہم نے اس کے ارادے کو قبول کر لیا ہے، اللہ کریم تمہیں اس ارادے اور اس خیال پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ جب خواب دیکھنے والے نے عَمرو بن لَیث کو یہ خوش خبری سنائی تو وہ خوشی سے جھوم اُٹھا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے کہ جو خوش نصیب اپنی شہرت اور مقام و مرتبے کی پروا کئے بغیر محض دل میں رِضائے الٰہی اور خوشنودیِ مُصطفٰے کے حُصول اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت و شرافت کی بنا پر امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے عقیدت و محبت کا اظہار کرے، اپنے دل میں ان کی خدمت کرنے کی تمنا بسائے تو اس خوش قسمت پر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ضرور کرم ہوتا ہے جیسا کہ بیان کردہ واقعہ میں اپنے ایک غلام کے خواب میں تشریف لا کر عَمرو بن لَیث کیلئے خوشخبری ارشاد فرمائی اور اس کے دل میں آنے والے خیال (Opinion) کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا۔ آیئے! سنتی ہیں کہ عَمرو بن لَیث کو محبتِ امام حُسین کی وجہ سے اور کیا مقام و مرتبہ ملا، چنانچہ

محبتِ امام حُسین کی وجہ سے مغفرت ہو گئی

خُراسان کے حاکم عَمرو بن لَیث کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ پاک نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: اللہ کریم نے مجھے بخش دیا، پوچھا

1 ... بستان الواعظين، مجلس في فضل يوم عاشوراء وما جاء فيه، ص ٢٤٠ ملتقطا

کس سبب سے ؟اس نے کہا: ایک مرتبہ میں پہاڑ سے اپنے لشکر کی کثرت دیکھ کر خوش ہو رہا تھا تو میں نے تمنا کی کاش! میں اُس وقت میدانِ کربلا میں ہوتا جب یزیدی لشکر امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور دیگر اہلِ بیت پر ظلم و ستم کر رہے تھے تو میں آپ کی کچھ خدمت کر سکتا۔ تو ربِّ کریم نے اِسی نیت کے سبب میری مغفرت فرمادی۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یہ حقیقت ہے جو اسلامی بہن اپنے دل میں محبتِ اہلِ بیت اور امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی محبت کو بسا لیتی ہے وہ دنیا و آخرت کی برکتوں سے حصہ پا لیتی ہے کیونکہ اہلِ بیتِ اطہار سے محبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے پیارے پیارے آقا، مدینے والے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرنا، اہلِ بیتِ اطہار کی محبت دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیوں کا سرچشمہ ہے۔ یہاں تک کہ اہلِ بیتِ اطہار کی محبت شفاعتِ مُصْطَفٰے حاصل ہونے کا ذریعہ بھی ہے، جیسا کہ

مُصْطَفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: جو وَسیلہ حاصل کرنا چاہے اور یہ چاہے کہ میری بارگاہ میں اس کی کوئی خدمت ہو جس کے سبب میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں، اُسے چاہئے کہ میرے اہلِ بیت کی خدمت کرے اور اُنہیں خُوش کرے۔[2]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں بھی چاہئے کہ اہلِ بیتِ اطہار اور بالخصوص امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی سیرتِ طیبہ کے روشن پہلوؤں پر عمل کریں، اِن مقدّس

1... مدارج النبوت، باب نہم ذکر حقوق آنحضرت، ۱/۳۰۵ ملخصا

2... برکاتِ آلِ رسول، ص ۱۱۰

ہستیوں کا نہایت اَدب و اِحترام بجالائیں، ان کی خُوشی کو اپنی خُوشی اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھیں، ان سے دِل و جان سے محبت کریں کیونکہ آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضراتِ حسنینِ کریمین سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، چنانچہ

حضراتِ حسنینِ کریمین سے محبت

حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضراتِ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گود میں کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! کیا آپ اِن سے محبت کرتے ہیں؟ نانائے حسنین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں ان سے محبت کیوں نہ کروں حالانکہ یہ میرے دو پھول ہیں جن کی مہک میں سونگھتا ہوں۔[1]

کس زباں سے ہو بیاں عزّ و شانِ اہلِ بیت مدح گوئے مُصطفٰے ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

مُصطفٰے عزت بڑھانے کے لئے تعظیم دیں ہے بلند اِقبال تیرا دُودمانِ اہلِ بیت

(ذوقِ نعت، ص ۱۰۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ربِّ کریم نے امامِ عالی مقام، امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو بہت سی خصوصیات اور شان و عظمت سے نوازا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عبادت و ریاضت، تقویٰ و پرہیزگاری کے واقعات سننے سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا **مختصر ذکرِ خیر اور تعارف** (Introduction) سنتی ہیں: چنانچہ

1 ... معجم کبیر، ۱۵۵/۴، حدیث: ۳۹۹۰

مختصر تعارف

☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی وِلادت 5 شعبان 4 ہجری کو مدینۂ منورہ میں ہوئی، ☆آپ کا نام نبیِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "حُسین" اور "شبیر" رکھا، ☆حضرت امام حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی کُنْیت "ابوعبدُاللہ" اور لَقب "سِبْطُ رَسُوْلِ اللّٰہِ" اور "رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل" ہے، ☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں، [1] ☆ نبیِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے کان میں اذان دی، [2] ☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نہایت سخی اور نیک خصلت تھے، ☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کئی حج پیدل کئے تھے۔ حضرت مُصْعَب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: امامِ عالی مقام، امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے مدینۂ منوّرہ سے پیدل چل کر 25 حج کئے، [3] ☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اپنے والدِ ماجد اَمیرُ المؤمنین حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے علمِ دین کا بیش بہا خزانہ پایا، ☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی علم سے بھرپور گفتگو (Discourse) ایسی دلکش ہوتی تھی کہ لوگوں کی یہ خواہش ہوتی کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ خاموش نہ بیٹھیں بلکہ عِلم وحِکمت کے مَدَنی پھول لُٹاتے ہی رہیں، ☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے جدِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اپنے والدِ محترم، والدۂ مُحترمہ اور اَمیرُ المؤمنین حضرت عمرِ فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُم سے

1...سیر اعلام النبلاء، رقم ٢٧٠، الحسین الشهید...الخ، ٤٠٢/٤-٤٠٤ ملتقطا

2...کنز العمال، کتاب النکاح، باب بر الوالدین والاولاد...الخ، جزء٨، ٢٥٢/١٦، حدیث: ٤٥٩٩٦

3...اسد الغابة، رقم ١١٧٣، الحسین بن علی، ٢٨/٢، ماخوذا

اَحادیث سُنیں اور رِوَایت کیں، ☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا مُستقل علمی حلقہ مسجدِ نَبوی میں لگتا جس میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ لوگوں کو فقہی مسائل سے آگاہ فرماتے تھے، ☆حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی شہادت 10 محرّمُ الحرام 61 ہجری کو میدانِ کربلا میں ہوئی۔

کیا بات رضاؔ اُس چمنستانِ کرم کی
زَہرا ہے کلی جس میں حُسین اور حسن پھول

(حدائق بخشش، ص۷۹)

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

امام حُسین کی عبادت

پیاری پیاری اسلامی بہنو! امامِ عالی مقام، امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی سیرتِ طیبہ کے روشن پہلوؤں سے معلوم ہوا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ ہر وصف میں اپنی مثال آپ تھے لیکن یہ اوصاف آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کو اپنے ہی گھر سے تربیت میں ملے تھے کیونکہ بچے کی تربیت کا سب سے پہلا مکتب (اسکول) اس کا گھر ہوتا ہے بچے کے سب سے پہلے اُستاد والدین ہوتے ہیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا گھرانہ وحی والہام کا مرکز اور علم و عرفان کا چشمہ تھا، آپ کا گھرانہ رشکِ کائنات اور مرکزِ تجلیات تھا، آپ کا گھرانہ عبادت و ریاضت اور سخاوت کا مرکز تھا، آپ کا گھرانہ زہد و تقوی اور پرہیزگاری کا سرچشمہ تھا، آپ کا گھرانہ غریبوں کی حاجت روائی اور غم کے ماروں کا سہارا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کو تو بچپن میں تعلیم و تربیت کا ایسا بابرکت نورانی و روحانی ماحول میسر آیا کہ دو عالم کے مالک و مختار،

مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گود سے تربیت ملی، حضور نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خاص فیضان ملا، یہی وجہ تھی کہ

حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ علم و فضل میں یکتا تھے، **حضرت امام حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ایثار و توکّل کے پیکر تھے، **حضرت امام حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شجاعت و بہادری میں بے مثال تھے، **حضرت امام حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تقویٰ و پرہیز گاری کے مالک تھے، **حضرت امام حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صدقہ و خیرات کے بے مثال نمونے تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہر حال میں صبر و شکر کے عادی تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عبادت و رِیاضت کے پیکر تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نفلی عبادت اور کثرت سے تلاوتِ قرآن کے شوقین تھے، یہاں تک کہ بہت سی روایتوں میں آپ کی عبادت و ریاضت، نفل نمازوں اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا تذکرہ ملتا ہے، آیئے! آپ کی عبادت کے متعلق 2 روایات سنتی ہیں: چنانچہ

نماز و روزے کے پابند

1. علامہ ابنِ اثیر جزری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **كَانَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاضِلًا كَثِيْرَ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَالْحَجِّ وَالصَّدَقَةِ وَاَفْعَالِ الْخَيْرِ جَمِيْعِهَا** یعنی حضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کثرت سے نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، حج کرتے، صدقہ و خیرات کرتے اور تمام بھلائی کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔[1]

1… اسد الغابۃ، رقم ۱۱۷۳، الحسین بن علی، ۲/۲۸

2. آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بیٹے حضرت امام زینُ العابدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: **میرے والدِ گرامی حضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دن اور رات میں ہزار رکعت نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔**[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے کہ حضرت **امام حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کس قدر عبادت کا ذوق و شوق رکھتے تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روزوں کی کثرت فرماتے تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کثیر نوافل ادا کرتے تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نیک اعمال بجالاتے تھے، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حج کی ادائیگی کے شوقین تھے، الغرض آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اپنی زندگی کے شب و روز ربِّ کریم کی اطاعت و فرمانبرداری اور عبادت و ریاضت میں گزارتے اور کوئی لمحہ (Moment) فضولیات میں نہ بسر کرتے بلکہ ہر وقت دل یادِ خداوندی میں مصروف رہتا تو زبان ذکرِ خُدا سے معمور رہتی گویا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، ہر حالت میں اور ہر وقت ربِّ کریم کا ذکر کرتے اور خصوصاً نماز کی ادائیگی کا بے حد خیال فرماتے اور بڑے ذوق و شوق سے نماز ادا فرماتے کیونکہ نماز کی تعلیم تو بچپن ہی میں نبی کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حاصل ہوئی تھی، یہ مدنی تربیت کا ہی فیضان تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی بہت زیادہ کثرت فرماتے تھے۔

---

1 - - - العقد الفرید، کتاب الزمردۃ فی المواعظ و الزھد، باب من کلام الزھاد و اخبار العباد، ۱۱۴/۳ مختصرا

سُبْحٰنَ اللہ! قُربان جائیے! نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی عبادت و ریاضت کے ذوق و شوق پر کہ جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللہُ عَنْہ بلند مرتبہ صحابی ہیں، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اہلِ بیتِ مُصْطفٰے میں شامل ہیں، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللہُ عَنْہ اَمیرُ المؤمنین **حضرت مولیٰ علی** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے شہزادے ہیں، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حضرت **بی بی فاطمہ** رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے جگر کے ٹکڑے ہیں، **حضرت امام حُسین** رَضِیَ اللہُ عَنْہ دوجہاں کے **مالک و مختار، مکی مدنی سرکار** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے **نواسے** ہیں، مگر پھر بھی فرائض کے ساتھ ساتھ **نفلی عبادت کی کثرت** فرمارہے ہیں۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمارے بُزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کثرت سے ربِّ کریم کی عبادت اور نفل نمازوں کی کثرت کرتے تھے جبکہ دوسری طرف ہماری فرض نمازوں کے معاملے میں سستیاں مُسلسل بڑھتی جارہی ہیں، کانوں میں اَذان کی آواز آتی ہے مگر ہم اپنے کام کاج کی مصروفیات کا بہانہ بناکر یاپھر سُستی (Laziness) کی وجہ سے نماز قضا کرڈالنے میں شرم محسوس نہیں کرتیں، جبکہ گُناہ کرنے کیلئے ہماری سُستی فوراً چُستی میں بدل جاتی ہے۔ بعض تو ایسی بھی من چلی اور منہ پھٹ ہوتی ہیں کہ جب اُن کو دِین کا درد رکھنے والی کوئی اسلامی بہن سمجھاتے ہوئے نیکی کی دعوت دے اور نمازیں ادا کرنے کی ترغیب دِلائے تو کہتی ہیں **"اِنْ شَآءَ اللہ اگلے جمعہ سے دوبارہ نمازیں پڑھنا شُروع کریں گی یا رَمضان سے باقاعدہ نمازوں کا اہتمام کریں گی"** یوں کسی قسم کی شرم و جِھجک کئے بغیر بڑی دلیری کے ساتھ **مَعَاذَ اللہ** اس بات کا گویا اِقرار کررہی ہوتی

ہیں کہ ہم نمازیں ترک کرنے کا یہ کبیرہ گُناہ جُمعہ کے دن تک یا رمضانُ المبارک تک مُسلسل جاری رکھیں گی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے گھروں میں اتفاق نہیں، آئے دن لڑائی جھگڑے معمول بن گئے ہیں، ہر ایک رِزق میں بے برکتی کی وجہ سے پریشان (Worried) ہے، کہیں والدین اپنی نافرمان اولاد سے بیزار ہیں، تو کہیں بھائی بھائی یا بھائی بہن کے درمیان ناچاقیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

بچوں کی اچھی تربیت کریں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اللہ پاک اور رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین پر عمل چھوڑ کر دن رات ان کی نافرمانی والے کاموں میں مشغول ہو گئیں، نہ صرف خُود نمازوں سے دُور ہوئیں بلکہ ہمارے بچے اور گھر والے بھی نمازوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور ہم اپنے بچوں کی اچھی تربیت نہیں کرتیں، انہیں نمازوں کا ذہن بھی نہیں دیتیں، حالانکہ ہمیں بچوں کی اچھی تربیت کرنی چاہئے اور بچپن ہی سے انہیں نمازوں کا ذہن دینا چاہئے۔

یاد رکھئے! اگر بچوں کو بچپن ہی میں ناجائز و حرام کاموں سے بچا کر ان کی اچھی تربیت پر توجہ دی جائے تو دنیا و آخرت میں کامیابی ان کا مقدر بنے گی، جیسا کہ امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بچپن میں اچھی تربیت کی برکت سے بے شمار اوصاف کے حامل بنے، لہٰذا والدین پر لازم ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت کریں ورنہ کل بروزِ قیامت اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، چنانچہ

حضرت عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے ایک شخص سے فرمایا: اپنے بچے کی اچھی

تربیت کرو کیونکہ تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کی کیسی تربیت کی اور تم نے اسے کیا سکھایا۔[1]

یاد رکھئے! اگر ہم نے اپنے بچوں کی اصلاح کی کوشش نہ کی اور ان کو نماز، روزے کا پابند نہ بنایا تو قیامت کی رسوائی (Disgrace) کے ساتھ ساتھ دنیاوی نقصان یہ ہوگا کہ بڑے ہو کر ہماری بات نہیں مانیں گے، ہمیں آنکھیں دکھائیں گے اور آئے دن ہماری پریشانیوں میں اضافے کا سبب بنتے رہیں گے لیکن اس وقت سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

تلاوتِ قرآن کا جذبہ

پیاری پیاری اسلامی بہنو! جس طرح امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو کثرتِ عبادت کا ذوق و شوق تھا اور کثرت سے نوافل ادا فرمانے کا شوق تھا اسی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے کا بھی بہت ہی زیادہ شوق تھا، آیئے! آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے کے متعلق سنتی ہیں: چنانچہ

حضرت اِمام شَعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **رَاَیْتُ الْحُسَیْنَ یَتَخَتَّمُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ** یعنی میں نے دیکھا امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَمَضَانُ الْمُبارک میں مکمل قرآنِ مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔[2]

1...شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۶/۴۰۰، حدیث: ۸۶۶۲

2...سیر اعلام النبلاء، رقم ۴۸، الحسین الشھید، ۳/۲۹۱

قرآن کے باعمل عالِم

حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قرآن کے عالِم باعمل، تقویٰ و پرہیزگاری کے پیکر، خوفِ خُدا رکھنے والے اور صاحبِ سخاوت تھے۔[1]

تلاوتِ قرآن اور نماز سے محبت

پیاری پیاری اسلامی بہنو! امام حسین کی قرآن کریم اور نمازوں سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ 9 محرّمُ الحرام کو جب یزیدیوں کے ساتھ مصالحت کی اُمّید ختم ہوگئی تو امامِ عالی مقام، امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ کسی طرح یہ لڑائی کل تک مؤخر ہو جائے تو آج کی رات نماز، دعا اور استغفار میں گزاریں کیونکہ مجھے ربِّ کریم کی رضا کے لئے نماز اور تلاوتِ قرآن سے محبت ہے اور کثرت کے ساتھ دعا اور استغفار میرا معمول ہے۔[2]

ذرا سوچئے! جب ہر طرف دشمنوں کا ہجوم ہو، مصیبتوں پر مصیبتیں اور آزمائشوں پر آزمائشیں آ رہی ہوں، پینے کے لئے پانی نہ مل رہا ہو تو ہم میں سے ہر ایک کی تمنا یہی ہوگی کہ کاش کسی طرح ان مصیبتوں سے چھٹکارا مل جائے، کسی طرح یہ مصیبت ٹل جائے، مگر امام حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی تمنا دیکھئے کہ کیا فرما رہے ہیں کاش کہ یہ رات بھی عبادت کرنے کے لئے مل جائے، یہ رات بھی تلاوتِ قرآن کے لئے مل جائے، یہ رات بھی دعا و مناجات کے لئے مل جائے واقعی یہ اُسی عبادت کا ذوق و شوق تھا کہ میدانِ کربلا میں اتنی

1 . . . شہادت نواسۂ سید الابرار، ص ۳۷۴ ملخصا

2 . . . الکامل فی التاریخ، ذکر مقتل الحسین، ۴۱۵/۳ ملخصا

تکلیفیں اور مصیبتیں آنے کے باوجود بھی یہ جذبہ ٹھنڈا نہ ہوا اور میدانِ کربلا میں دس دن کوئی نماز قضا نہیں کی، عبادت سے محبت کا عالَم یہ تھا کہ آخری وقت اپنا مبارک سر بارگاہِ عالی میں جھکایا اور سجدہ کی حالت میں شہادت کو سینے سے لگایا۔

صدقہ و خیرات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عبادات کے واقعات سن رہی تھیں جس طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرائض و واجبات کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نفل نمازیں ادا کیا کرتے تھے اسی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرتے تھے کیونکہ یہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی خاندانی وراثت تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اہلِ بیت کے سخی گھرانے کے چشم و چراغ (Descendant) تھے اس لیے سخاوت اور راہِ خدا میں خرچ کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہتے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ذات میں صَدَقہ و خَیرات کا جذبہ اِس قدر کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ بسااَوقات تو اپنی ضروریات کو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پر قُربان کر دِیا کرتے تھے۔ آیئے! آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے صدقہ و خیرات کرنے کے بارے میں ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

کریم ہو تو ایسا

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تنگدستی اور فقر و فاقہ کی شکایت کی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ! ہمارا وظیفہ آنے والا ہے، جیسے ہی وظیفہ پہنچے گا ہم آپ کو رخصت کر دیں گے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی طرف سے ایک ایک ہزار

دینار کی پانچ تھیلیاں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی بارگاہ میں پیش کی گئیں۔ قاصد نے عرض کی: امیرِ معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے معذرت کی ہے کہ یہ تھوڑی سی رقم ہے اسے قبول فرما کر غریبوں میں تقسیم فرما دیجئے۔ حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ساری رقم اس غریب آدمی کے حوالے کر دی اور اس سے معذرت فرمائی کہ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔[1]

کیسے صابر تھے محمد کے گھرانے والے　　بھوکے رہتے تھے خود اَوروں کو کھلا دیتے تھے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعے سے **دو نکات** حاصل ہوتے ہیں:

ایک تو یہ کہ حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ صدقہ و خیرات کرنے اور غریبوں، تنگدستوں، محتاجوں اور حاجت مندوں کی مدد کرنے کے عادی تھے جیسا کہ ابھی ہم نے سنا آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ساری رقم فوراً اس غریب و محتاج کو عطا فرمادی مگر افسوس فی زمانہ ہم بخل کرتی ہیں اور صَدَقہ و خَیْرات کرنے کے معاملے میں سُستی کرتی ہیں، اگر کوئی حاجت مند اسلامی بہن آ بھی جائے تو جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے اس کی مدد نہیں کرتیں اور اگر کبھی کسی کی مدد کرنے کی توفیق مل بھی جائے تو حُبِّ جاہ اور ریاکاری کی آفت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ یاد رکھئے! صَدَقہ و خَیْرات کرنے سے بظاہر تو مال میں کمی واقع ہوتی ہے لیکن حقیقت میں برکت ہی برکت ہوتی ہے، جیسا کہ

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا

ہم گناہگاروں سے محبت کرنے والے محبوب آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر آئمتھم من اھل البیت، ص۷۷

مَانَقَصَ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ یعنی صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے واقعات سے ہمیں **دوسرا نکتہ** یہ ملا کہ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عاجزی وانکساری کے پیکر تھے تبھی تو تھوڑی سی تاخیر ہونے پر اس شخص سے معافی مانگی حالانکہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے لئے معافی مانگنا ضروری نہیں تھا مگر پھر بھی معافی مانگی، جبکہ اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں تو عاجزی و اِنکساری تو دور کی بات ہم غلطیاں (Mistakes) کرنے کے باوجود بھی ٹس سے مس نہیں ہوتیں اور یوں کہتی سنائی دیتی ہیں کہ **جو ہم سے جھگڑا کرے گی ہم اس کو نہیں چھوڑیں گی، جو ہمیں ایک بات سنائے گی ہم اسے دس سنائیں گی، جو ہمیں تکلیف پہنچائے گی ہم اس کا جینا حرام کر دیں گی،** جبکہ ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم تو خود سے بدتمیزی کرنے والوں کے ساتھ بھی حسنِ اخلاق سے پیش آتے، ہمارے بزرگانِ دین تو غلطی نہ ہونے کے باوجود بھی معافی مانگ لیتے، ہمارے بزرگانِ دین تو گالیاں بکنے والوں کو بھی دعائیں دیتے تھے، ہمارے بزرگانِ دِین تو دل آزاریاں کرنے والوں کے ساتھ بھی عفوو درگزر سے کام لیتے تھے ایک ہم ہیں کہ اسلامی بہنوں کی دل آزاریاں کرتی ہیں، ہم جان بوجھ کر اسلامی بہنوں کو تکلیفیں دیتی ہیں، ہم اسلامی بہنوں کی غیبتیں کرتی ہیں، ہم ناحق دوسروں کی چیزیں ہڑپ کر جاتی ہیں، ہم اسلامی بہنوں سے ہنسی مذاق کرتی ہیں، ہم لوگوں سے بدلے لینے کے مواقع تلاش کرتی ہیں، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان بُری عادات (Bad Habits) کو چھوڑ کر اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عفوو درگزر، حلم و

1...معجم اوسط، ۱/۶۱۹، حدیث: ۲۲۷۰

بردباری، تحمل مزاجی، تواضع اور عاجزی و انکساری کی عادت اپنائیں کیونکہ تواضع اور عاجزی وانکساری کی عادات رکھنے والی کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جبکہ تکبر اور بات بات پر لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار ہو جانے والیوں سے نفرت کی جاتی ہے۔ چنانچہ

عاجزی اختیار کیجئے

حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: جو اللہ کریم کے لئے عاجزی اختیار کرے گا اللہ پاک اسے بلندی عطا فرمائے گا، پس وہ خود کو کمزور سمجھے گا مگر لوگوں کی نظروں میں وہ عظیم ہوگا اور جو تکبر کرے اللہ کریم اسے ذلیل کردے گا پس وہ لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہوگا مگر خود کو بڑا سمجھتا ہوگا یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک خنزیر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔[2]

سینہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا　　　جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

1... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزھد، باب کلام عمر بن الخطاب، ۱۹/ ۱۴۴، حدیث: ۳۵۶۰۲ ملتقطا

2... مشکاة، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/ ۵۵، حدیث: ۱۷۵

سُرمہ لگانے کی سُنّتیں اور آداب

آیئے! امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "**101 مدنی پھول**" سے سُرمہ لگانے کی سُنّتیں اور آداب سنتی ہیں: فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: تمام سُرموں میں بہتر سرمہ "**اِثْمِد**" (اِث۔مِد) ہے کہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں اُگاتا ہے۔[1] ☆ پتّھر کا سُرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں۔ ☆ سُرمہ سوتے وَقت استِعمال کرنا سُنّت ہے۔[2] ☆ سُرمہ استعمال کرنے کے تین 3 منقول طریقوں کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے: (1) کبھی دونوں آنکھوں میں تین تین سَلائیاں، (2) کبھی دائیں (سیدھی) آنکھ میں تین اور بائیں (اُلٹی) میں دو، (3) تو کبھی دونوں آنکھوں میں دو دو اور پھر آخِر میں ایک سَلائی کو سُرمے والی کرکے اُسی کو باری باری دونوں آنکھوں میں لگایئے۔[3] ☆ اس طرح کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ تینوں پر عمل ہوتا رہے گا۔ ☆ ادب و تعظیم کے جتنے بھی کام ہوتے سب ہمارے پیارے کریم آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدھی جانب سے شروع کیا کرتے، لہٰذا پہلے سیدھی آنکھ میں سُرمہ لگایئے پھر اُلٹی آنکھ میں۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب "**سُنّتیں اور آداب**" امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے "**101 مدنی پھول**" اور "**163 مدنی پھول**" ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

1...ابن ماجه، كتاب التحفه، باب الكحل بالاثمد، ۴/۱۱۵، حديث: ۳۴۹۷

2...مرآۃ المناجیح، ۶/۱۸۰

3...شعب الايمان، باب فى الملابس والاوانى، ۵/۲۱۸، حديث: ۶۴۲۸

بیان:3 ہر مُبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حُجَّۃُ الْاِسلام اِمام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت حسن بَصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمتِ بابَرَکت میں حاضِر ہو کر ایک عورت نے عَرض کی: میری جوان بیٹی فوت ہوگئی ہے، کوئی ایسا طریقہ ارشاد فرمایئے کہ میں اسے خواب میں دیکھ لوں۔ آپ نے اُسے عمل بتایا۔ اُس نے اپنی مَرحُومہ بیٹی کو خَواب (Dream) میں اِس حال میں دیکھا کہ اُس کے بدن پر تار کَول (یعنی ڈامَر) کا لباس، گردن میں زَنجیر اور پاؤں میں بَیڑیاں ہیں! اُس نے حضرت حسن بَصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو خَواب سُنایا، سُن کر آپ بہُت مَغموم ہوئے۔ کچھ عرصے بعد حضرت حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے خواب میں ایک لڑکی کو دیکھا، جو جنّت میں تھی اور اس کے سر پر تاج (Crown) تھا۔ اس نے کہا: اے حسن! کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟ میں اُسی خاتون کی بیٹی ہوں، جس نے آپ کو میری حالت بتائی تھی۔ آپ نے فرمایا: تیری وہ حالت کیسے بدلی؟ مَرحُومہ بولی: قبرِستان کے قریب سے ایک شخص گزرا اور اُس نے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھ کر ہم قبرستان والوں کو ایصالِ ثواب کیا تو اُس کے دُرُود شریف پڑھنے کی بَرَکت سے اللّٰہ کریم نے ہم 550 قبر والوں سے

عذاب اُٹھالیا۔[1]

لاج رکھ لے گناہگاروں کی نام رحمٰن ہے ترا یارب!
بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل نام غفّار ہے ترا یارب!

(ذوقِ نعت، ص ۸۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بَیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نِیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **"نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ"** "مُسلمان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔"[2]

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِین کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان

1 … مکاشفة القلوب، باب السابع، ص ۲۴ بتغیر قلیل

2 … معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دُرُودِ پاک کی فضیلت سے متعلق جو حکایت ہم نے سُنی، اس سے اِیصالِ ثواب کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ایک لڑکی دَردناک حالت میں عذاب کا شکار تھی، مگر جب اللہ پاک کے ایک بندے نے گزرتے ہوئے حُضُور نبیِ کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ مُقدَّسہ پر دُرُودِ پاک پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو پہنچایا تو نہ صرف اس لڑکی کو عذاب سے نجات مل گئی بلکہ مزید سینکڑوں مُردوں کو عذاب سے رہائی نصیب ہوئی۔ ذرا سوچئے! ہمارا ربّ کس قدر مہربان ہے کہ اس نے صِرف ایک بار دُرُود شریف کی برکت سے سینکڑوں مُردوں کی بگڑی بنادی تو جو مسلمان کثرت سے درودِ پاک پڑھنے اور نیکیوں کا ثواب مسلمان مرحومین کو بھیجنے کا عادی ہوگا تو اللہ پاک اِیصالِ ثواب کرنے والے اور جن کو ثواب بھیجا گیا ان سب پر اِنعام واکرام کی کیسی بارش برسائے گا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ اِیصالِ ثواب کے معاملے میں سُستی کرنے کے بجائے وقتاً فوقتاً دُرودِ پاک اور نیکیوں سے حاصل ہونے والا ثواب اپنے مرحومین کو پہنچاتی رہیں، ان کے لئے دُعائے مغفرت کرتی رہیں کیونکہ یہ ایک ایسا جائز عمل ہے کہ جس کی بَرَکت سے مسلمان مرحومین کے ساتھ ساتھ زِندوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے، مُفْتی محمد امجد علی اَعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِیصالِ ثواب یعنی قُرآنِ مجید

یا دُرُود شریف یا کلمۂ طیّبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادتِ مالیہ یا بدَنیہ (مالی عبادت جیسے صدقہ و خیرات اور بدَنی عبادت جیسے نماز روزہ وغیرہ)، فَرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے کیونکہ زِندوں کے اِیصالِ ثواب سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔[1] یاد رکھئے! مَرحُومین کیلئے مَغفرت و رحمت کی دعا کرنا بھی ایصالِ ثواب ہی کی ایک قسم ہے، چنانچہ

مَلِکُ العُلَما علامہ ظَفَرُ الدّین بِہاری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: اِیصالِ ثواب کے چار (4) طریقے ہیں: (1) دُعائے مَغفرت (2) دُعائے رحمت (3) نمازِ جنازہ (4) قبر پر ٹھہرنا اور دُعا کرنا۔[2]

قُرآنِ کریم میں ایصالِ ثواب کرنے کا ایک طریقہ یعنی مومنین کیلئے دُعائے مَغفرت کرنے کا ثبوت واضح طور پر موجود ہے، چنانچہ

پارہ 28 سورۂ حشر آیت نمبر 10 میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ

تَرجَمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے ربّ ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

(پ۲۸، الحشر:۱۰)

مشہور مفسّرِ قرآن، مفتی احمد یار خان نعیمی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: یہاں سے دو

---

1 . . . بہارِ شریعت، ۳/ ۶۴۲، حصہ ۱۶:

2 . . . دورِ صحابہ میں ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں، ص ۴۵

مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ صرف اپنے لئے دعا نہ کرے، بزرگوں کے لئے بھی کرے دوسرا یہ کہ بُزرگانِ دِین خصوصاً صحابہ کرام واہلِ بیت کے عُرس، ختم، نیاز فاتحہ وغیرہ یہ اعلیٰ چیزیں ہیں کہ اِن میں اُن بُزرگوں کے لئے دُعا ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! انسان جب تک دُنیا میں رہتا ہے تو اس کے اِردگرد اس کے وَالِدین، بہن بھائی اور اولاد وغیرہ موجود ہوتے ہیں کہ جو اس کے ہر دُکھ درد اور آزمائشوں میں اس کے ساتھ ساتھ رہتے اور اس کا غم ہلکا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بیمار ہوں تو بیمار پُرسی (یعنی عِیادت) بھی کرتے ہیں، مگر جب یہی انسان تنگ و تاریک قبر میں جا پہنچتا ہے تو اس کے والدین، نہ بہن بھائی اور نہ اہل وعیال اس کے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ وہ قبر میں اکیلا ہوتا ہے۔ قبر میں جانے کے بعد اس پر جو گزرتی ہے اس کا حال تو وہ خود ہی بہتر جانتا ہے۔

حدیثِ پاک میں قبر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: **اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ** یعنی بے شک قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔[2] اب جو قبر میں موجود ہے تو ہمیں اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ قبر اس کے لیے جنّت کا باغ (Garden) ثابت ہوئی ہوگی یا مَعَاذَ اللہ جہنم کا گڑھا بنی ہوگی۔ لیکن ہمیں ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہوئے اس کے لئے

1... تفسیر نور العرفان، پ۲۸، الحشر، تحت الآیۃ:۱۰

2... ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۹۱، ۴/۲۰۸، حدیث:۲۴۶۸

ایصالِ ثواب کی عادت بنانی چاہیے۔

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا سے روایت ہے کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حکم فرمایا: سینگ والا مینڈھا لایا جائے جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو (یعنی اس کے پاؤں سیاہ ہوں اور پیٹ سیاہ ہو اور آنکھیں سیاہ ہوں) وہ قربانی کے لیے حاضر کیا گیا تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عائشہ چُھری لاؤ اور اسے پتھر پر تیز کرلو، پھر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے چُھری لی اور مینڈھے کو لِٹا کر اسے ذبح کر دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: یااللہ تُو اسے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ) اور ان کی آل اور اُمّت کی طرف سے قبول فرما۔[1]

حکیمُ الاُمَّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: اس (حدیثِ پاک) سے معلوم ہوا کہ اپنے فرائض و واجبات کا ثواب دوسروں کو بخش سکتے ہیں، اس میں کمی نہیں آسکتی۔ یہ حدیث کھانا سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنے کی قوی دلیل ہے کہ بکری سامنے ہے اور حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ) اس کا ثواب اپنی آل اور اُمّت کو بخش رہے ہیں۔[2] حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کا اکثر ذکر فرمایا کرتے اور بعض اَوقات بکری ذبح فرما کر اس کے گوشت کے ٹکڑے کرتے اور اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کی سہیلیوں کے گھر بھیجا کرتے تھے۔[3]

حکیمُ الاُمّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اکثر حضورِ

---

1 . . . مسلم، کتاب الاضاحی، باب استحباب استحسان الضحیة ... الخ، ص۸۳۷، حدیث:۵۰۸۷

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۲/۳۶۸

3 . . . بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی خدیجة ... الخ، ۲/۵۶۵، حدیث:۳۸۱۸

انور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) حضرت خدیجہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا) کی طرف سے بکری قربان فرماتے انہیں ثواب پہنچانے کے لیے اس کا گوشت ان کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے۔اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے:(1)میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔(2)میت کو صدقہ وخیرات کا ثواب بخشنا سنّت ہے۔(3)میت کے نام کا کھانا اس کے پیاروں کو دینا بہتر ہے،اس سے میت کو دُہری(ڈبل)خوشی ہوتی ہے ایک ثواب پہنچنے کی دوسرے اس کے پیاروں کی امداد ہونے کی۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ زندوں کا مُردوں بلکہ جو لوگ پیدا ہی نہیں ہوئے ان کے لئے بھی ایصالِ ثواب کرنا نہ صرف جائز بالکل سنّت سے ثابت ہے۔یاد رکھئے!ایصالِ ثواب کا یہ سلسلہ صرف سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ کے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے حالاتِ زندگی پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ یہ حضرات بھی مرحومین کو ایصالِ ثواب کرنے کے مختلف انداز اپنایا کرتے تھے،چنانچہ

امام جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سات(7)روز تک مُردوں کی طرف سے کھانا کھلایا کرتے تھے۔[2]

حضرت سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہوکر عرض کی:یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ

---

1 . . . مرآۃ المناجیح،۸/۴۹۶

2 . . . الحاوی للفتاوی، ۲/۲۲۳

وَسَلَّم! میری والدہ محترمہ کا میری غیر موجودگی میں انتقال ہو گیا ہے، اگر میں ان کی طرف سے کچھ صَدَقہ کروں تو کیا انہیں کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، عرض کی: تو میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا باغ ان کی طرف سے صَدَقہ ہے۔[1]

ایک روایت میں ہے: حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے بارگاہِ رِسالَت میں عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری والدہ فوت ہو گئیں تو کون سا صدقہ ان کے لئے بہتر ہے؟ فرمایا، پانی، تو اُنہوں نے کُنواں کھدوایا اور کہا: **هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ** یعنی یہ کنواں سعد کی والدہ کے (ایصالِ ثواب کے) لئے ہے۔[2]

اَمیرِ اَہلسنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے **"فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ"** صفحہ نمبر 11 پر فرماتے ہیں: حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے اِس ارشاد: **"یہ اُمِّ سعد کیلئے ہے"** کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ کُنواں سعد کی والدہ کے ایصالِ ثواب کیلئے ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا گائے یا بکرے وغیرہ کو بُزرگوں کی طرف مَنسوب کرنا مثلاً یہ کہنا کہ **"یہ غوثِ پاک کا بکرا ہے"** اس میں کوئی حَرَج نہیں کہ اس سے مُراد بھی یہی ہے کہ یہ بکرا غوثِ پاک کے اِیصالِ ثواب کیلئے ہے۔ قربانی کے جانور کو بھی تو لوگ ایک دوسرے ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں، مثلاً کوئی اپنی قربانی کا بکرا لئے چلا آرہا ہو اور کوئی اُس سے پوچھے کہ کس کا بکرا ہے؟ تو اُس نے کچھ اس طرح جواب دینا ہے، "میرا بکرا ہے" یا "میرے ماموں کا بکرا ہے۔" جب یہ کہنے

---

1 ... بخاری، کتاب الوصایا، باب الاشھاد فی الوقف والصدقۃ، ۲/۲۴۱، حدیث: ۲۷۶۲

2 ... ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب في فضل سقي الماء، ۲/۱۸۰، حدیث: ۱۶۸۱

والے پر اعتِراض نہیں تو"غوثِ پاک کا بکرا" کہنے والے پر بھی کوئی اعتِراض نہیں ہو سکتا۔ حقیقت میں ہر شے کا مالک اللہ پاک ہی ہے اور قربانی کا بکرا ہو یا غوثِ پاک کا بکرا ذبح کے وقت ہر ذَبِیحہ (یعنی جو ذبح ہو رہا ہے اُس) پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں وَسوَسوں سے نَجات عطا فرمائے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یاد رکھئے! ایصالِ ثواب کے لئے دیگیں چڑھانا، انواع واقسام کے کھانے تیار کروانا اور بڑے اہتمام کے ساتھ لوگوں کو بُلانا ضروری نہیں بلکہ جو کھانا ہم روزانہ کھاتی ہیں اسی پر فاتحہ وغیرہ دلوا کر اپنے مرحومین کو ایصالِ ثواب کر سکتی ہیں حتّٰی کہ پانی کے ذریعے بھی مرحومین کو ایصالِ ثواب کر سکتی ہیں بلکہ پانی تو عظیمُ الشان صدقۂ جاریہ ہے، جیسا کہ

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: کوئی صدقہ پانی سے زیادہ اجر والا نہیں۔[1]

حکیمُ الاُمَّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: (میت) کی طرف سے پانی کی خیرات کرو، کیونکہ پانی سے دِینی دنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں، خُصوصًا ان گرم وخشک علاقوں میں جہاں پانی کی کمی ہو، بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں، عام مسلمان ختم، فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، ۳/۲۲۱، حدیث: ۳۳۷۸

2 ... مرآۃ المناجیح، ۳/۱۰۴ تا ۱۰۵، ملتقطا وبتغیر

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حضورِ انور، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے جانثار صحابۂ کرام کے عمل سے ثابت ہوا کہ فوت شُدہ مسلمانوں کو ایصالِ ثواب کرنا، ان کی طرف سے قربانی کرنا اور کھانا وغیرہ کھلانا بالکل جائز بلکہ بہترین اور پاکیزہ طریقہ ہے۔ اعلیٰ حضرت، امام اَحمد رَضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: امواتِ مسلمین (یعنی مرحومین) کے نام پر کھانا پکا کر ایصالِ ثواب کے لئے تَصَدُّق (یعنی خیرات) کرنا بِلاشُبہ جائز و مُسْتَحْسَن (یعنی پسندیدہ) ہے اور اس پر فاتحہ سے ایصالِ ثواب دوسرا مُسْتَحْسَن (یعنی پسندیدہ) ہے اور دو چیزوں کا جمع کرنا زِیادتِ خیر (یعنی بھلائی میں اضافہ) ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمارے معاشرے میں یہ رواج ہے کہ ہم زندگی میں مختلف مواقع پر ایک دوسرے کو تحائف (Gifts) بھیج کر اپنی دوستی اور رشتے داری کو مزید مضبوط بناتی ہیں، جب ہمارا بھیجا ہوا تحفہ اگرچہ وہ معمولی قیمت کا ہو کسی اسلامی بہن تک پہنچ جاتا ہے تو وہ اسے دیکھ کر خوش ہوتی ہے پھر وہ بھی ہمیں بدلے میں تحفہ بھیج کر اپنی محبّت کا ثبوت دیتی ہے، مگر جب ہماری وہ اسلامی بہن فوت ہو جاتی ہے تو تحائف کا یہ سلسلہ بھی رُک جاتا ہے۔ لیکن اگر ہم چاہیں تو ایصالِ ثواب کی صورت میں اس سے بہتر تحائف بھیج کر ان کی خوشی کا سامان کر سکتی ہیں۔ جی ہاں! ہمارے ایصالِ ثواب مرحومین کے لئے تحفے بن جاتے ہیں جنہیں پا کر انہیں بے حد خوشی محسوس ہوتی ہے۔ جیسا کہ

مُردوں کے لئے زندوں کا تحفہ

حضرت عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا، حبیبِ کبریا

---

1 . . . فتاویٰ رضویہ، ۹/ ۵۹۵

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قبر میں مُردے کا حال ڈُوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے جو شدّت سے انتظار کرتا ہے کہ باپ یا ماں یا بیٹا یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے اور جب کسی کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ پاک قبر والوں کو ان کے زندہ مُتَعَلِّقِین کی طرف سے ہَدِیَّۃً کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانِند عطا فرماتا ہے، زندوں کا تحفہ مُردوں کے لئے **"دُعائے مغفرت کرنا"** اور ان کی طرف سے **"صدقہ کرنا"** ہے۔[1]

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حدیثِ پاک کے اس جملے (میت قبر میں ڈُوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے) کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عام گنہگار مسلمان تو اپنے گناہوں کی وجہ سے، خاص نیک مسلمان اسی پشیمانی کی وجہ سے کہ ہم نے اور زیادہ نیکیاں کیوں نہ کرلیں، مخصوص محبوبین اپنے چُھوٹے ہوئے پیاروں کی وجہ سے ایسے ہوتے ہیں۔ تازہ میت برزخ میں ایسی ہوتی ہے جیسے نئی دُلہن سسرال میں کہ اگرچہ وہاں اسے ہر طرح کا عیش و آرام ہوتا ہے مگر اس کا دل میکے میں پڑا رہتا ہے، جب کوئی سوغات یا کوئی آدمی میکے سے پہنچتا ہے تو اس کی خوشی کی حد نہیں رہتی، پھر دل لگتے لگتے لگ جاتا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں میت سے تازہ میت مراد ہے کہ اسے زندوں کے تحفے کا بہت انتظار رہتا ہے اسی لیے نئی میت کو جلد از جلد نیاز، تیجا، دسواں، چالیسواں وغیرہ سے یاد کرتے ہیں۔ زندوں کو چاہئے کہ مُردوں کو اپنی دعاؤں وغیرہ میں یاد رکھیں تاکہ کل انہیں دوسرے مسلمان یاد کریں۔[2]

---

1 . . . مسند الفردوس، ۲/۳۳۶، حدیث: ۶۶۶۴

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۳/۳۷۳ تا ۳۷۴، ملتقطا

زندہ لوگوں کا اِیصالِ ثواب فوت شُدہ لوگوں کو تحائف کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ آیئے! اس سے متعلق دو ایمان افروز حکایات سنتی ہیں۔

نور کے تحفے

حضرت مالک بن دِینار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ میں شبِ جُمُعہ قَبرستان میں گیا تو دیکھا وہاں ایک نور چمک رہا ہے، میں نے کہا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایسا لگتا ہے اللہ پاک نے قَبرستان والوں کی مَغفرت فرمادی ہے۔ اتنے میں مجھے دُور سے ایک غیبی آواز آئی: اے مالک بن دِینار! یہ مسلمانوں کا اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لیے تحفہ ہے۔ میں نے کہا: تمہیں اس کا واسطہ جس نے تمہیں قوتِ گویائی دی ہے! کیا مجھے بتاؤ گے نہیں یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا: آج رات ایک مسلمان نے اٹھ کر وضو کیا اور دو رَکعت نماز پڑھی، جس میں اس نے سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کی پھر دعا کی: اے اللہ پاک! میں اس کا ثواب مسلمان مُردوں کو پیش کرتا ہوں۔ پس اللہ پاک نے ہم پر مشرق و مغرب میں روشنی و نور اور خوشی و سُرور داخل فرمادیا۔

حضرت مالک بن دِینار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: پھر میں نے ہر شبِ جُمُعہ ان کی تلاوت کی عادت بنالی، ایک رات پیارے پیارے مصطفےٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے خواب میں اپنے دِیدار سے مُشَرَّف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے مالک بن دِینار! جس قدر نُور کے تحفے تُو نے میری اُمّت کو دیے ہیں، اللہ پاک نے اس کے بدلے تیری مَغفرت فرمادی ہے تجھے بھی اس کا ثواب عطا فرمایا ہے، اللہ پاک نے جنّتی محل میں تیرے لئے ایک گھر بنایا، جسے مُنِیف کہا جاتا ہے۔ میں نے عرض کی: یہ مُنِیف کیا ہے؟ ارشاد فرمایا:

اَہْلِ جنّت کے سامنے ایک بلند مقام ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

ریشمی رومالوں سے ڈھکے ہوئے تحفے

حضرت بَشّار بن غالب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا کے لئے بہت دُعا کیا کرتا تھا، ایک رات میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو وہ فرما رہی تھیں، اے بَشّار! تمہارے تحفے مجھے نُور کے تھالوں میں ریشمی رُومالوں سے ڈھک کر پہنچائے جاتے ہیں، جب زِندہ لوگ فوت شدہ لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے، انہیں قبول کر کے نُور کے تھالوں میں رکھا جاتا ہے پھر ریشمی رُومالوں سے ڈھک کر اس میت کو پیش کیا جاتا ہے جس کے لئے دُعا کی گئی ہو اور کہا جاتا ہے: فُلاں نے تیری طرف یہ تحفہ بھیجا ہے۔[2]

سُبْحٰنَ اللّٰہ! اللہ پاک کس قدر مہربان ہے کہ دنیا میں تو اپنے بندوں پر لطف و کرم کی بارشیں فرماتا ہی ہے مگر جب کوئی مُسلمان فوت ہو جائے تو زِندہ لوگوں کی دُعاؤں اور اِیصالِ ثواب کی برکت سے مرحومین کو سکون و اطمینان کی دولت بخشتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اِیصالِ ثواب کرنے والوں سے رَسولِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی بہت خوش ہوتے اور خوشخبریوں سے نوازتے ہیں۔ یاد رکھئے! کسی فوت شدہ مسلمان کے لئے اِیصالِ ثواب کرنا بظاہر تو تھوڑا عمل ہے، مگر اس کی برکتیں بہت ہی زیادہ ہیں مگر افسوس

---

1 ...شرح الصدور، ص ٣٠٦

2 ...التذکرۃ للقرطبی، باب مایتبع المیت الی قبرہ، ص ٨٦

کہ اب ہم دُنیوی کاموں میں اس قدر مشغول ہوگئی ہیں کہ ہمارے پاس اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کرنے کیلئے بھی وقت نہیں، کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم دنیوی کام تو بآسانی سرانجام دے لیتی ہیں مگر جس عمل میں خود ہمارا اور ہمارے مرحومین کا بہت بڑا فائدہ ہے اسے ہم دُشوار سمجھتی ہیں یا پھر اہمیت دینے کو تیار نہیں، بالفرض کسی اسلامی بہن کے پاس وقت ہے تو اُسے ایصالِ ثواب کا طریقہ معلوم نہیں، پھر اس کام کے لئے بھی کسی مُبلِّغہ یا دیندار اسلامی بہن کو تلاش کیا جاتا ہے۔

اللہ پاک ہمارے پیر و مرشد، اَمیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو سلامت رکھے کہ جنہوں نے ہماری رہنمائی کیلئے مختلف موضوعات پر کتب و رسائل تحریر فرمادیئے تاکہ ہم ان کے مطالعے کے ذریعے اپنے دِینی و دُنیوی مَعْمولات کو اچھے طریقے سے ادا کرسکیں۔ اگر کسی اسلامی بہن کو فاتحہ و ایصالِ ثواب کا طریقہ نہیں آتا تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اسے چاہئے کہ وہ اَمیرِ اہلسنّت کے رسالہ **"فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ"** کا مُطالعہ کرے۔ جس میں بہت سی مَعلومات کے ساتھ ساتھ ایصالِ ثواب کا طریقہ بھی موجود ہے۔ اس رسالے کو خود بھی پڑھئے اور دوسری اسلامی بہنوں کو بھی اس کی ترغیب دلایئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی آخرت بہتر بنانے کیلئے گناہوں سے بچتی رہیں، خوب خوب نیکیاں جمع کریں اور اپنے بچوں کو بھی نیکیوں کی ترغیب دلائیں، انہیں بھی نیک نمازی بنائیں کیونکہ اولاد کو نیک بنانے، انہیں علمِ دین کے زیور سے آراستہ کرنے اور ان کی شریعت کے مطابق مدنی تربیّت کرنے سے والدین

کو جہاں بہت سے دِینی و دُنیوی فَوائد و ثَمرات حاصل ہوتے ہیں وہیں ایک فائدہ یہ بھی ملتاہے کہ جب والدین اس دنیا سے چلے جاتے ہیں تو یہی نیک اولاد اُن کے اِحسانات کو فراموش نہیں کرتی، بلکہ اپنی مَصرُوفیات کے باوجود ان کے اِیصالِ ثواب کیلئے تلاوتِ قرآن کرنا، غربا و مساکین کو کھانا کھلانا، مسجد و مدرسہ بنوانا اور دعائے مغفرت کرنا سعادت سمجھتی ہے، جو قبر میں ان کے والدین کی راحت و سکون کا سبب ہوتا ہے، چنانچہ

روزانہ ایک قرآنِ پاک کا اِیصالِ ثواب

منقول ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان کے تمام مُردے اپنی اپنی قبروں سے باہر نکل کر جلدی جلدی زمین پر سے کوئی چیز سمیٹ رہے ہیں، لیکن ان مُردوں میں سے ایک شخص فارغ بیٹھا ہوا ہے، وہ کچھ نہیں چُنتا۔ اس شخص نے اس مُردے سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا چُن رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: زندہ لوگ جو صدقہ، دعا، تلاوتِ قرآن کا ثواب قبرستان والوں کو بھیجتے ہیں یہ لوگ اُس کی برکات سمیٹ رہے ہیں۔ اس شخص نے پھر پوچھا: تم کیوں نہیں چُنتے؟ اس مُردے نے جواب دیا، مجھے اس وجہ سے فراغت ہے (یعنی میں نہیں چُن رہا) کہ میرا ایک بیٹا حافظِ قرآن ہے جو فُلاں بازار میں حلوہ بیچتا ہے، وہ روزانہ ایک قرآنِ پاک پڑھ کر مجھے بخشتا (یعنی ایصالِ ثواب کرتا) ہے۔ یہ شخص صبح اٹھا اور اُسی بازار میں گیا، دیکھا کہ ایک نوجوان حلوہ بیچ رہا ہے اور اس کے ہونٹ ہِل رہے ہیں، اس نے نوجوان سے پوچھا تم کیا پڑھ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں روزانہ ایک قرآنِ پاک پڑھ کر اپنے والدین کو بخشتا ہوں، اسی کی تلاوت کر رہا ہوں۔ کچھ عرصے بعد اس نے خواب میں دوبارہ اسی قبرستان کے مُردوں کو کچھ چُنتے

ہوئے دیکھا، اس مرتبہ وہ شخص بھی چننے میں مصروف تھا کہ جس کا بیٹا اسے قرآنِ پاک پڑھ کر بخشا کرتا تھا، اس کو دیکھ کر اسے بہت تعجب ہوا، اتنے میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ صبح اُٹھ کر اسی بازار میں گیا اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حلوہ بیچنے والے نوجوان کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے کہ نیک اولاد والدین کے لئے کس قدر فائدے مند ہوتی ہے کہ جو معاشی معاملات میں مشغولیت کے باوجود بھی قرآنِ کریم کی تلاوت کر کے والدین کو ایصال کرنا نہیں بُھولتی۔ آج کل اکثر اسلامی بہنیں اپنی اولاد کے بارے میں یہ شکوہ کرتی نظر آتی ہیں کہ ہم نے اپنا سکون گنوا کر، پانی کی طرح پیسہ بہا کر انہیں پڑھنا لکھنا سکھایا مگر ہماری اولاد ہے کہ ہمیں سلام کرنا تو دُور کی بات سیدھے منہ بات تک نہیں کرتی، ہمارے جیتے جی یہ حال ہے تو مرنے کے بعد کون ہمارے لیے فاتحہ و ایصالِ ثواب کرے گا۔ یاد رکھئے! اولاد کو اس حال تک پہنچانے میں عموماً والدین کا قصور ہوتا ہے، اگر والدین دُنیوی تعلیم دِلانے اور ہُنر سکھانے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو حافظِ قرآن، عالمِ دین اور سُنّتوں کا پابند بنائیں گے تو اس کے بہترین نتائج نہ صرف دنیا میں بلکہ مرنے کے بعد بھی نظر آئیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں چاہئے کہ اپنے فوت شدہ بچوں، بچیوں کیلئے صدقہ و خیرات، دُعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی وغیرہ کے ذریعے قبر میں ان کی

---

1 … روض الریاحین، الفصل الثانی فی اثبات... الخ، الحکایة السابعة والخمسون... الخ، ص ١٧٧

راحت کا سامان کرتے رہا کریں، کیونکہ فوت شدہ اولاد بڑی شدت کے ساتھ والدین کے ایصالِ ثواب کی منتظر ہوتی ہے، چنانچہ

غمزدہ نوجوان

حضرت صالح مُری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شبِ جُمعہ کو جامع مسجد کی طرف جارہا تھا تاکہ صبح کی نماز وہاں پڑھوں۔ چنانچہ میں راستے میں ایک قبرستان میں داخل ہو کر ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی میری آنکھ لگ گئی، میں نے دیکھا کہ تمام مُردے اپنی قبروں سے باہر نکل آئے ہیں اور حلقوں کی صورت میں بیٹھے باتیں کررہے ہیں، اتنے میں ایک نوجوان بھی قبر سے باہر نکلا، اس کے کپڑے میلے تھے، وہ غمگین حالت میں ایک جانب بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں آسمان پر سے بہت سے فرشتے اُترے، جن کے ہاتھوں میں تھال تھے، جن پر نُورانی رُومال ڈھکے ہوئے تھے، وہ ہر مُردے کو ایک تھال دیتے جاتے اور جو مُردہ تھال لیتا وہ اپنی قبر میں واپس چلا جاتا۔ حتّٰی کہ وہ نوجوان خالی ہاتھ قبر میں واپس جانے لگا میں نے اس نوجون سے دریافت کیا کہ تمہارے غمگین ہونے کی کیا وجہ ہے اور یہ سب جو میں نے دیکھا کیا ماجرا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ زندہ لوگوں کے وہ صدقات اور دعائیں ہیں جو انہوں نے اپنے مرحومین کو بھیجی ہیں جو ہر شبِ جُمعہ اور جُمعہ کے دن ان تک پہنچتی ہیں۔ میری ماں دنیا میں پھنس کر رہ گئی ہے، اس نے دوسری شادی کرکے اپنی مشغولیت بڑھالی ہے، اب وہ مجھے کبھی یاد نہیں کرتی۔ میں نے اس سے اس کی ماں کا پتہ معلوم کیا اور دوسرے دن جاکر اسے پردے میں بُلا کر تمام معاملہ بیان کیا تو وہ رونے لگی، اس عورت نے کہا: بے شک وہ میرا بیٹا تھا میرالختِ

جگر تھا۔ پھر اس نے مجھے ہزار درہم دیئے اور کہا: یہ میرے بیٹے کی طرف سے صدقہ کردینا اور میں آئندہ اس کے لئے دُعائیں اور صدقات کرتی رہوں گی۔ میں نے حسبِ ہدایت وہ رقم نوجوان کی طرف سے صدقہ کردی۔ دوسرے جمعے ہی میں نے خواب میں اس مجمع کو اسی طرح دیکھا، اب کی مرتبہ وہ نوجوان بھی سُفید پُوشاک پہنے ہوئے بہت خوش تھا، وہ تیزی سے میری جانب آیا اور کہنے لگا کہ "اے صالح! اللہ پاک آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کا ہدیہ مجھ تک پہنچ گیا ہے۔"[1]

ایصالِ ثواب کی بَرَکت سے عذاب دور ہو گیا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے کہ جس نوجوان کی ماں اپنے فوت شدہ بیٹے کو بھول کر دنیاداری میں مشغول ہو گئی تھی، جب اسے اپنے لختِ جگر کی قَبر کا حال معلوم ہوا تو اس نے اپنے بیٹے کے لیے صدقہ وخیرات کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس کی برکت سے وہ غمزدہ مُردہ خوش ہو گیا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ کیسی ہی مصروفیت ہو اپنے مرحومین کو ایصالِ ثواب کرنا ہرگز نہ بُھولیں بلکہ اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھی اس کی بھرپور ترغیب دلائیں کیونکہ شیطان ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ کوئی مُردہ اپنے زندہ مسلمان بھائیوں کی دعاؤں، صدقہ وخیرات اور نیک اعمال کی برکت سے عذابِ قبر سے نجات پاجائے۔

ایصالِ ثواب کے متعلق امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کے رسالے **"قبر والوں کی 25 حکایات"** کے صفحہ 11 سے ایک بہت پیاری حکایت سنئے، چنانچہ

1 ۔۔۔ روض الریاحین، الفصل الثانی فی اثبات۔۔۔ الخ، الحکایۃ التاسعۃ والخمسون۔۔۔ الخ، ص ١٧٨

حضرت علّامہ علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: شیخ اکبر مُحیُ الدّین ابنِ عَرَبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان کھانا کھا رہا ہے، جس کے متعلّق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کَشف ہے، جنّت اور دوزخ کا بھی اِس کو کشف ہوتا ہے، کھانا کھاتے ہوئے اچانک وہ رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ میری ماں جہنّم میں جل رہی ہے۔ حضرت سیِّدُنا شیخ اکبر مُحیُ الدّین ابنِ عَرَبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پاس کلمہ طیِّبہ ستّر ہزار (70,000) مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا، آپ نے اُس کی ماں کو دل میں ایصالِ ثواب کر دیا۔ فوراً وہ نوجوان ہنس پڑا اور بولا کہ اپنی ماں کو جنّت میں دیکھتا ہوں۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے! اس نوجوان نے کَشف کے ذریعے اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھا تو حضرت ابنِ عَرَبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا کلمہ طیِّبہ ایصالِ ثواب کرنے کی بَرَکت سے اس کی والدہ کو عذاب سے نجات مل گئی۔ جس حدیثِ پاک میں ستّر ہزار (70,000) کلمہ طیِّبہ پڑھنے کی فضیلت ہے وہ یہ ہے: بے شک جس شخص نے ستّر ہزار (70,000) مرتبہ کہا: لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اللہ پاک اس کی مَغفرت فرمائے گا اور جس کے لیے یہ کہا گیا اس کی بھی مغفرت فرمائے گا۔[2]

ہمیں بھی چاہئے کہ زندگی میں کم از کم ایک بار ستّر ہزار (70,000) کلمہ طیِّبہ

1... مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب ما علی الماموم... الخ، ۲۲۲/۳، تحت الحدیث: ۱۱۴۲

2... مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب ما علی الماموم... الخ، ۲۲۲/۳، تحت الحدیث: ۱۱۴۲

پڑھ لیں اور جو عزیز رشتے دار فوت ہو گئے ہوں اُن کو یہ اِیصالِ ثواب کر دیں۔ یہ تعداد ایک دن اور ایک ہی نِشَست میں پڑھنا ضَروری نہیں بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے بھی پڑھ سکتی ہیں، روزانہ کم از کم 100 مرتبہ تو بآسانی پڑھا ہی جا سکتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بَیان کرنے کی سَعادَت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1]

بیٹھنے کی چند سنتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! بیٹھنے کی چند سنتیں اور آداب سنتی ہیں: ☆ چار زانو (یعنی پالتی مار کر) بیٹھنا ہم گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔ ☆ جہاں کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں ہو وہاں نہ بیٹھیں۔ اللہ پاک کی عطا سے غیب کی خبریں دینے والے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم میں سے کوئی سائے میں ہو اور اس پر سے سایہ رخصت ہو جائے اور وہ کچھ دھوپ کچھ چھاؤں میں رہ جائے تو اسے چاہئے کہ وہاں سے اٹھ جائے۔[2] ☆ قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں۔[1] ☆ اعلیٰ حضرت،

---

1 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

2 . . . ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الجلوس بین الظل والشمس، ۴/۳۳۸، حدیث: ۴۸۲۱

امامِ اہلسنت، مَولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: پیر واستاذ کی نشست پر ان کی غیبت (یعنی غیر موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے۔[2] ☆ جب کبھی اِجتماع یا مجلِس میں آئیں تو لوگوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ ☆ جب بیٹھیں تو جوتے اتار لیں آپ کے قدم آرام پائیں گے۔[3] ☆ مجلس سے فارغ ہو کر یہ دعا تین بار پڑھ لیں تو گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو اسلامی بہن مجلسِ خیر و مجلسِ ذکر میں پڑھے تو اس کیلئے اس خیر پر مہر لگا دی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے: ”**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ**“ ترجمہ: تیری ذات پاک ہے اور اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔[4] ☆ جب والدین آئیں تو تعظیماً کھڑے ہو جانا ثواب ہے۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **”سُنّتیں اور آداب“** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **”101 مدنی پھول“** اور **”163 مدنی پھول“** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

1... رسائل عطاریہ، حصہ ۲، ص۲۲۹

2... فتاوٰی رضویہ، ۲۴/ ۳۶۹/ ۴۲۴

3... جامع صغیر، ص ۴۰، حدیث: ۵۵۴

4... ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی کفارۃ المجلس، ۴/ ۳۴۷ حدیث: ۴۸۵۷

بیان:4 ہر مُبلّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللّٰہ

دُرُود شریف کی فضیلت

حُضُور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآنِ پاک کی تلاوت کی اور ربّ کریم کی حمد بیان کی اور پھر نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود شریف پڑھ کر اپنے ربّ سے مغفرت طلب کی، تو یقیناً اس نے بھلائی کو اپنی جگہ سے تلاش کر لیا۔[1]

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں دُرُود دافعِ جُملہ بَلا تم پہ کروروں دُرُود

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچھی اَچھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

1...تفسیر درمنثور، پ۳۰، ذکر دعاء ختم القرآن، ۶۹۸/۸

2...معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلمِ دِین کی تَعظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یوں تو تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اپنے اپنے درجے ہیں مگر ان مُقدّس ہستیوں میں حضرت بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے دینِ اسلام کی خاطر بہت تکالیف اور اَذیتیں برداشت کیں۔ خوفِ خُدا ہو یا عشقِ رَسول، تقویٰ و پرہیز گاری ہو یا عبادت و ریاضت، کَرامت و شَرافت ہو یا اِستقامت، عاجزی و اِنکساری ہو یا حُسنِ اَخلاق آپ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی ذات میں ان تمام خوبیوں کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ غلاموں کو سینے سے لگانے والے ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وقتاً فوقتاً آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے فضائل بیان فرمائے۔ آج کے بیان میں ہم آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا تذکرہ، مختصر تعارف، فضائل، بالخصوص آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی ایمان پر اِستقامت اور عشقِ رَسول کے واقعات سنیں گی۔ اے کاش! ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیّتوں اور مکمل توجّہ کے ساتھ سننا نصیب ہو جائے۔ آمین

آیئے! سب سے پہلے حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

حضرت بلال کی آزادی

حضرت عُروہ بن زُبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن (اُمُّ الْمُؤمنین حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہا کے چچازاد بھائی) وَرَقہ بن نَوفَل کا گزر حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے پاس سے ہوا جبکہ انہیں (اسلام لانے کی وجہ سے) مارا جارہا تھا اور ایسی حالت میں بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ **"اَحَدٌ، اَحَدٌ یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے"** کی صدا لگا رہے تھے۔ وَرَقہ بن نَوفَل نے دیکھا تو کہا: بلال! اللہ ہی کا نام لئے جاؤ۔ پھر اُمَیّہ بن خَلَف جو حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کو مار رہا تھا، اس کی طرف متوجّہ ہو کر کہا: اللہ کی قسم! اگر تم اِنہیں اس بات پر شہید کر دو گے تو میں رحمت و برکت پانے کے لئے (اِن کا مزار) بناؤں گا۔ ایک دن اَمیرُ الْمُؤمنین حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا گزر حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے پاس سے ہوا اور وہ لوگ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے ساتھ یہی برتاؤ (Behaviour) کر رہے تھے تو حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے اُمَیّہ

بن خَلَف سے فرمایا: اس بیچارے کے معاملے میں تُو اللہ سے نہیں ڈرتا، کب تک اسے تکلیف دیتا رہے گا؟ اُمَیَّہ نے کہا: آپ نے اسے بگاڑا ہے، آپ اسے اس تکلیف سے بچالیں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ تو اَمیرُ الْمُؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: میرے پاس بلال سے زیادہ تَندرست و توانا غُلام ہے، بلال مجھے دے کر وہ تم لے لو۔ کہنے لگا: منظور ہے، تو حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اُمَیَّہ کو اپنا غلام دے دیا اور حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو لے لیا اور اُنہیں آزاد کر دیا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے کہ حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو راہِ خُدا میں کتنی آزمائشیں آئیں، لیکن پھر بھی باطل کے آگے اپنا سر نہیں جھکایا، گویا ان اللہ والوں کا یہ شیوہ (Trait) تھا کہ سر کٹتا ہے تو کٹ جائے، جان جاتی ہے تو چلی جائے مگر دینِ اسلام کو چھوڑ کر باطل کے آگے سر نہ جھکنے پائے۔ ان کا یہ عمل ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ راہِ حقّ میں اپنا سب کچھ بھی لُٹانا پڑے تو لٹا دیا جائے لیکن حقّ کا ساتھ نہ چھوڑا جائے اور ڈَٹ کر باطل کا مقابلہ کیا جائے۔ دنیا میں اس کا صلہ اگرچہ کچھ نہ ملے لیکن ایسے لوگوں کی یقیناً آخرت سنور جاتی ہے، بارگاہِ اِلٰہی سے اِنعامات و اکرامات کی بارش برستی ہے۔ حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ آخری دَم تک اِخلاص اور اِستقامت کے ساتھ دینِ اسلام پر ثابت قدم رہے، راہِ خُدا میں جان کی بازی لگادی مگر پائے اِستقلال میں ذرّہ برابر بھی لغزش نہ آئی، دینِ اسلام قبول کرنے کی پاداش میں

1...حلیۃ الاولیاء، بلال بن رباح، ۱/۱۹۹، حدیث:۴۸۶

مَظلومانہ زندگی بسر کرنے کے باوجود بھی کبھی زبان پر شکوہ نہیں آیا اور ایک طرف ہم محبّتِ رَسول کا دم بھرنے والیاں معمولی سی خَراش پر واویلا اور شور مچاتی ہیں، ذرا سی تکلیف پہنچنے پر بے صَبری کا مظاہرہ کرتی نظر آتی ہیں۔ ذرا سوچئے! حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس قدر تکلیفیں برداشت کرنے کے باوجود بھی زبانِ حال سے یہی کہتے رہے کہ جان تو جاسکتی ہے لیکن کلمہ نہیں چھُوٹ سکتا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزاریں، ان کی قربانی کے واقعات پڑھ کر اور ان کا ذِکر کر کے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔ آیئے! آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ایمان پر اِستقامت کے مزید واقعات سننے سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا مختصر تعارف سنتی ہیں: چنانچہ

مختصر تعارف

☆حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قبیلہ بَنی جُمَح کے غلام تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا نام بلال، والد کا نام رَباح اور والدۂ محترمہ کا نام حَمامَہ ہے۔[1] ☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی کنیت ابوعبدُ اللّٰہ، ابوعبدُ الکریم، ابوعبدُ الرّحمٰن اور ابوعَمرو حبشی ہیں۔[2] ☆مؤذِّنِ رَسول اور سیّدُ المؤذّنین کے القابات سے مشہور تھے۔ چنانچہ حضور نبیٔ کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بلال ایک اچھے انسان اور مُؤَذّنین (یعنی اذان دینے والوں) کے سردار ہیں۔[3] ☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا شمار اِسلام قبول کرنے والے اولین

---

1 ... حلیۃ الاولیاء، بلال بن رباح، ۱/۲۰۰، ماخوذا

2 ... الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، رقم: ۲۱۴، بلال بن رباح، ۱/۲۸۵

3 ... معجم کبیر، ۵/۲۰۹، حدیث: ۵۱۱۹

سعادت مندوں میں ہوتا ہے۔[1] ☆حضرت بلال حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تنہائی (Privacy) میں عبادت کرنے والے، صاحبِ فضل و سخاوت، اَمیرُ الْمُؤمنین حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے آزاد کردہ غُلام ہیں۔☆آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دینِ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ ستایا گیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ دو جہاں کے سردار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خازن (خزانچی) تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبّت کرنے والے، نیکیوں میں پہل کرنے والے اور ربِّ کریم کی ذات پر کامل بھروسا اور یقین رکھنے والے تھے۔[2] ☆آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اسلام میں سچّے اور پاکیزہ دل والے تھے۔☆دوپہر کے وقت جب گرمی خوب زور پکڑتی تو اُمَیّہ بن خَلَف انہیں باہر لاکر پیٹھ کے بل مکّہ کے ریتیلے میدان میں ڈال دیتا پھر بڑا پتھر لانے کا حکم دیتا جو ان کے سینے پر رکھ دیا جاتا۔ لیکن حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اس سخت مصیبت میں گرفتار ہونے کے باوجود **"اَحَد، اَحَد"** یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے، کی صدا لگاتے۔[3] ☆آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا وصال 20 سنِ ہجری کو ہوا۔[4]

جاہ و جلال دو نہ ہی مال و مَنال دو سوزِ بلال بس مری جھولی میں ڈال دو

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۳۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

1... صفة الصفوة، رقم: ۲۴، بلال بن ابی رباح...الخ، جزء ۱، ۱/۲۲۷ ماخوذا

2... حلیة الاولیاء، بلال بن رباح، ۱/۱۹۹ ماخوذا

3... حلیة الاولیاء، بلال بن رباح، ۱/۲۰۰ موخوذا

4... تاریخ ابن عساکر، رقم: ۹۷۴، بلال بن رباح، ۱۰/۴۴۵

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پیکرِ صَبْر و وفااور اِسلام کے حقیقی آئینہ دار، اِسلام سے محبّت کرنے والے، اِسلام کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے والے اور اِسلام کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے والے تھے۔ آیئے! آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ایمان پر اِستقامت کا واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

اِسلام کے حقیقی آئینہ دار

حضرت عَمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک روز میں حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پاس سے گزرا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر سزا دی جارہی تھی (گرمی کی شدت اتنی ہوتی کہ) اگر اس زمین پر گوشت کا ٹکڑا رکھ دیا جاتا تو وہ بھی پک جاتا، اس حال میں بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی زبانِ مُبارک پر یہ الفاظ جاری تھے: میں لات وعُزّٰی کی خدائی کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہ سُن کر بدبخت اُمَیّہ بن خلف نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی سزا میں اور اضافہ کر دیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گلے کو اس زور سے دبایا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بے ہوش ہوگئے۔(1)

اِیمان پر اِستقامت

بعض اَوقات غیر مسلم آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو باندھ کر بچّوں کے حوالے کر دیا کرتے جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو مکّہ کی گلی کوچوں (Streets) میں گھسیٹتے پھرتے لیکن اس کے باوجود آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی زبان پر **"اَحَد، اَحَد"** یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے، جاری رہتا۔(2)

1 . . . سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب بعض۔۔۔الخ، الباب الخامس عشر فی عدوان۔۔۔الخ، ۲/۳۵۷

2 . . . مصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب فی بلال وفضلہ، ۷/۵۳۷، حدیث: ۱ ملتقطا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دینِ اسلام سے کیسی محبت فرماتے تھے، دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی زندگی کا مقصدِ اصلی یہی تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اپنے کردار سے رہتی دُنیا تک کے مُسلمانوں کو یہ بتا دیا کہ ایک مسلمان کو دینِ اسلام اور اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیسی محبت ہونی چاہئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اپنی خواہشات، مال و اَسباب، اَولاد و اَقارِب حتّٰی کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر اللہ کریم اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبّت کی اور اس محبّت کو ہمیشہ اپنے دل میں بسائے رکھا۔ نتیجۃً آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے عمل سے خوش ہو کر رسولِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کئی مواقع پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی تعریف و توصیف فرمائی اور جنّت میں اپنے غُلام کے قدموں کی آواز کو بھی سماعت فرمایا: چنانچہ

قدموں کی آہٹ

معراج کی رات جنّت کی سیر کے دوران نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنّت میں کسی کے قدموں کی آہٹ سماعت فرمائی جس کے بارے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بتایا گیا کہ یہ بلال کے قدموں کی آواز ہے۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ! قربان جائیں! حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان پر کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے غُلام کے قَدموں کی آہٹ جنّت میں سماعت فرما رہے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو یہ مَقام و مَرتبہ کس عمل کے سبب حاصل ہوا،

---

1 . . . مشکاۃ، کتاب المناقب، باب مناقب عمر، ۲/۴۱۸، حدیث: ۶۰۳۷ ملتقطا

آیئے سنتی ہیں: چنانچہ

جنّت میں لے جانے والا عمل

حضرت بُرَیدہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ ایک صُبح نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوئے تو حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے فرمایا: اے بلال! کونسی چیز تمہیں مجھ سے پہلے جنّت میں لے گئی؟ آج شب میں جنّت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے قدموں کی آواز سنی۔ تو حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے عرض کیا: یَارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں (وضو کرنے کے بعد) ہمیشہ دو (2) رَکعتیں پڑھ کر اذان دیتا ہوں اور جب بے وضو ہو جاتا ہوں تو فوراً وضو کر لیتا ہوں تو رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا (اچھا!) یہی وجہ ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے کہ بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو نفل نمازوں کا کیسا جذبہ تھا، جب بھی وضو کرتے تو دو رکعت نماز تَحِیَّۃُ الْوُضو ادا فرماتے اور ایک طرف ہم اپنے کردار کی طرف نگاہ دوڑائیں تو ہمارا حال یہ ہے کہ نَوافل کے ساتھ ساتھ فرائض و واجبات میں سستی کرتی نظر آتی ہیں، سہیلیوں کے ساتھ فضول باتوں میں گھنٹوں ضائع کر دیتی ہیں لیکن نماز کے لئے ٹائم نہیں۔ شادی کی دعوت میں دو گھنٹے پہلے پہنچ جاتی ہیں، لیکن نماز کے لئے پہلے سے تیاری کرنے کا وقت نہیں۔ اپنی زندگی کے مقصد (Purpose of life) کو بُھول کر شب و روز حُقُوقُ اللہ کی پامالی میں بسر کر رہی ہیں۔ یاد رکھئے! نماز حُقُوقُ اللہ میں سے انتہائی اہم فریضہ ہے،

---

1 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص ... الخ، ۵/۳۸۵، حدیث: ۳۷۰۹ ملتقطا

نماز ضائع کرنے والوں کو قبر و حشر میں دردناک عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا، چنانچہ

بے نمازی کی سزا

بروزِ قیامت گناہگاروں کی شفاعت فرمانے والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے نماز چھوڑنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جسے ملحم کہا جاتا ہے، اس میں سانپ ہیں اور ہر سانپ اونٹ جتنا ہے، اس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت جتنی ہے، جب وہ بے نمازی کو ڈَسے گا تو اس کا زہر 70 سال تک اس کے جسم (Body) میں جوش مارتا رہے گا پھر اس کا گوشت گل کر ہڈی سے الگ ہو جائے گا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! خوفِ خدا سے لرز جایئے، خوابِ غفلت سے بیدار ہو جایئے اور آج سے ہی نمازوں کی پابندی شروع کر دیجئے، نہ صرف پانچوں نمازیں ادا کرنے کا معمول بنائیں بلکہ تَحِیَّۃُ الْوُضو اور دیگر نوافل کی بھی پابندی کرنے کی نیّت کر لیجئے، آیئے! نفل نمازوں کی پابندی کا ذہن بنانے کے لئے (3) فرامینِ مصطفٰے سنتی ہیں: چنانچہ

نوافل کے فضائل

1. ارشاد فرمایا: جس نے دو رکعت نفل ادا کئے جن میں اپنے دل سے کچھ بات نہ کی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔[2]

---

1 ...کتاب الکبائر، فصل فی المحافظة علی الصلوات...الخ، ص ۲۶

2 ...بخاری، کتاب الوضو، باب الوضو ثلاثا ثلاثا، ۱/۷۸، حدیث: ۱۵۹

2. ارشاد فرمایا: جو شخص اَحسن طریقے سے وُضو کرے اور دو رکعتیں قلبی توجّہ سے ادا کرے تو اس کے لئے جنّت واجب ہو جائے گی۔[1]

3. ارشاد فرمایا: جس نے اَحسن طریقے سے وضو کیا پھر اُٹھ کر دو یا چار رکعتیں پڑھیں اور ان کے رکوع و سجود خشوع کے ساتھ ادا کئے پھر اللہ کریم سے مغفرت طلب کی تو ربِّ کریم اس کی مغفرت فرمادے گا۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بلال حبشی کا عشقِ رسول

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی سیرت کے متعلق سن رہی تھیں، حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پاکیزہ اَوصاف اس قدر ہیں کہ مختصر وَقْت اُن خصائص کو بیان کرنے کیلئے ناکافی ہے، مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا ایک وصف بے مثل و بے مثال ہے اور وہ ہے عشقِ رسول۔ یوں تو عشقِ رسول تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے دلوں کی دھڑکن تھا، مگر بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحبَّت و غلامی میں یوں گم رہتے کہ انہیں دنیا کی کسی چیز سے کوئی غرض نہ ہوتی۔ وہ سب کچھ برداشت کرسکتے تھے لیکن انہیں کبھی یہ گوارا نہ تھا کہ کوئی ان کے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ اقدس میں ادنیٰ سی بے ادبی کی جرأت کرے، اسی عشقِ کامل کے طفیل حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو دنیا و آخرت میں ایسا مقام

1...مسلم، کتاب الطہارۃ، باب ذکر المستحب عقب الوضوء، ص۱۱۸، حدیث:۵۵۳

2...مسند امام احمد، بقیۃ حدیث ابی درداء، ۱۰/۴۳۰، حدیث:۲۷۶۱۶

و مرتبہ اور وقار ملا کہ ان کی قسمت پر رشک آتا ہے۔ یہ ان کے عشق کا کمال تھا کہ مشکل سے مشکل گھڑی اور کٹھن سے کٹھن وقت میں بھی رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وصال کا شوق انہیں تڑپاتا رہتا حتّٰی کہ جانکنی کے وقت بھی حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو اپنے وصال کا مَلال ہونے کے بجائے اپنے محبوب سے وصال کی خوشی تھی۔ آیئے! اپنے دلوں میں عشقِ رسول کو اُجاگر کرنے کی نیّت سے حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے عشقِ رسول کا ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

حضور سے ملنے کی خوشی

جب حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر مرضِ وفات میں جانکنی کا وقت آیا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی بیوی نے بے قرار ہو کر یہ کہا: ”وَاحُزْنَاہُ“ ہائے رے میری مصیبت! تو حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے آنکھیں کھول دیں اور تڑپ کر فرمایا: ”وَاطَرَبَاہُ“ واہ رے میری خوشی! آخری کلمات جو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی زبانِ مُبارک سے نکلے وہ یہ تھے: غَدًا نَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَّحِزْبَہٗ یعنی کل میں اپنے آقا و مولا حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ رَضِیَ اللہُ عَنْھُم سے جاملوں گا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے کہ عاشقِ صادق، بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیسا کامل درجے کا عشق تھا کہ موت کو مسکراتے ہوئے گلے لگا رہے ہیں۔ اس لئے کہ مرنے کے بعد حضور نبیِ کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہو گی، جنّت میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

1 ... احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت، الباب الخامس فی کلام المحتضرین... الخ، ۵/ ۲۳۱

واٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور دیگر صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سے ملاقات ہوگی۔ حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے اپنی گُفتار و کردار سے یہ ثابت کرکے دکھایا اور سکھایا کہ عشقِ رَسول ہی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے۔ سفر ہو یا حضر، زِندگی کے سانس چل رہے ہوں یا موت کا وقت ہو، الغرض ہر جگہ ہر معاملے میں انہوں نے محبّتِ رسول کو اپنا سرمایۂ حیات بنائے رکھا اور عشقِ حبیب میں خود کو فنا کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کئی صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ عُشّاقانِ رسول کے دلوں کی دھڑکن بنے ہوئے ہیں اور ایک طرف ہم محبّتِ رسول کا دم بھرنے والیاں! اپنے اوپر غور کریں تو صرف زَبان کی حد تک ہی عشقِ رسول کے دعوے ہیں اور کردار عشقِ رسول سے خالی ہے۔ ذرا سوچئے! **کیا عشقِ رسول** کا دم بھرنے والیاں کسی سے لڑائی جھگڑا کرتی ہیں؟ **کیا عشقِ رسول** کا دم بھرنے والیاں بدلہ لینے کے مَواقع تلاش کرتی ہیں؟ **کیا عشقِ رسول** کا دم بھرنے والیاں گالیاں بکتی ہیں؟ **کیا عشقِ رسول** کا دم بھرنے والیاں تہذیب و اخلاق کا دامن ہاتھوں سے چھوڑتی ہیں؟ **کیا عشقِ رسول** کا دم بھرنے والیاں اپنی اسلامی بہنوں کی دل آزاریاں کرتی ہیں؟ **کیا عشقِ رسول** کا دم بھرنے والیاں بے پردگی کرتی ہیں؟ **کیا عشقِ رسول** کا دم بھرنے والیاں غیر مسلموں کی نَقّالی کرتی ہیں؟ یقیناً نہیں اور ہرگز نہیں۔ لہٰذا آج ہی گناہوں سے توبہ کیجئے اور نیکیوں پر کمربستہ ہوجائیے۔

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　　صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ایک سچّے عاشق کی ہمیشہ سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کا مَحبوب اس سے راضی رہے جس کے لئے وہ مختلف جتن کرتا ہے،

وہ اپنے محبوب کے روزمرہ کے مَعْمولات کو نوٹ کرتا اور پھر اسے اپنے سینے میں سما لیتا ہے اپنی زِندگی اور اپنے تمام مُعاملات کو محبوب کی پسند کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے اور جو چیز محبوب کو ناپسند ہو وہ بھی اسے ناپسند کرتا ہے اور جس چیز کو مَحبوب سے نِسبت ہو جائے وہ بھی عاشق کی نظر میں محبوب ہو جاتی ہے۔یہی وجہ تھی کہ حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ آقا کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے قبیلے والوں سے بے پناہ محبّت فرماتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے تھے: چنانچہ

قریش کے لئے دعا کرتے

حضرت عُروہ بن زُبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بَنُو نَجّار کی ایک صحابیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھا نے فرمایا: مسجدِ نَبوی شریف کے گرد میرا ہی گھر سب سے اونچا تھا اور اسی پر حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فجر کی اَذان دیا کرتے تھے۔وہ رات کے آخری حصّے میں آکر مکان کی چھت پر بیٹھ جاتے اور فجر طُلُوع ہونے کا اِنتظار کرتے، جب اسے دیکھتے تو انگڑائی لیتے اور یہ دُعا مانگتے: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَكَ** یعنی اے اللہ! میں تیری حمد بیان کرتا ہوں اور قریش کے معاملے میں تیری مدد طلب کرتا ہوں کہ وہ تیرے دِین کو قائم کریں۔اس کے بعد اَذان کہتے۔وہ صحابیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھا فرماتی ہیں: خُدا کی قسم! میری مَعلومات میں ایک رات بھی ایسی نہیں کہ اُنہوں نے یہ دُعا نہ مانگی ہو۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعہ سے دو نِکات حاصل ہوئے:

1…ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب الاذان فوق المنارۃ، ۲۱۹/۱، حدیث: ۵۱۹

پہلا نکتہ یہ حاصل ہوا کہ جب اَذان سے پہلے قریش کیلئے دُعائیہ **کلمات** کہنا جائز اور سُنَّتِ بلالی ہے تو پھر اَذان سے پہلے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیلئے دُعا کرنا یعنی دُرُود و سلام پڑھنا بھی یقیناً جائز بلکہ کثیر اَجر و ثواب کا باعث ہے۔ **دوسرا نکتہ** یہ حاصل ہوا کہ حضرتِ بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اذان سے پہلے اپنے لئے اور حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قبیلے والوں کے لئے بلاناغہ دُعائیہ **کلمات** کہتے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ جب دعا کریں تو صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے دعا کریں، کیونکہ دُعا کی قبولیت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جب ہم اپنے لیے دُعا مانگیں تو سب اہلِ اسلام کو اس دُعا میں شریک کریں۔

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگر دُعا مانگنے والا خود قابلِ عطا نہیں تو کسی بندے کا طُفیلی ہو کر مراد کو پہنچ جائے گا۔[1]

حضرت ثابت بُنانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا، جو شخص مسلمان مَردوں اور عورتوں کے لیے دُعائے خیر کرتا ہے قیامت کو جب ان کی مجلسوں پر گزرے گا تو ایک کہنے والا کہے گا: یہ وہ ہے جو تمہارے لیے دُنیا میں دُعائے خیر کرتا تھا تو وہ اس کی شفاعت کریں گے اور جنابِ اِلٰہی میں عرض کر کے اسے جنّت میں لے جائیں گے۔[2]

قرآنِ کریم کے پارہ 26 سورۂ محمد آیت نمبر 19 میں تمام مسلمانوں کیلئے دُعا

---

1 . . . فضائل دعا، ص۸۶ بتغیر قلیل

2 . . . فضائل دعا، ص۸۶

کرنے کے بارے میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِؕ (پ۲۶، محمد:۱۹) ترجَمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گُناہوں کی معافی مانگو۔

حضورنبیِ کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک شخص کو **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ** (یعنی اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہتے سنا۔ فرمایا: اگر سب مسلمانوں کو شاملِ دُعا کرتا تو تیری دُعا مقبول ہوتی۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں بھی چاہئے کہ اپنی دُعاؤں میں تمام مسلمانوں بالخصوص والدین اور اپنے اساتذہ کو ضرور یاد رکھا کریں۔ یاد رکھئے! ☆دُعا دُنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔☆دُعا اللہ کریم سے مُناجات کرنے، اس کا قُرب حاصل کرنے، اس کی عظیم بارگاہ سے مُرادیں پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔☆دعا بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے اور دُنیوی و اُخروی مَصائِب و مُشکِلات کے حل کا نہایت آسان اور مُجرّب ذریعہ ہے۔☆دُعا ایک بہترین عبادت اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سُنّتِ مُبارکہ ہے۔☆دُعا گناہگاروں کے حق میں اللہ کریم کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت و سعادت ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم حضرت بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے

---

1 … ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: في الدعاء بغیر العربیۃ، ۲/۲۸۶

عشقِ رسول کے واقعات سن رہی تھیں، ایمان لانے اور غُلامی سے آزادی پانے کے بعد عاشقِ بے مثال حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنی زندگی کے حَسین ایّام سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں گزارے۔ یقیناً حقیقی عاشق جب اپنے محبوب کا دیدار نہ کرے تو اسے کسی پل چین نہیں آتا، وہ محبوب کو دیکھنے کے لئے بیقرار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصالِ ظاہری ہوا تو حضرت بلال حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی حالت غیر ہوگئی، آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مدینے کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے تھے کہ لوگو! تم نے کہیں رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو یا مجھے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا پتا بتا دو اسی غم میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مدینۂ طیّبہ سے ہجرت کرکے مُلکِ شام کی طرف چلے گئے۔

آیا ہے بُلاوا مجھے دربارِ نبی سے

جب حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے مدینۂ طیّبہ سے ہجرت کرکے مُلکِ شام میں سُکُونت اِختیار فرمائی۔ تو ایک رات آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے خواب میں اللہ کے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اے بلال! یہ کیسی بے وفائی ہے، کیا ابھی وہ وقت نہ آیا کہ تم میری زیارت کیلئے مدینے آؤ۔ عاشقِ بے مثال حضرتِ بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ غمزدہ و خوفزدہ حالت میں بیدار ہوئے، سواری پر سوار ہوئے اور مدینۂ منوّرہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب مدینۂ طیّبہ کی نُورانی اور پُرکیف فضاؤں میں داخل ہوئے تو بے تابانہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوئے، آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور اپنا چہرہ مزارِ پاک کی مبارک خاک پر مَس

کرنے لگے۔ گلشنِ رسالت کے دونوں مہکتے پھول حضراتِ حَسَنَینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما کی وہاں تشریف آوری ہوئی تو حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے دونوں شہزادوں کو گلے لگالیا اور پیار کرنے لگے۔ شہزادوں نے فرمائش کی: اے بِلال! ہم آپ کی وہی اذان سننے کے خواہش مند ہیں جو صبح کے وقت نانا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیّبہ میں دیا کرتے تھے۔

حضرت بِلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مسجدِ نبوی شریف کی چھت پر اُس حصّے میں تشریف لے گئے جہاں وہ حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہِری میں اَذان دیا کرتے تھے۔ جب حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے **"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر"** سے اَذان کا آغاز کیا تو مدینۂ طیّبہ میں لوگ بے تاب ہوگئے۔ جب **"اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ"** کے کلمات کہے تو لوگوں کی بے تابی اس قدر بڑھ گئی کہ ہر طرف آہ وبُکا شروع ہوگیا۔ پھر جب **"اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ"** پر پہنچے تو لوگ اپنے آپ سے بیگانہ ہوگئے، ایک دوسرے سے پوچھنے لگے: کیا رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم مزارِ پُر انوار سے باہر تشریف لے آئے ہیں؟ حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصالِ ظاہِری کے بعد اہلِ مدینہ میں کبھی اتنی زیادہ آہ وزاری نہ ہوئی تھی جتنی اس دن دیکھنے میں آئی۔ [1]

غم اپنا یاحبیب! برائے بلال دو
دنیا کے سارے غم مرے دل سے نکال دو

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۳۰۵)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یہ حقیقت ہے جو عشقِ رسول میں روتا ہے

---

1 . . . تاریخ ابن عساکر، رقم: ۴۹۳، ابراھیم بن محمد۔۔۔الخ، ۷/۱۳۷، فتاوٰی رضویہ، ۱۰ / ۲۰، ماخوذا

وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ جب بلال حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنی ساری زندگی اللہ کے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عشق و محبّت میں گزاری تو ربِّ کریم نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دنیا و آخرت میں بُلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا، قیامت تک آنے والے لوگوں کے دلوں میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی محبت ڈال دی گئی اور حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ایسے ایسے فضائل و مراتب کو بیان کیا جن کو پڑھ یا سن کر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے محبّت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ آیئے! حضرت بلالِ حبشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دنیا و آخرت میں کیسا مقام حاصل ہے، اس کے متعلق دو (2) فرامینِ مصطفٰے سنتے ہیں: چنانچہ

شانِ بلال بزبانِ مصطفٰے

1. ہم غریبوں کے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ حضرت بلال (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: بروزِ قیامت جنّتی اونٹنی پر سوار ہو کر اذان کہیں گے اور جب **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه** کے کلمات کہیں گے تو تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے اُمّتی بلال کو دیکھ رہے ہوں گے۔ انبیاء و شہدا کے بعد سب سے پہلے بلال کو جنّتی حلّہ پہنایا جائے گا۔[1]
2. حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بروزِ قیامت بلال ایسی اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے جس کی کاٹھی سونے اور یاقوت سے مُزیّن ہو گی، ان کے ہاتھ میں جھنڈا ہو گا، تمام مُؤذّن ان کے پیچھے پیچھے ہوں گے اور یوں بلال کی

1…تاریخ ابن عساکر، رقم: ۹۷۴، بلال بن رباح، ۱۰/۴۵۹، حدیث: ۲۶۵۵ ملتقطا

قیادت میں وہ قافلہ جنّت میں داخل ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ بھی جنّت میں داخل ہو جائے گا جس نے صرف چالیس دن اللہ پاک کی رضا کے لئے اَذانیں دی ہوں گی۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بَیان کرنے کی سَعادَت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[2]

شکر کی سنتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! شکر کے بارے میں چند آداب سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ پہلے دو (2) فرامینِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) فرمایا: اللہ پاک کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ ہر نوالے اور ہر گھونٹ پر اللہ کریم کا شکر ادا کرے۔[3] (2) فرمایا: تمہیں چاہئے کہ زبانیں ذکر سے اور دل شکر سے

---

1 ... تاریخ ابن عسلکر، رقم: ۹۷۴، بلال بن رباح، ۱۰/۴۶۰، حدیث: ۲۶۵۷

2 ... مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام ... الخ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

3 ... مسلم، کتاب الذکر والدعاء ... الخ، باب استحباب حمد اللہ ... الخ، ص ۱۱۲۲، حدیث: ۶۹۳۲

تر رکھو۔[1] ☆شکر اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔[2] ☆اللہ پاک کی نعمتوں پر شکر واجب ہے۔[3] ☆شکر کی توفیق عظیم سعادت ہے۔ ☆شکر میں نعمتوں کی حفاظت ہے۔ ☆شکر ہی سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ ☆شکر اللہ والوں کی عادت ہے۔[4] ☆نعمت ملنے پر اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کی صورت میں بندہ عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔[5] ☆عبادت بغیر شکر کے مکمل نہیں ہوتی۔[6] ☆شکر تمام عبادتوں کی اصل ہے۔[7] ☆حضرت ابو بکر شِبْلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: شکر یہ ہے کہ نظر نعمت عطا کرنے والے پر ہو نہ کہ نعمت پر۔[8] ☆حضرت ابُو سلیمان واسطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی نعمتوں کو یاد کرنے سے دل میں اللہ پاک کی محبّت پیدا ہوتی ہے۔[9] ☆حضرت عمر بن عبدُالعزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی نعمتوں کو شکر کے ذریعے محفوظ کر لو۔[10] ☆امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

---

1 . . . شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عزوجل، ۱/۴۱۹، حدیث: ۵۹۰ ملتقطا
2 . . . شکر کے فضائل، ص۱۲
3 . . . خزائن العرفان، پ۲، البقرہ، تحت الآیۃ: ۱۷۲
4 . . . شکر کے فضائل، ص۱۲
5 . . . تفسیر صراط الجنان، پ۱۲، ھود، تحت الآیۃ: ۱۱، ۴/۴۰۶
6 . . . تفسیر بیضاوی، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۷۲، ۱/۴۴۹
7 . . . تفسیر کبیر، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۷۲، ۲/۱۹۱
8 . . . احیاء العلوم، کتاب الصبر والشکر، الرکن الاول فی نفس الشکر، ۴/۱۰۳
9 . . . تاریخ ابن عساکر، رقم: ۴۱۳۳، عبد العزیز بن عمیر ... الخ، ۳۶/۳۳۴
10 . . . حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، ۵/۳۷۴، حدیث: ۷۴۵۵

فرماتے ہیں: دل کا شکر یہ ہے کہ نعمت کے ساتھ خیر اور نیکی کا ارادہ کیا جائے ☆زبان کا شکر یہ ہے کہ اس نعمت پر اللہ پاک کی حمد وثناء کی جائے۔☆باقی اعضا کا شکر یہ ہے کہ اللہ پاک کی نعمتوں کو اللہ پاک کی عبادت میں خرچ کیا جائے اور ان نعمتوں کو اللہ پاک کی مَعصیّت میں صَرف ہونے سے بچایا جائے۔ ☆ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ کسی مسلمان کا عیب دیکھے تو اس پر پردہ ڈالے۔[1]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16(312 صفحات)120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

1 ... احیاء العلوم، کتاب الصبر و الشکر، الرکن الاول فی نفس الشکر، ۴/ ۱۰۳ ملخصا

بیان 5: ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُود شریف کی فضیلت

پیارے آقا، مدینے والے مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اس کی دہشتوں (یعنی گھبراہٹوں) اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہو گا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔[1]

سرور رہتا ہے کیفِ دَوام رہتا ہے لبوں پہ میرے دُرود وسلام رہتا ہے

بَری ہیں نارِ جہنّم سے وہ خُدا کی قسم! کہ جن کو ذِکر محمد سے کام رہتا ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّةُ الْمُؤمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ**" مُسلمان کی نِیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

1۔۔۔مسند الفردوس، ۵/۲۷۷، حدیث: ۸۱۷۵

2۔۔۔معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیئے خُوب کان لگا کر بیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِین کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج ایک موضوع پر بڑی گفتگو کی جاتی ہے اور وہ ہے **خوش قسمت کون ؟** (Who is fortunate?) آج ہر ایک نے اپنی اپنی سوچ کے مطابق خوش قسمتی کے کچھ معیار بنا رکھے ہیں، **کوئی کہتی ہے** جس کے پاس بہت مال و دولت ہے وہ بڑی خوش قسمت ہے۔ **کوئی کہتی ہے** جس کا گھر بڑا خوبصورت ہے وہ بڑی خوش قسمت ہے۔ **کوئی کہتی ہے** جس کا ایک بار بولنے پر کام ہو جاتا ہے وہ بڑی خوش قسمت

ہے۔ **تو کوئی کہتی ہے** جو بیرونِ ملک رہتی ہے وہ بڑی خوش قسمت ہے۔ اَلْغَرَض! جتنے منہ اتنی باتیں، ہر ایک کے نزدیک خوش قسمتی کا معیار جدا ہے، آج ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ جاننے کی کوشش کریں گی کہ آیا جن لوگوں کو ہم خوش قسمت سمجھتی ہیں **وہی لوگ خوش قسمت ہیں یا حقیقت کچھ اور ہے؟** اے کاش کہ ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ سننا نصیب ہو جائے۔

آیئے! حقیقتاً **خوش قسمت کون؟** اس کے متعلق ایک حدیثِ مُبارک سنتی ہیں:

مال و دولت اور اولاد کی حقیقت

ایک دن پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری اور تمہارے اہل وعیال (Family Members)، مال اور اَعمال کی مثال کیا ہے؟ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے عرض کی: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم یعنی اللہ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ تو پیارے آقا، مدینے والے مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہاری، تمہارے اہل وعیال، مال اور اعمال کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس کے تین بھائی ہوں، جب اس کی موت کا وقت قریب آئے تو وہ اپنے تینوں بھائیوں کو بلائے اور ایک سے کہے: تم میری حالت دیکھ رہے ہو، یہ بتاؤ کہ تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو؟ وہ جواب دے: میں تمہارے لئے اتنا کر سکتا ہوں کہ فی الحال تمہاری تیمارداری (Nursing) کروں، تمہارے ساتھ رہ کر تمہاری حاجات اور ضروریات کو پورا کروں، پھر جب تمہارا انتقال ہو جائے تو تمہیں غسل دے کر کفن پہناؤں اور لوگوں کے ساتھ مل کر تمہارا جنازہ اٹھاؤں کہ کبھی میں کندھا دوں اور کبھی کوئی دوسرا شخص، جب

(تمہیں دفن کرکے) واپس آؤں تو جو کوئی تمہارے بارے میں پوچھے اس کے سامنے تمہاری بھلائی ہی بیان کروں۔ پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ بھائی در حقیقت اس شخص کے **اہل و عیال ہیں**۔ یہ فرمانے کے بعد نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم سے پوچھا: اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو عرض کی: ہم اس میں کوئی بھلائی نہیں پاتے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: پھر وہ اپنے دوسرے بھائی سے کہے: تم بھی میری حالت دیکھ رہے ہو، تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو؟ تو وہ جواب میں کہے: میں اس وقت تک تمہارا ساتھ دوں گا جب تک تم زندہ ہو، جونہی تم دنیا سے رخصت ہو گئے تو ہمارے راستے جدا جدا ہو جائیں گے کیونکہ تم قبر میں پہنچ جاؤ گے اور میں یہیں دنیا میں رہ جاؤں گا۔ (نبی کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا) یہ بھائی اصل میں اس **شخص کا مال ہے**، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم اسے بھی اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر حضور نبیِ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص اپنے تیسرے بھائی سے کہے: یقیناً تم بھی میری حالت دیکھ رہے ہو اور تم نے میرے اہل و عیال اور مال کا جواب بھی سن لیا ہے، بتاؤ! تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو؟ وہ اُسے تسلی دیتے ہوئے کہے: میرے بھائی، میں تو قبر میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہیں وحشت سے بچاؤں گا اور جب حساب کا دن آئے گا تو میں تمہارے میزان میں جا بیٹھوں گا اور اسے وزن دار کر دوں گا۔ (حضور نبیِ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا) یہ اس کا **(نیک) عمل ہے**، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ تو بہت اچھا دوست ہے، حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہی حقیقت (Reality) ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج دو چیزوں کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے، **ایک خاندان، اور دوسرا مال و دولت۔** غور کیجئے! آج **جس خاندان** کے بل بُوتے پر انسان پھولے نہیں سماتا، اچھے خاندان سے تعلق ہونے کی بنا پر فخر و غرور کیا جاتا ہے، **جس خاندان** کے لئے انسان ساری زندگی دولت کمانے کے لئے اپنی زندگی داؤ پر لگا دیتا ہے، **جس خاندان** کے لئے تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کی جاتی ہیں، **جس خاندان** کی خاطر لوگوں کے طعنے برداشت کئے جاتے ہیں، **جس خاندان** کی خاطر اپنی زندگی کو بے آرام کر دیا جاتا ہے، **جس خاندان** کی خاطر سردی و گرمی کو برداشت کیا جاتا ہے، **جس خاندان** کے مستقبل کو بنانے کے لئے اپنا مستقبل داؤ پر لگا دیا جاتا ہے وہ صرف قبرستان تک ساتھ دیں گے۔

اور **دوسرا وہ مال** جس سے انسان بڑی محبت کرتا ہے، **وہ مال** جسے دنیا میں بڑا سنبھال سنبھال کر رکھتا ہے، **وہ مال** جس کی خاطر راتوں کی نیندیں قربان کر دیتا ہے، **وہ مال** جسے حاصل کرنے کے لئے حلال و حرام کی تمیز بھول جاتا ہے، **وہ مال** جسے لوگوں کو دھوکا دے کر کماتا ہے، **وہ مال** جس کی خاطر گھر والوں کو چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں سفر کیا جاتا ہے، **وہ مال** جسے جمع کرنے کے کئی طریقے سوچے جاتے ہیں، **وہ مال** جسے جمع کرنے کیلئے بیسیاں ڈالی جاتی ہیں، **وہ مال** صرف مرنے تک ہی ساتھ رہے گا، جیسے ہی انتقال ہو گا، سب مال و دولت، جائیداد (Property) وغیرہ، بچے اور بہن بھائی رشتہ دار آپس میں تقسیم کر لیں گے۔

---

1 . . . کنز العمال، کتاب الموت، باب فی الدفن وامور تقع بعده، جزء ۱۵، ۳۱۸/۸، حدیث: ۴۲۹۷۴

یاد رکھئے! گھر والوں کی اچھی تربیت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ان کے ساتھ مشغول رہنے میں کوئی برائی نہیں، مگر اولاد اور فیملی کی محبت میں مبتلا ہو کر اپنے ربِّ کریم کو بھول جانا، اولاد کی وجہ سے فخر و تکبر کرنا اور ضرورت سے بڑھ کر کثرتِ مال کی جستجو جاری رکھنا نہ صرف بُرا ہے بلکہ انسان کے لئے اُخروی سعادتوں سے محرومی کا سبب بھی ہے، چنانچہ

ربِّ کریم پارہ 27 سورۂ حدید آیت نمبر 20 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِؕ

ترجَمۂ کنز العرفان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود اور زینت اور آپس میں فخر و غرور کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ہے۔ (پ۲۷، الحدید: ۲۰)

اس آیتِ کریمہ کے آخر میں ارشاد فرمایا:

وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ (پ۲۷، الحدید: ۲۰)

ترجَمۂ کنز العرفان: اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

تفسیرِ صراطُ الجنان میں ہے کہ دنیا کی زندگی آپس میں فخر و غرور کرنے اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنے کا نام ہے اور جب دنیا کا یہ حال ہے اور اس میں ایسی قباحتیں موجود ہیں تو اس میں دل لگانے اور اس کے حصول کی کوشش کرتے رہنے کی بجائے ان کاموں میں مشغول ہونا چاہئے جن سے اُخروی زندگی سَنور سکتی ہے۔[1]

---

1 . . . تفسیر صراط الجنان، پ۲۷، الحدید، تحت الآیۃ: ۲۰، ۹/ ۷۴۱

پیاری پیاری اسلامی بہنو! شروع میں بیان کردہ حکایت اور اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ خاندان، اولاد اور مال و دولت فقط دنیا ہی میں کام آتے ہیں۔ خاندان و اولاد تو صرف قبرستان تک ساتھ جاتے ہیں، خاندان اولاد اور مال و دولت کفن دفن کے کام آتے ہیں جبکہ نیک اعمال قبر کے اندر بھی کام آتے ہیں۔ خاندان، اولاد، مال اور دولت تو مرتے ہی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جبکہ نیک اعمال قبر میں بھی تنہا نہیں چھوڑتے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ مال زیادہ ہونے کی حرص کرنے اور اپنی اولاد پر فخر و غرور کرنے کے بجائے نیک اعمال میں اضافے کے لئے کوشش کرتی رہیں کیونکہ نیک اعمال کے بہت سے فوائد ہیں، مثلاً

☆**نیک اعمال** کی برکت سے اللہ پاک کی رِضا حاصل ہوتی ہے۔ ☆**نیک اعمال** کی برکت سے جنّت کی لازوال نعمتیں نصیب ہونگی۔ ☆**نیک اعمال** کی برکت سے عذابِ قبر وحشر سے نجات ملتی ہے۔ ☆**نیک اعمال** گُناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہیں۔ ☆**نیک اعمال** رحمتِ الٰہی کے نزول کا سبب ہیں۔ ☆**نیک اعمال** کا اللہ پاک دنیا و آخرت میں اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے۔ ☆**نیک اعمال** قبر میں اچھی اور پیاری شکل اِختیار کر کے آئیں گے۔ ☆**نیک اعمال** قبر میں راحت و سکون کا باعث بنیں گے۔ ☆**نیک اعمال** کی وجہ سے انسان کی نیک نامی ہوتی ہے۔ ☆**نیک اعمال** کی وجہ سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ ☆**نیک اعمال** دُنیا و آخرت میں سلامتی اور نجات کا سبب ہیں۔ ☆**نیک اعمال** حشر تک انسان کے ساتھ رہیں گے۔ ☆**نیک اعمال** میدانِ محشر کی ہولناکیوں سے بچائیں گے۔ ☆**نیک اعمال** میزانِ عمل پر کام آئیں گے۔ ☆**نیک اعمال** پُل صراط پر گزرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ ☆**نیک اعمال** جنت میں انسان کے درجے بلند ہونے کا ذریعہ بنیں گے۔

حقیقی خوش قسمت کون؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اب اپنے آپ سے سوال کیجئے اور سوچئے کہ حقیقت میں **خوش قسمت کون ہے؟** بڑے خاندان والی خوش قسمت ہے؟ مال و دولت کی کثرت والی خوش قسمت ہے یا پھر نیک اعمال کی کثرت کرکے قبر میں جانے والی خوش قسمت ہے؟ تو ہر عقلمند اسلامی بہن اس سوال کے جواب میں بے اختیار یہی کہے گی کہ **نیک اعمال کرنے والی ہی خوش قسمت ہے۔**

لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی نیک اعمال کی کثرت کرنے والی بن جائیں اور ہم بھی خوش قسمت (fortunate) لوگوں کی لسٹ میں شامل ہونے کیلئے کمربستہ ہو جائیں کیونکہ ☆**خوش قسمت تو وہ ہیں** جو موت سے پہلے موت کی تیاری کرلیتی ہیں، ☆**خوش قسمت تو وہ ہیں** جن سے ان کا ربّ راضی ہے، ☆ **خوش قسمت تو وہ ہیں** جنہیں قبر میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پہچان نصیب ہو گی، ☆**خوش قسمت تو وہ ہیں** جنہیں بروزِ قیامت اللہ کریم کی رحمت نصیب ہو گی، ☆**خوش قسمت تو وہ ہیں** جنہیں نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، ☆**خوش قسمت تو وہ ہیں** جنہیں قیامت کے دن حساب کتاب کا خوف نہیں ہو گا، ☆**خوش قسمت تو وہ ہیں** جنہیں حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت نصیب ہو گی، ☆ **خوش قسمت تو وہ ہیں** جن کی قبریں جنتی باغ ہوں گی، ☆ **خوش قسمت تو وہ ہیں** جن کی قبریں نورِ مُصْطَفٰے سے روشن ہوں گی، ☆**خوش قسمت تو وہ ہیں** جنہیں جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی، ☆**خوش قسمت تو وہ ہیں** جنہیں ایمان کی سلامتی نصیب ہو گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! خوش قسمت کون؟ ہم اس کے بارے میں سُن رہی ہیں، فی زمانہ جس طرح مال و دولت والیوں کو خوش قسمت سمجھا جاتا ہے اسی طرح مختلف دنیاوی چیزوں اور کریموں اور لوشنز سے اپنے چہروں کو خوبصورت، تروتازہ اور حسین و جمیل رکھنے والیوں کو بھی خوش قسمت سمجھا جاتا ہے، لیکن حقیقی طور پر تو خوش قسمت وہ ہیں جن کے چہرے قیامت کے دن خوبصورت ہوں گے، خوش قسمت تو وہ ہیں جن کے چہرے بروز قیامت چمکتے دمکتے ہوں گے، خوش قسمت تو وہ ہیں جنہیں قیامت کے دن نور عطا کیا جائے گا، خوش قسمت تو وہ ہے جن کے حسین و جمیل چہروں کو دیکھ کر جنتی بھی رشک کریں گے، خوش قسمت تو ایسے چہرے والیاں ہیں جو جنت میں عمدہ باغات اور عظیم الشان نعمتیں ملنے پر خوشی منا رہی ہوں گی، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں پارہ 30 سورۂ غاشیہ آیت نمبر 8 تا 10 میں ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾

ترجَمۂ کنز الایمان: کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں اپنی کوشش پر راضی بلند باغ میں۔

(پ۳۰، الغاشیہ: ۸تا۱۰)

تفسیرِ صراطُ الجنان میں ان آیاتِ مبارکہ کے تحت ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت میں پرہیزگار مومنین چین میں ہوں گے، نہ انہیں سورج کی گرمی ستائے گی، نہ زمین کی تپش، نہ انہیں خوف ہو گا نہ غم، نہ ربِّ کریم کا عِتاب ہو، نہ فرشتوں کی لعن طعن، نہ قیامت کی گھبراہٹ، کیونکہ یہ حضرات دنیا میں ربِّ کریم کے خوف سے بے چین رہے اور دنیا میں خوفِ خدا کی بے چینی قیامت کے دن چین کا ذریعہ ہے اور قیامت کے

دن جب مسلمان اپنا مرتبہ اور ثواب دیکھیں گے تو وہ دنیا میں کئے جانے والے اپنے نیک اعمال پر راضی اور خوش ہوں گے۔ اور حقیقتاً نیکیوں پر خوش ہونے کا وقت بھی قیامت ہی کا دن ہے کیونکہ اپنے انجام کی خبر نہیں، لہٰذا جب محشر میں اعمال کی مقبولیت دیکھیں گے تو خوش ہوں گے یونہی مومنوں کے نیک اعمال نہایت اچھی شکلوں میں ان کے ساتھ ہوں گے، جن کو دیکھ کر انہیں دلی شادمانی ہوگی۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یہ خوش قسمت لوگ جن کے چہرے بروزِ قیامت چاند کی طرح چمکتے ہوں گے، ان پر رحمتِ الٰہی کی برسات ہو رہی ہو گی، لوگ حساب و کتاب کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور یہ لوگ اللہ کریم کے عرش کے سائے میں ہوں گے، ان کو کسی قسم کا کوئی خوف اور غم نہیں ہو گا، آخر یہ **خوش قسمت لوگ کون ہوں گے؟** آیئے! سنتی ہیں:

روشن چہرے والے

حضرت ابو اِدرِیس خَولانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے حضرت مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے عرض کی: میں اللہ پاک کی رضا کے لئے آپ سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: تمہیں مبارک ہو، میں نے رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن بعض لوگوں کیلئے عرش کے گرد کرسیاں نصب کی جائیں گی، ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکدار ہوں گے، لوگ گھبراہٹ (i.e hardship) کا شکار ہوں گے جبکہ انہیں کوئی پریشانی نہ ہو گی، لوگ خوفزدہ

1... تفسیر صراط الجنان، پ ۳۰، الغاشیہ، تحت الآیۃ: ۸تا۱۰، ۱۰/ ۶۴۹

ہوں گے انہیں کوئی خوف نہ ہو گا، وہ ربِّ کریم کے دوست ہیں جن پر نہ کوئی اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللهِ یعنی اللہ کریم کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرنے والے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو محض اللہ پاک کی رضا کے لئے دوسری اسلامی بہنوں سے محبت کرتی ہیں، کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو محض ربِّ کریم کی رضا کے لئے دوسری اسلامی بہنوں سے ملاقات کرتی ہیں، کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو محض رضائے الٰہی کے لئے دوسری اسلامی بہنوں کو نیکی کی دعوت دیتی ہیں، کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو رضائے الٰہی کے لئے دوسری اسلامی بہنوں کو گناہوں سے بچنے کی ترغیب دلاتی ہیں، مگر افسوس! فی زمانہ دو مسلمانوں کے درمیان بات بات پر لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد نظر آتا ☆ **کہیں** ذات اور قومیت پر جھگڑا ہوتا نظر آتا ہے تو کہیں تَعَصُّب کی بنا پر لاٹھیاں چلتی نظر آتی ہیں ☆ **کہیں** مالک مکان اور کرائے داروں میں ہاتھا پائی ہوتی نظر آتی ہے ☆ **کہیں** ڈاکٹرنی اور مریضہ ایک دُوسرے سے بے صبری کا مظاہرہ کرتی نظر آتی ہیں ☆ **کہیں** ماں بیٹی ایک دوسرے سے جھگڑتی ہیں تو ☆ **کہیں** ساس بہو کے جھگڑے ہوتے نظر آتے ہیں ☆ **کہیں** ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کو گالیاں دیتی نظر آتی ہے تو ☆ **کہیں** ایک سہیلی دوسری سہیلی کے عیبوں کو اچھالتی، غیبتیں اور چغلیاں کرتی نظر آتی ہے ☆ **کہیں** دینی سمجھ بوجھ رکھنے والیاں ایک دوسرے کی بلاوجہ شرعی مخالفت کرتی نظر آتی ہیں تو ☆ **کہیں** نیکی کی دعوت دینے والیاں ایک دوسرے کی

---

1 ... قوت القلوب، الفصل الرابع والاربعون فی کتاب الاخوۃ فی اللہ تبارک وتعالی...الخ، ۲/۳۶۴

باتوں سے ناراض ہو کر دین کے کاموں میں سُستی کرتی نظر آتی ہیں۔ الغرض ہر طرف مسلمانوں میں بغض و کینہ اور حسد پھیلا ہوا ہے حالانکہ بغض و کینہ اور حسد بہت ہی بُری عادت ہے، آیئے! اپنے دلوں میں اسلامی بہنوں کے ساتھ محبت بڑھانے اور بغض و کینہ سے جان چھڑانے کے لئے ایک روایت سنتی ہیں، چنانچہ

جنت حاصل کرنے کا آسان عمل

ایک بار پیارے آقا، مکی مدنی مُصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم سے فرمایا: ابھی اس راستے سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ اتنے میں ایک انصاری صحابی آئے، انہوں نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے اور ان کی داڑھی سے وُضو کا پانی ٹپک رہا تھا، انہوں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ دوسرے دن پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہی ارشاد فرمایا تو پھر وہی انصاری صحابی پہلے کی طرح آئے، تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت عبدُ اللہ بن عَمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا اُن صحابی کے پیچھے ہو لئے اور اُن کے پاس جا کر کسی طرح ان سے تین دن تک رکنے کی اجازت لے لی۔ چنانچہ انہوں نے تین راتیں ان انصاری صحابی کے ساتھ گزاریں لیکن انہیں رات میں عبادت کرتے نہ دیکھا ہاں! جب وہ اپنے بستر پر کروٹ لیتے تو اللہ پاک کا ذکر کرتے یہاں تک کہ نمازِ فجر کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے انصاری صحابی سے اچھی بات کے علاوہ کچھ نہ سنا۔ جب تین دن پورے ہوئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تین بار فرماتے سنا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا اور تینوں بار آپ ہی آئے

تب ہی میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ آپ کا عمل جانوں گا لیکن میں نے آپ کو کوئی بڑا عمل کرتے نہیں دیکھا تو پھر آپ کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ انہوں نے جواب دیا: میرا کوئی اور عمل نہیں بس یہی ہے جو آپ نے دیکھا، ہاں ایک بات ضرور ہے کہ میں کسی بھی مسلمان کے لئے اپنے دل میں کھوٹ نہیں پاتا اور جو اللہ نے کسی کو دیا ہے اُس پر حسد نہیں کرتا۔ حضرت عبدُ اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: یہی وہ عمل ہے جس نے آپ کو رفعتیں بخشیں اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج ہی حسد، کینہ اور بغض و عداوت، لڑائی جھگڑوں اور نفرتوں کو بھلا کر ایک دوسری کے گلے لگ جایئے، ایک دوسری سے معافی تلافی کر لیجئے، کیونکہ ربِّ کریم کی رضا کی خاطر ایک دوسری سے محبت کرنے والیوں کو بروزِ قیامت بہت بڑا مقام و مرتبہ ملے گا۔ چنانچہ

قابلِ رشک لوگ

ہمیں نیک اعمال کی ترغیب اور فکرِ آخرت کا ذہن دینے والے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بروزِ قیامت عرش کے گرد نور کے منبر ہوں گے ان پر موجود لوگوں کے لباس اور چہرے نورانی ہوں گے، وہ نہ انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن ان پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔ صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان کی صفات بیان فرما دیجئے۔ ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پاک کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے، اس کی رضا کی خاطر ساتھ بیٹھتے اور اسی کی رضا کے لئے ایک

1 . . . احیاء العلوم، ۳/ ۵۷۱ ملتقطا

دوسرے سے ملتے ہیں۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم خوش قسمت کون؟ کے بارے میں سن رہی تھیں یقیناً خوش قسمت وہ ہیں جو جنت کی ابدی نعمتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دنیا کی عارضی تکالیف پر صبر کرتیں، راتوں کی تنہائیوں میں اٹھ کر نیک اعمال کرتیں اور مشقتوں کو برداشت کرتیں ہیں۔ ایسی خوش نصیب اسلامی بہنوں کو مبارک ہو کہ ربِّ کریم انہیں کثیر انعامات واکرامات سے نوازے گا اور ایسی خوش نصیب اسلامی بہنوں کے لئے ربِّ کریم نے طرح طرح کی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں: چنانچہ

سونے کا محل

دعوتِ اسلامی کے ادارے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"عیونُ الحکایات"** حصہ دوم صفحہ 252 پر ہے کہ حافظ مُطَہَّر سَعْدِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت متقی وپرہیزگار تھے مسلسل ساٹھ (60) سال تک اللہ پاک سے ملاقات کے شوق میں آنسو بہاتے رہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک رات میں نے اپنے آپ کو خواب میں ایک ایسی نہر کے کنارے پایا جس میں عمدہ مشک بہہ رہا تھا۔ اس کے دونوں کناروں پر انتہائی قیمتی موتی بکھرے ہوئے تھے۔ پھر میں نے سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا محل دیکھا۔ جس میں خوبصورت لڑکیاں بہترین لباس وزیورات سے آراستہ بلند آواز میں ربِّ کریم کی پاکی بیان کر رہی تھیں، میں نے جب ان کی تسبیح سنی تو پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے خوبصورت آواز میں کہا: ہم ربِّ کریم کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔ میں نے کہا: تم یہاں کیا کرتی ہو؟ انہوں نے کہا: ربِّ

---

1 ... مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب المتحابین فی اللہ، ۱۰/ ۴۹۱، حدیث: ۱۷۹۹۹ ملتقطا

کریم نے ہمیں ان لوگوں کے لئے پیدا فرمایا ہے جو رات کو قیام کرتے ہیں اور اپنے ربّ سے مُناجات کرتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا: **وہ خوش قسمت لوگ کون ہیں؟** جن کی آنکھیں ربِّ کریم تم سے ٹھنڈی کرے گا، انہوں نے کہا: کیا تم ان لوگوں کو نہیں جانتے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا: بے شک یہ وہ لوگ ہیں، جو قرآن کی تلاوت کرتے، تہجد پڑھتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی خوش نصیب عبادت گزاروں کے لئے اللہ کریم نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ! کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو رات کی تنہائی میں اپنے ربِّ کریم کو یاد کرتی ہیں۔ کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفل روزے پابندی کے ساتھ رکھتی ہیں۔ کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو نمازِ تہجد ادا کرتی ہیں۔ کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو روزانہ تلاوتِ قرآن کرتی ہیں۔ کتنی خوش قسمت ہیں وہ جو رات کو قیام کرتی ہیں۔ لیکن افسوس! فی زمانہ ہماری ایک تعداد ایسی ہے جو راتوں کو دیر تک جاگ کر کبھی فلموں ڈراموں میں اپنا وقت برباد کرتی ہے تو کبھی موبائل فون پر کال پیکجز کے ذریعے اپنے قیمتی لمحات کو گناہوں میں گزارتی ہے، کبھی سوشل میڈیا پر ساری ساری رات بیہودہ اور فضول گفتگو پھیلاتے ہوئے اپنا اور سہیلیوں کا وقت برباد کرتی ہے۔ اِن میں اکثریت اُن کی ہوتی ہے جنہیں نہ نمازوں کی کوئی فکر ہوتی ہے اور نہ قرآن پڑھنا آتا ہے اور جن کو قرآن پڑھنا آتا بھی ہے وہ بھی مہینوں قرآنِ کریم کی زیارت نہیں کرتیں بلکہ اپنے نفس کو یوں جھوٹے دلاسے دیتی ہیں کہ ماہِ رمضان میں نمازوں کی کثرت کریں گی، ماہِ

1 . . . عیون الحکایات، ۲/ ۲۵۲، ملخصا

رمضان میں رات کو نوافل پڑھیں گی، ماہِ رمضان میں خوب تلاوت کریں گی، ماہِ رمضان میں صبح وشام ایک ایک پارہ پڑھیں گی حالانکہ یہ جانتی ہیں کہ ہماری زِندگی کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے اور ہماری زِندگی ہر آن تیزی سے کم ہوتی جارہی ہے ہم موت کے قریب ہوتی جارہی ہیں مگر ہم پھر بھی سُستی کا مظاہرہ کرتیں اور اپنے نفس کو جھوٹی تسلیاں دیتی ہیں۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! عقلمندی کا ثبوت دیجئے اور اس فانی دُنیا کے دھوکے میں مبتلا ہوکر اپنے قیمتی لَمحات کی ناقدری کرنے کے بجائے تقویٰ و پرہیزگاری اپنائیے، اپنے شب وروز کو فُضُولیات اور دُنیوی عَیش وعشرت میں برباد مت کیجئے بلکہ نمازوں کی پابندی اور روزانہ کچھ نہ کچھ تلاوتِ قرآن کی عادت بنائیے اور اللہ کریم نے جن کاموں کا حکم دیا ہے ان کی ادائیگی میں سُستی نہ کیجئے اور نیکیوں میں مشغول ہوجائیے کیونکہ نیکی کے کاموں میں کوشش کرنے والوں کے بارے میں اللہ کریم پارہ (17) سورۂ انبیاء آیت نمبر 94 میں ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖۚ وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾

تَرجَمۂ کنزالایمان: تو جو کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں اور ہم اسے لکھ رہے ہیں۔ (پ۱۷، الانبیاء: ۹۴)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ ربِّ کریم کی بارگاہ میں عالی حسب نسب، مال و دولت اور عزت و شہرت والا خوش قسمت نہیں ہے بلکہ خوش قسمت وہ ہے جو چاہے کسی بھی قبیلے اور قوم سے تعلق رکھتا ہو، گوری رنگت والا ہو یا کالی رنگت والا، دولت مند ہو یا مفلس و غریب، مرد ہو یا عورت، اگر وہ ایمان والا ہے، نیک اعمال کرتا اور ربِّ کریم کی

اطاعت وفرمانبرداری میں کوشش کرتا ہے وہی دنیاوآخرت میں کامیاب ہے۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔[1]

سینہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

حُسنِ سلوک کی سنتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! حسنِ سلوک کے بارے میں چند مدنی پھول سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ پہلے 2 فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) فرمایا: ہر حسنِ سلوک صدقہ ہے غنی کے ساتھ ہو یا فقیر کے ساتھ۔[2] (2) فرمایا: جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ صِلَہ رحمی کرے۔[3] ☆ قرآن وحدیث میں رشتہ داروں اور ذَوِی الْقُربٰی (یعنی قرابت والوں) کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کا حکم ہے۔[4] ☆ حُسنِ سلوک کی مختلف صورتیں ہیں، ہَدِیّہ وتحفہ دینا اور اگر ان کو کسی کام میں مدد درکار ہو تو اُس کام میں ان کی مدد کرنا، انہیں سلام کرنا، ان کی

---

1 ... مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

2 ... مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ، باب کل معروف صدقۃ، ۳/۳۳۱، حدیث: ۴۷۵۴

3 ... بخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف...الخ، ۴/۱۳۶، حدیث: ۶۱۳۸

4 ... ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل البیع، ۹/۶۷۸ ماخوذا

ملاقات کو جانا، ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا، ان سے بات چیت کرنا، ان کے ساتھ لُطف ومہربانی سے پیش آنا۔[1] ☆حضرت امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے فرمایا: جب تم لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کروگے تو وہ تمہارے ماں باپ کی طرح ہو جائیں گے اگرچہ تمہارے اور ان کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ نہ ہو۔[2] ☆اولیاءُ اللہ اپنی بُرائیاں کرنے والوں بلکہ جان کے درپے رہنے والوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کیا کرتے ہیں۔[3] ☆حسنِ سلوک کرنے سے اللہ پاک کی رِضا حاصل ہوتی ہے۔☆حُسنِ سلوک لوگوں کی خوشی کا سبب ہے۔ ☆حسنِ سلوک کرنے سے فرشتوں کو مَسرّت ہوتی ہے۔☆ حُسنِ سلوک کرنے سے مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی تعریف ہوتی ہے۔☆ حُسنِ سلوک کرنے سے شیطان کو اس سے رَنج پہنچتا ہے۔☆حُسنِ سلوک کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔☆حسنِ سلوک کرنے سے رِزق میں برکت ہوتی ہے۔[4]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 . . . الدرر الحکام، کتاب الکراھیۃ والاستحسان، فصل من ملک امۃ . . . الخ، جزء ۱، ص ۳۲۳ ملخصا
2 . . . امام اعظم کی وصیتیں، ص ۲۶
3 . . . غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۳۴۲ ماخوذا
4 . . . تنبیہ الغافلین، ص ۷۳ ملخصا

بیان:6 ہر مُبلّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

اُمّتیوں پر مہربان، محبوبِ رحمٰن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: بے شک اللہ پاک نے ایک فِرِشتہ میری قبر پر مُقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت دی ہے، پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اِس کا اور اس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے، کہتا ہے: فُلاں بن فُلاں نے آپ پر اِس وقت دُرُودِ پاک پڑھا ہے۔[1]

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس بس ہے یہی آسرا تم پہ کروروں دُرُود

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نِیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

1 . . . مسند بزار، مسند ابن الحمیری عن عمار، ۲۵۵/۴، حدیث: ۱۴۲۵

2 . . . معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچھّی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج کے اس ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع کا موضوع ہے "**فیضانِ صَفَرُ الْمُظَفَّر**"۔ اس بیان میں بدشگونی کی کیا حقیقت ہے؟ اعلیٰ حضرت نے اس بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اللہ پاک پر بھروسا کرنے کی کیا بَرَکات ہیں؟ صَفَرُ الْمُظَفَّر میں کون کون سے عظیم الشان واقعات کا ظہور ہوا؟، ماہِ صَفَر سے مُتَعَلِّق اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟ اور ہمیں اس مہینے کو کس طرح گزارنا چاہئے؟ ان تمام چیزوں

کے مُتَعلِّق سنیں گی۔اے کاش! ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ سننے کی سعادت نصیب ہو جائے۔آمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

آیئے!سب سے پہلے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

بدشُگُونی لینا میرا وہم تھا

ایک شخص کا بیان ہے: ایک مرتبہ میں اتنا محتاج ہو گیا کہ بھوک مِٹانے کے لئے مَٹی کھانی پڑی مگر پھر بھی بھوک ستاتی رہی۔میں نے سوچا: کاش! کوئی ایسا شخص مل جائے جو مجھے کھانا کھلا دے، چنانچہ میں ایسے شخص کی تلاش میں اِیران کے شہر اَہواز کی طرف روانہ ہوا حالانکہ وہاں میرا کوئی جاننے والا نہ تھا۔جب میں دریا کے کنارے پہنچا تو وہاں کوئی کشتی موجود نہیں تھی، میں نے اسے بدفالی جانا۔پھر مجھے ایک کشتی نظر آئی مگر اس میں سُوراخ تھا، یہ دوسری بدفالی ہوئی۔میں نے کشتی کے مَلّاح کا نام پوچھا تو اس نے "دیوزادہ" بتایا(جسے عربی میں شیطان کہا جاتا ہے) یہ تیسری بدفالی تھی۔ بہر حال میں اس کشتی پر سُوار ہو گیا، جب دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا تو میں نے آواز لگائی: اے بوجھ اُٹھانے والے مزدور! میرا سامان لے چلو، اس وَقْت میرے پاس ایک پُرانا لحاف اور کچھ ضَروری سامان تھا۔جس مزدُور نے مجھے جواب دیا وہ ایک آنکھ والا(یعنی کانا) تھا، میں نے کہا: یہ چوتھی بدفالی ہے۔میرے دل میں آیا کہ یہاں سے واپس لوٹ جانے میں ہی عافیت ہے لیکن پھر اپنی حاجت کو یاد کر کے واپسی کا اِرادہ چھوڑ دیا۔جب میں مُسافر خانے پہنچا اور ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون؟ تو جواب ملا: میں آپ سے ہی ملنا چاہتا

ہوں۔ میں نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ میں نے دل میں کہا: "یا تو یہ دشمن ہے یا پھر بادشاہ کا نمائندہ!" میں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد دروازہ کھول دیا۔ اس شخص نے کہا: مجھے فلاں شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ اگرچہ میرے آپ سے اِختلافات ہیں لیکن اَخلاقی حُقُوق کی اَدائیگی ضَروری ہے، میں نے آپ کے حالات سُنے ہیں اس لئے مجھ پر لازِم ہے کہ آپ کی ضروریات پوری کروں۔ اگر آپ ایک یا دو ماہ تک ہمارے یہاں ٹھہریں تو آپ کی زندگی بھر کی ضروریات پوری کی جائیں گی، اگر آپ یہاں سے جانا چاہتے ہیں تو یہ 30 دینار ہیں انہیں اپنی ضَروریات پر خَرچ کرلیجئے اور تشریف لے جائیے ہم آپ کی مجبوری سمجھتے ہیں۔ اس شخص کا بیان ہے کہ اس سے پہلے میں کبھی 30 دینار کا مالک نہیں ہوا تھا اور مجھ پر یہ بات بھی ظاہِر ہوگئی کہ بدشُگُونی کی کوئی حقیقت نہیں۔[1]

کریں نہ تنگ خیالاتِ بد کبھی، کر دے شعور و فکر کو پاکیزگی عطا یاربّ

(وَسائلِ بخشش مُرمَّم، ص۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ حکایت سے پتہ چلا! بدشُگُونی کا حقیقت سے دُور دُور تک کا بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ شخص دورانِ سفر اپنے ذِہن کے مُطابق بدشگونیوں کا شکار ہوا اور یہ سوچنے لگا کہ اب سفر ختم کرکے واپس جانے میں ہی عافیت ہے۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اتنی ساری بدفالیوں کے بعد اس کی

---

1 ... روح البیان، پ ٢، البقرۃ، تحت الآیۃ: ١٨٩، ١/٣٠٤ملخصا

حاجت کا پورا ہونا ممکن نہ تھا، چونکہ سفر کرنا بھی ضروری تھا، لہٰذا اس نے سفر ختم نہ کیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اسے اتنی رقم مل گئی جو اس سے پہلے اس نے کبھی دیکھی بھی نہیں تھی اور نہ ہی اسے اس کی توقّع تھی۔ اپنی حاجت کے اس طرح پورا ہونے کے بعد اس نے یہ ذہن بنالیا کہ بدشُگُونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس حکایت سے اُن لوگوں کے وہم کی مکمل کاٹ ہوگئی جو کسی انسان، جانور، کسی دن یا کسی مہینے کو صرف اپنے وہم کی بنیاد پر منحوس خیال کرتے ہیں حالانکہ شریعت میں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

یاد رکھئے! جو وہم کی آفت میں مُبْتَلا ہوجائے تو اسے ہر چیز ہی منحوس محسوس ہونے لگتی ہے، حتّٰی کہ وہم میں مبتلا رہنے والی کم عقلوں کی باتوں میں آکر غلط فیصلے کر کے نہ صرف خود آزمائش میں مُبْتَلا ہوجاتی ہے بلکہ دوسروں کیلئے بھی وبالِ جان بن کر رہ جاتی ہے۔ کسی مسلمان کے **مَنْحُوس ہونے کا خیال** نفرت کے وبال میں ڈال سکتا ہے۔ مَنْحُوس ہونے کا وہم شیطان کا وہ ہتھیار ہے جو مسلمانوں کو آپس میں لڑائی، جھگڑے کروا کر چین وسکون کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذِہن نشین کرلیجئے کہ کسی شخص، جگہ، چیز یا وَقْت کو منحوس جاننے کا اسلام میں کوئی تصوُّر نہیں یہ صرف وہمی خیالات ہوتے ہیں، جیسا کہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سُنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه سے سُوال کیا گیا: ایک شخص کے مُتَعلِّق مشہور ہے کہ اگر صُبْح کو اس کی منحوس صُورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضَرور کچھ نہ کچھ دِقّت (مشکل) اور پریشانی اُٹھانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہوجانے کا وُثُوق (یعنی اِعتماد اور

بھروسا) ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضَرور رُکاوٹ اور پریشانی ہو گی۔ چنانچہ اُن لوگوں کو ان کے خیال کے مُناسب ہر بار تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر اِس اَمر (یعنی بات) کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے اس سے سامنا ہو جائے تو اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد یہ معلوم کر کے کہ وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے! اپنے کام کے لئے جاتے ہیں۔ اب سُوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرزِ عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحتِ شرعیہ (شرعی طور پر بُرا) تو نہیں؟ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواب دیا: شرعِ مُطَہَّر (پاک شریعت) میں اس کی کچھ اَصل نہیں، لوگوں کا وَہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: "اِذَا تَطَیَّرْتُمْ فَامْضُوْا یعنی جب کوئی شُگُونِ بَد (بُرا شگون)، گمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔" مسلمانوں کو ایسی جگہ چاہئے کہ "اَللّٰھُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ، وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ، وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ" (یعنی اے اللہ پاک! نہیں ہے کوئی بُرائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں) پڑھ لے اور اپنے رَبّ (کریم) پر بھروسا کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہر گز نہ رُکے، نہ واپس آئے۔[1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس مُعاملے میں ہمارے بزرگانِ دِین کی زندگی ہمارے لئے لائقِ پیروی ہے۔ یہ حضرات کسی مَخصوص شخص، جگہ، وقت یا چیز کو اپنے لئے مَنحوس خیال کر کے بدشگونی لینے یا ستاروں کے زائچوں پر یقین رکھنے کے بجائے رَبِّ کریم کی ذات پر کامل یقین رکھتے تھے۔ آیئے! اس ضِمن میں 2 ایمان افروز حکایات سُنتی ہیں، چنانچہ

---

1 . . . فتاویٰ رضویہ، ۲۹/ ۶۴۱ ملخصاً

سفر سے نہ رُکے

اَمیرُ الْمُؤمنین مولا مشکل کُشا حضرتِ علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جب خارجیوں سے جنگ کے لئے سفر کا اِرادہ کیا تو ایک نجومی رُکاوٹ بنا اور کہنے لگا: اے اَمیرُ المؤمنین! آپ تشریف نہ لے جایئے، حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا: اس وَقْت چاند عَقْرَب (آسمان کے بُرجوں میں سے ایک بُرج) میں ہے۔ اگر آپ اس وَقْت تشریف لے گئے تو آپ کو شکست ہو جائے گی۔ یہ سن کر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جواب دیا: نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضراتِ صدیق و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نُجومیوں پر اِعتقاد نہیں رکھتے تھے، میں اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہوئے اور تمہاری بات کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ضَرور سفر کروں گا۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِس سفر پر روانہ ہوگئے، اللہ پاک نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو رسولِ کریم، محبوبِ ربِّ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری کے بعد سب سے زیادہ بَرَکت اس سفر میں عطا فرمائی حتّٰی کہ تمام دُشمنوں کو شکست ہوئی اور اَمیرُ الْمؤمنین حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فتح کے ساتھ خوشی خوشی واپس تشریف لائے۔ (1)

بدشگونی کی تردید

امیرُ الْمُؤمِنِین حضرت عُمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے غلام مُزاحِم کا بیان ہے: جب ہم مدینۂ طَیِّبہ سے نکلے تو میں نے دیکھا کہ چاند ”دَبَران“ میں ہے، میں نے ان سے یہ کہنا تو مناسب نہ سمجھا بلکہ یہ کہا: ذرا چاند کی طرف نظر فرمایئے، کتنا خوبصورت

1 … غذاء الالباب فی شرح منظومة الآداب، ۱۹۱/۱ بتغیر قلیل

(Beautiful) نظر آتا ہے! آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دیکھا تو چاند دَبَران میں تھا، فرمایا: شاید تم مجھے یہ بتانا چاہتے ہو کہ چاند دَبَران میں ہے، مُزاحِم! ہم چاند سورج کے ساتھ نہیں بلکہ اللہ پاک واحد و قہار کے حکم و مَشِیّت کے ساتھ نکلتے ہیں۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا! ☆اللہ والے نجومیوں پر اعتماد نہیں کرتے، ☆اللہ والے چاند سِتاروں کی تاثیر کو نہیں مانتے، ☆اللہ والے بدفالی نہیں لیتے، ☆اللہ والے بدشگونی کی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے، ☆اللہ والے چاند سِتاروں کی تاثیر ماننے والوں کی اصلاح کرتے ہیں ☆اللہ والے اللہ پاک کی ذات پر کامل بھروسا رکھتے ہیں، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی ان بُزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے وہم و بدشگونی، چاند ستاروں کی تاثیر اور نجومیوں پر اعتماد کرنے کے بجائے صرف اللہ کریم کی ذات پر بھروسا کرنا سیکھیں کیونکہ

اللہ پاک پر بھروسا کرنے کی بَرَکات

☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں وہ سکون و اطمینان سے زندگی گزارتے ہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں ان کے کام سنورتے چلے جاتے ہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں ان کے قدم کبھی ڈگمگاتے نہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں ان کو مشکل ترین صورت حال میں بھی صبر کرنا آجاتا ہے، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں اللہ کریم ان سے راضی ہو جاتا ہے، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں کامیابی ان

1… سیرت ابن عبد الحکم، ص ۲۷

کے قدم چومتی ہے، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں وہ ترقیوں کی مَنازِل طے کرتے چلے جاتے ہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں وہ شیطان کے دھوکے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں وہ بہت ساری بھلائیاں سمیٹنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں وہ دنیا والوں کے آگے جھکنے سے بچ جاتے ہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں وہ بدشگونی جیسی برائیوں میں بھی مبتلا (Involved) نہیں ہوتے ہیں، ☆جو اللہ پاک پر بھروسا کرتے ہیں ان کے لئے غیب سے روزی کا انتظام ہوجاتا ہے۔ آیئے! اس ضمن میں ایک ایمان افروز حکایت سنتی ہیں، چنانچہ

شیطان میرا خادم ہے

حضرت ایوب حَمَّال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے منقول ہے کہ ہمارے علاقے میں اللہ کریم کی ذات پر بھروسا کرنے والا ایک نوجوان رہتا تھا۔ وہ عبادت وریاضت اور اللہ کریم کی ذات پر بھروسا کرنے کے معاملے میں بہت مشہور تھا۔ لوگوں سے کوئی چیز نہ لیتا۔ جب بھی کھانے کی حاجت ہوتی اپنے سامنے سِکّوں سے بھری ایک تھیلی پاتا۔ اسی طرح وہ اپنے شب وروز عبادتِ الٰہی میں گزارتا اور اسے غیب سے رزق دیا جاتا۔ ایک دفعہ لوگوں نے اس سے کہا: ”اے نوجوان! تُو سِکّوں کی وہ تھیلی لینے سے ڈر! ہوسکتا ہے شیطان تجھے دھوکا دے رہا ہو اور وہ تھیلی اسی کی طرف سے ہو۔“ نوجوان نے کہا: ”میری نظر تو اپنے ربِّ کریم کی رحمت کی طرف ہوتی ہے، میں اس کے علاوہ کسی سے کوئی چیز

نہیں مانگتا، جب میرا ربِّ کریم مجھے رِزق عطا فرماتا ہے تو میں قبول کرلیتا ہوں۔ بالفرض اگر وہ سِکّوں کی تھیلی میرے دشمن شیطان کی طرف سے ہو تو اس میں میرا کیا نقصان بلکہ مجھے فائدہ ہی ہے کہ میرا دشمن میرے قابو میں کر دیا گیا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو اللہ کریم اُسے میرا خادم بنائے رکھے۔ اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرا سب سے بڑا دشمن خادم بن کر میری خدمت کرے اور میں اس کی طرف نظر نہ رکھوں بلکہ یہ سمجھوں کہ میرا ربِّ کریم مجھے دشمن کے ذریعے رِزق عطا فرما رہا ہے۔ اور واقعی تمام جہانوں کو وہی خالقِ کائنات رِزق عطا فرماتا ہے جو میرا معبود ہے۔ نوجوان کی یہ بات سُن کر لوگ خاموش ہو گئے اور سمجھ گئے کہ اس کو واقعی غیب سے رِزق دیا جاتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمارا معاشرہ دن بہ دن بُرائیوں کی گہری کھائی میں گرتا چلا جا رہا ہے، بدشگونی کو ہی لے لیجئے کہ جس نے معاشرے کے تقریباً ہر طبقے کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بظاہر عقلمند نظر آنے والے لوگوں کے دامن کو بھی اسی منحوس بدشگونی نے داغ دار کر رکھا ہے۔ اب تو یہ ایک عالَمی بیماری بن چکی ہے، مختلف ممالک میں رہنے والے مختلف لوگ مختلف چیزوں سے ایسی ایسی بدشگونیاں لیتے ہیں کہ انسان سُن کر حیران رہ جاتا ہے، چنانچہ

بدشگونی کی صورتیں

مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "**بَدشُگُونی**" کے صفحہ نمبر 16 پر لکھا ہے: ☆(لوگ) کبھی

1... عیون الحکایات، ۲/ ۱۰۵

اندھے، لنگڑے، ایک آنکھ والے اور معذور لوگوں سے تو کبھی کسی خاص پرندے یا جانور کو دیکھ کر یا اس کی آواز کو سُن کر بد شگونی کا شکار ہو جاتے ہیں، ☆ کبھی کسی وَقْت یا دن یا مہینے سے بد فالی لیتے ہیں، ☆ کوئی کام کرنے کا اِرادہ کیا اور کسی نے طریقۂ کار میں نقصان کی نشاندہی کر دی یا اس کام سے رُک جانے کا کہا تو اس سے بد شگونی لیتے ہیں کہ اب تم نے ٹانگ اَڑا دی ہے تو یہ کام نہیں ہو سکے گا، ☆ کبھی ایمبولینس (Ambulance) کی آواز سے تو کبھی فائر بریگیڈ (Fire brigade) (آگ بُجھانے والی گاڑی) کی آواز سے بد شگونی میں مبتلا ہوتے ہیں، ☆ کبھی اخبارات میں شائع ہونے والے ستاروں کے کھیل سے اپنی زندگی کو غمگین و رَنجیدہ کر لیتے ہیں، ☆ کبھی مہمان کی رخصتی کے بعد گھر میں جھاڑو دینے کو منحوس خیال کرتے ہیں، ☆ کبھی جوتا اُتارتے وَقْت جوتے پر جُوتا آنے سے بد شگونی لیتے ہیں، ☆ سیدھی آنکھ پھڑکے تو یقین کر لیتے ہیں کہ کوئی مصیبت آئے گی، ☆ عید جمعہ کے دن ہو جائے تو اسے حکومتِ وَقْت پر بھاری سمجھتے ہیں، ☆ کبھی بلّی (Cat) کے رونے کو منحوس سمجھتے ہیں تو کبھی رات کے وَقْت کُتّے کے رونے کو، ☆ پہلا گاہک سودا لئے بغیر چلا جائے تو دکاندار اس سے بد شگونی لیتا ہے، ☆ نئی نویلی دلہن کے گھر آنے پر خاندان کا کوئی شخص فوت ہو جائے یا کسی عورت کی صِرْف بیٹیاں ہی پیدا ہوں تو اس پر منحوس ہونے کا لیبل لگ جاتا ہے، ☆ اگر کوئی عورت اُمید سے ہو تو مَیِّت کے قریب نہیں آنے دیتے کہ بچے پر بُرا اثر پڑے گا، ☆ جوانی میں بیوہ ہو جانے والی عورت کو منحوس جانتے ہیں، ☆ یہ کہتے ہیں کہ خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی ہوتی ہے، ☆ کسی کا کنگھا اِستعمال کرنے سے دونوں میں جھگڑا ہوتا ہے، ☆ خالی برتن یا چمچ آپس میں ٹکرانے سے گھر میں لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے، ☆ جب بادلوں میں بجلی کَڑک رہی ہو اور سب سے بڑا بچہ باہر

نکلے تو بجلی اس پر گر جائے گی، ☆بچے کے دانت اُلٹے نکلیں تو ننھیال (یعنی ماموں وغیرہ) پر بھاری ہوتے ہیں، ☆چھوٹا بچہ کسی کی ٹانگ کے نیچے سے گزر جائے تو اس کا قد چھوٹا رہ جاتا ہے، ☆بچہ سویا ہوا ہو اُس کے اُوپر سے کوئی پھلانگ کر گزر جائے تو بچے کا قد چھوٹا رہ جاتا ہے، ☆ مغرب کے بعد دروازے میں نہیں بیٹھنا چاہئے کیونکہ بلائیں گزر رہی ہوتی ہیں، ☆زلزلے کے وَقْت بھاگتے ہوئے جو زمین پر گر گیا وہ گُونگا ہو جائے گا، ☆رات کو آئینہ دیکھنے سے چہرے پر جُھریاں پڑتی ہیں، ☆انگلیاں چٹخانے سے نُحوست آتی ہے، ☆سورج گرہن کے وَقْت **"اُمید والی عورت"** چُھری سے کوئی چیز نہ کاٹے کہ بچہ پیدا ہو گا تو اس کا ہاتھ یا پاؤں کٹا یا چِرا ہوا ہو گا، ☆نومَولُود (نئے پیدا ہونے والے بچے) کے کپڑے دھو کر نچوڑے نہیں جاتے کہ اس سے بچے کے جسم میں درد ہو گا ☆کبھی نمبروں (Numbers) سے بدفالی لیتے ہیں، ☆مغرب کی اذان کے وَقْت تمام لائٹیں روشن کر دینی چاہئیں ورنہ بلائیں اُترتی ہیں۔ وغیرہ بیان کردہ بدشگونیوں کے علاوہ بھی مختلف معاشروں، قوموں، برادریوں میں مختلف بدشگونیاں پائی جاتی ہیں۔[1] اللہ کریم مسلمانوں کو بدشگونی کی اس بری آفت سے نجات عطا فرمائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! صَفَرُ الْمُظَفَّر اسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے، جس طرح دیگر مہینوں میں ربِّ کریم کے فضل و کرم کی بارشیں ہوتی ہیں اسی طرح اس میں بھی ہوتی ہیں بلکہ اسے تو صَفَرُ الْمُظَفَّر یعنی کامیابی کا مہینا کہا جاتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ صَفَرُ الْمُظَفَّر کے اس مقدس اور برکت والے مہینے میں کئی عظیم الشان اور

---

1 . . . بدشگونی، ص۱۶تا۱۸

تاریخی واقعات رونما ہوئے ہیں، مثلاً

ماہِ صفر میں پیش آنے والے چند تاریخی واقعات

☆صَفَرُ الْمُظَفَّر کے مہینے میں ہجرت کے دوسرے سال امیرُ المؤمنین حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور خاتونِ جنت حضرتِ فاطمہ زہرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔[1] ☆صَفَرُ الْمُظَفَّر کے مہینے میں مسلمانوں کو فتحِ خیبر نصیب ہوئی۔[2] ☆صَفَرُ الْمُظَفَّر کے مہینے میں سَیفُ اللہ حضرت خالد بن ولید، حضرتِ عمرو بن عاص اور حضرت عثمان بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔[3]
☆صَفَرُ الْمُظَفَّر کے مہینے میں مدائن (جس میں کسریٰ کا محل تھا اس) کی فتح ہوئی۔[4]
☆صَفَرُ الْمُظَفَّر کے مہینے میں امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دورِ خلافت میں ۱۶ھ میں حضرت سعد بن اَبی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ایوانِ (محل) کِسریٰ میں جمعہ کی نماز ادا کی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق کی مملکت میں پڑھا گیا۔
☆صَفَرُ الْمُظَفَّر کے مہینے میں سن ۱۱ ہجری میں ہی جھوٹی نبوت کے دعویدار اَسْوَد عَنْسی کَذَّاب سے مسلمانوں نے نجات پائی۔[5]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے! صَفَرُ الْمُظَفَّر کتنا پیارا مہینا

1...الکامل فی التاریخ، ۲/۱۲

2...البدایۃ والنہایۃ، ۳/۳۹۲

3...الکامل فی التاریخ، ۲/۱۰۹

4...الکامل فی التاریخ، ۲/۳۵۷

5...فیضانِ صدیق اکبر، ص۳۹۱

ہے اور اس مبارک مہینے میں کیسے کیسے عظیم الشان واقعات کا ظہور ہوا! ذرا سوچئے! جس مقدس مہینے میں ایسے اَہم واقعات کا ظہور ہوا ہو وہ مہینا کس طرح منحوس ہو سکتا ہے؟ مگر افسوس صد کروڑ افسوس! عِلْمِ دین سے دوری اور بُری صحبت کے سبب لوگوں کی ایک تعداد صفرُ الْمُظَفَّر جیسے بارونق اور بابرکت مہینے کو بھی مصیبتوں اور آفتوں کے اُترنے کا مہینا سمجھتی ہے، بالخصوص اس کی ابتدائی تیرہ تاریخوں کے بارے میں بہت سی خلافِ شریعت باتیں مشہور (Famous) ہیں، مثلاً

ماہِ صفر سے متعلق پھیلے بے بنیاد خیالات

☆ماہِ صفر کو بلائیں اترنے کا مہینہ سمجھتے ہوئے ابتدائی تاریخوں میں چنے یا گندم اُبال کر نیاز دلائی جاتی ہے۔☆ مخصوص تعداد میں سورۂ مُزّمّل کا ختم کروایا جاتا ہے۔☆ ساحلِ سمندر پر آٹے کی گولیاں بنا کر مچھلیوں کو ڈالی جاتی ہیں وغیرہ۔ ان سب باتوں کے پیچھے لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ ماہِ صفر میں جو آفات و بلائیں اترتی ہیں ان کاموں کو کرنے سے یہ بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ یاد رہے! مصیبتیں و آزمائشیں اللہ پاک کی طرف سے آتی ہیں، ان کیلئے کوئی دن یا مہینا مخصوص نہیں، جس کے حق میں جو آزمائش لکھی جاچکی ہے وہ اسے پہنچ کر رہتی ہے، اب چاہے صفر کا مہینا ہو یا سال کے دیگر مہینے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ قرآن خوانی یا نیاز فاتحہ کرنا ایک مستحب کام ہے اور ہر طرح کے رزقِ حلال پر ہر ماہ کی کسی بھی تاریخ کو کسی بھی وقت دلوائی جاسکتی ہے لیکن صرف وہم کی بنا پر یہ سمجھ لینا کہ اگر تیرہ تیزی کی فاتحہ نہ دلائی گئی اور چنے اُبال کر تقسیم نہ کئے گئے تو گھر کے کمانے والے افراد کا روزگار متاثر ہو گا یا گھر والے کسی مصیبت کا شکار ہو جائیں

گے یہ نظریہ بے بنیاد اور بدشگونی پر دلالت کرتا ہے۔

صفر کا آخری بدھ اور نحوست

ماہِ صفرُ المظفّر کے آخری بدھ کو منحوس سمجھتے ہوئے کئی انداز اختیار کئے جاتے ہیں، مثلاً اس دن ☆لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، ☆سیر و تفریح (Recreational Activities) و شکار کو جاتے ہیں، ☆پوریاں پکتی ہیں ☆نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس روز غسلِ صحت فرمایا تھا اور بیرونِ مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں، بلکہ ان دنوں میں حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مرض شِدّت کے ساتھ تھا، وہ باتیں خلافِ واقع (جھوٹی) ہیں۔ ☆بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں۔[1]

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ماہِ صفر کے آخری بدھ کے بارے میں سُوال کیا گیا کہ اس دن عورتیں بطورِ سفر شہر سے باہر جائیں اور قبروں پر نیاز وغیرہ دلائیں جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: (ایسا) ہرگز نہ ہو (کہ اس میں) سخت فتنہ ہے اور چہار شنبہ (بدھ کا دن منانا) محض بے اصل۔[2]

حکیمُ الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بعض لوگ

---

1 . . . بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ۳/ ۶۵۹

2 . . . فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۲۴۰

صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ کے دن) کو خوشیاں مناتے ہیں کہ مَنحوس شَھْر (مہینا) چل دیا یہ بھی باطل ہے۔[1]

ماہِ صفر اور اسلامی تعلیمات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! امید ہے بیان کردہ باتوں کو سُن کر صَفَرُ الْمُظَفَّر کو منحوس سمجھنے کا وہم دل سے نکل گیا ہوگا، اگر کسی کے دل و دماغ میں کبھی اس طرح کے وَسوَسے آئیں تو اسے چاہئے کہ وہ ان کی طرف توجہ نہ دے بلکہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرے۔ ماہِ صفر کے بارے میں نحوست کا وَہم ختم کرنے کیلئے یہ بات ذہن نشین رہے کہ سال کے تمام مہینے اللہ پاک کے بنائے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی دن یا مہینا ہرگز منحوس نہیں ہے۔ جس طرح دیگر مہینوں میں صبح و شام رحمتِ الٰہی کی بارشیں ہوتی ہیں اسی طرح ماہِ صفر کی ہر گھڑی رحمت بھری ہے۔ البتہ اگر کوئی اس مہینے میں اللہ پاک کی نافرمانیوں میں مشغول رہے اور پھر کسی مصیبت میں گرفتار (Captured) ہو جائے تو یہ اس کے گناہوں کی نحوست تو ہو سکتی ہے مگر اس مہینے سے اس نحوست کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ جیسا کہ

تفسیر رُوحُ البیان میں لکھا ہے: صفر وغیرہ کسی مہینے یا مخصوص وَقْت کو منحوس سمجھنا دُرُست نہیں، تمام اوقات اللہ پاک کے بنائے ہوئے ہیں اور ان میں انسانوں کے اعمال واقع ہوتے ہیں۔ جس وقت میں بندۂ مومن اللہ پاک کی اطاعت و بندگی میں مشغول ہو وہ وقت مبارک ہے اور جس وقت میں اللہ پاک کی نافرمانی کرے وہ وقت اس کے

---

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۶/ ۲۵۷

لئے منحوس ہے۔ درحقیقت اصل نُحوست تو گناہوں میں ہے۔[1]

گناہوں سے مرا سارا وجود افسوس ہے لتھڑا مجھے اب پاک کر دیجے گناہوں کی نحوست سے

(وسائل بخشش مرمم، ص ۴۰۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

صفرُ المُظفّر کیسے گزاریں؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ماہِ صفر بھی سال کے دیگر مہینوں کی طرح ایک بابرکت مہینا ہے لہٰذا اس مہینے کو بھی دیگر مہینوں کی طرح بابرکت سمجھنا چاہیے، اس مہینے میں بھی گناہوں سے بچتے ہوئے خوب خوب نیک اعمال کرنے چاہئیں، نفلی روزوں کا اہتمام (Arrangement) کرنا چاہیے، نوافل اور ذکر و درود کی کثرت کرنی چاہیے اور صفرُ المُظَفَّر سے متعلق ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم سے جو اَوراد و وظائف منقول ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ اس کی برکت سے ڈھیروں بھلائیاں نصیب ہوں گی۔ آیئے! ماہِ صفر کے تعلق سے بزرگانِ دین سے منقول نوافل و وظائف وغیرہ کے بارے میں سنتی ہیں، چنانچہ

(1) پہلی رات کے نوافل

ماہِ صفر کی پہلی رات میں نمازِ عشاء کے بعد ہر مسلمان کو چاہیے کہ چار (4) رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون (قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) پندرہ (15) مرتبہ پڑھے، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص (قُلْ

1 . . . تفسیر روح البیان، پ ۱۰، التوبة، تحت الآیة: ۳۷، ۳/ ۴۲۸

ھُوَاللّٰہُ اَحَد) گیارہ (11) مرتبہ پڑھے، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق) پندرہ (15) بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورۂ ناس (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس) پندرہ (15) مرتبہ پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد چند بار اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پڑھے۔ پھر ستّر (70) مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ پاک اس کو بڑا ثواب عطا فرمائے گا اور اسے ہر بَلا سے محفوظ رکھے گا۔[1]

(2) بلاؤں سے حفاظت

جو صفرُ المظفّر کے آخری بدھ کو چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سترہ (17) بار سورۂ کوثر (اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر) اور پانچ (5) پانچ (5) بار سورۂ اخلاص (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد)، سورۂ فلق (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق) اور سورۂ ناس (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس) پڑھے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے: "**یَاشَدِیْدَ الْقُوٰی یَاشَدِیْدَ الْمِحَالِ یَاعَزِیْزُ ذَلَّتْ بِعِزَّتِکَ جَمِیْعَ خَلْقِکَ اَکْفِنِیْ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِکَ یَا مُحْسِنُ یَامُجْمِلُ یَامُفَضِّلُ یَامُنْعِمُ یَامُکْرِمُ یَا مَنْ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن**"[2] تو اللہ پاک اسے اگلے سال تک تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔[3]

1 . . . راحت القلوب فارسی، ص ۶۱

2 . . . ترجمہ: اے بڑی قوتوں والے! سخت پکڑ فرمانے والے! اے عزیز! تیری عزت کی قسم! تو اپنی تمام مخلوق پر غالب ہے۔ مجھے اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز کر دے۔ اے احسان فرمانے والے! اے خوبصورتی عطا فرمانے والے! اے فضل فرمانے والے! اے انعام کرنے والے! اے عزت دینے والے! اے شریک سے پاک ذات! تجھے اپنی رحمت کا واسطہ (ہم پر رحم فرما) اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

3 . . . مرقع کلیمی، ص ۱۹۶

بیکس و مجبور کی اے حبیبِ ربّ داوَر! بہرِ خاکِ کربلا ہوں دور آفات و بلا

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۹۶)

(3) رزق میں بَرَکت

جو کوئی ماہِ صفر کے آخری بدھ کو سورۂ اَلَمْ نَشْرَح، سورۂ وَالتِّیْن، سورۂ نصر (اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْح) اور سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَاللهُ اَحَد) اَسّی اَسّی بار پڑھے اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے اِنْ شَآءَ الله وہ غنی ہو جائے گا۔[1] جواہرِ خمسہ میں ہے: اس کی عمر دراز کر دی جائے گی۔[2]

(4) دُعائے مغفِرت کروایئے

امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللهُ عَنْه نے فرمایا: حج کرنے والا مغفرت یافتہ ہے اور حاجی ذُوالحجۃُ الحرام، محرّمُ الحرام، **صفرُ المظفّر** اور ربیعُ الاوّل کے 20 دنوں میں جس کے لئے استغفار کرے اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔[3]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

ایامِ بِیض کے روزوں کے فضائل

پیاری پیاری اسلامی بہنو! روزہ رکھنے کے بے شمار دِینی اور دُنیوی فوائد ہیں۔ لہٰذا تمام مہینوں کی طرح ماہِ صفر میں بھی ایامِ بِیض (یعنی چاند کی 13، 14 اور

1 . . . لطائفِ اشرفی، ۲/ ۲۳۱

2 . . . جواہرِ خمسہ، ص ۲۰

3 . . . احیاء العلوم، کتاب اسرار الحج، الباب الاول . . . الخ، الفصل الاول . . . الخ، ۱/ ۳۲۳

15) تاریخوں کے روزے رکھنے کی کوشش کریں کیونکہ سفر ہو یا حضر ہمیشہ نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم ہر مہینے ان تین دنوں کے روزے نہ صرف خود رکھتے بلکہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡھُم کو بھی اس کی ترغیب دلاتے رہے۔ آیئے! ہر ماہ تین دن روزے رکھنے کی فضیلت پر تین احادیثِ مبارکہ پڑھئے اور عمل کا جذبہ بیدار کیجئے، چنانچہ

(1) حضرت عثمان بن ابو العاص رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ فرماتے ہیں: میں نے نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا، جس طرح تم میں سے کسی کے پاس لڑائی میں بچاؤ کیلئے ڈھال ہوتی ہے اسی طرح روزہ دوزخ سے تمہاری ڈھال ہے اور ہر ماہ تین دن روزے رکھنا بہترین روزے ہیں۔[1]

(2) حضرت جریر رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ سے روایت ہے نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہر مہینے میں تین دن یعنی تیرہویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے ساری زندگی کے روزوں کے برابر ہیں۔[2]

(3) نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے سینے کی خرابی کو دُور کرتے ہیں۔[3]

نماز و روزہ وحج و زکوٰۃ کی توفیق عطا ہو اُمّتِ محبوب کو سدا یارب

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۸۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... ابن خزیمہ، جماع ابواب صوم التطوع، باب ذکر الدلیل ... الخ، ۳/۳۰۱، حدیث: ۲۱۲۵

2 ... نسائی، کتاب الصیام، باب کیف یصوم ثلاثۃ ایام ... الخ، ص۳۹۶، حدیث: ۲۴۱۷

3 ... مسند امام احمد، احادیث رجال من اصحاب النبی، ۹/۳۶، حدیث: ۲۳۱۳۲

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِخْتِتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بَیان کرنے کی سَعادَت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1]

تو انگریزی فیشن سے ہر دم بچا کر مجھے سُنّتوں پر چلا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۰۱)

پڑوسی کے بارے میں نکات

آیئے! امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"قیامت کا امتحان"** سے پڑوسی کے چند نکات سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ پہلے دو فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) فرمایا: اللہ پاک کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کا خیر خواہ ہو۔[2] (2) فرمایا: جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ پاک کو ایذا دی۔[3] ☆ "نُزہۃُ القاری" میں ہے: پڑوسی کون ہے اس کو ہر شخص اپنے عُرف اور معاملے سے سمجھتا ہے۔[4] ☆ امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پڑوسی (اسلامی بہن) کے حُقُوق میں سے یہ بھی ہے کہ

---

1 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۱/ ۵۵ ، حدیث: ۱۷۵

2 . . . ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حق الجوار، ۳/ ۳۷۹، حدیث: ۱۹۵۱

3 . . . الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترھیب من اذی . . . الخ، ۳/ ۲۸۶، حدیث: ۳۹۰۷

4 . . . نزہۃ القاری، ۵/ ۵۶۸

اُسے سلام کرنے میں پہل کرے۔☆اُس سے طویل گفتگو نہ کرے ،☆اُس کے حالات کے بارے میں زیادہ پُوچھ گُچھ نہ کرے۔☆وہ بیمار ہو تو اُس کی مزاج پُرسی کرے، ☆ مصیبت کے وَقت اُس کی غم خواری کرے اور اُس کا ساتھ دے۔ ☆خوشی کے موقع پر اُسے مبارک باد دے اور اُس کے ساتھ خوشی میں شرکت ظاہِر کرے۔☆اُس کی لغزِشوں سے در گزر کرے ،☆ چھت سے اس کے گھر میں نہ جھانکے،☆ اُس کے گھر کا راستہ تنگ نہ کرے۔☆اُس کے عیبوں پر پردہ ڈالے، ☆اگر وہ کسی حادِثے یا تکلیف کا شکار ہو تو فوری طور پر اُس کی مدد کرے۔☆ اُسے جن دینی یا دُنیوی اُمور کا علم نہ ہو اِن کے بارے میں اُس کی رَہنمائی کرے۔[1]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

1 . . . احیاء العلوم، کتاب آداب الالفۃ . . . الخ، باب فی حق المسلم والرحم . . . الخ، ۲/۲۶۷ ملخصا

بیان:7 ہر مُبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُود شریف کی فضیلت

حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ کریم کے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، تین شخص اللہ پاک کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ (1) وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے (2) میری سُنّت کو زِندہ کرنے والا (3) مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔[(1)]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نِیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[(2)]

مَدَنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

---

1 ۔۔۔ البدور السافرۃ للسیوطی، ص ۱۳۱، حدیث: ۳۶۶

2 ۔۔۔ معجم کبیر، سھل بن سعد الساعدی، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دنیا آخرت کی کھیتی ہے، ہم اس دنیا میں جو بوئیں گی وہی آخرت میں کاٹیں گی، کیونکہ قیامت کا دن نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں ملنے کا دن ہے مگر افسوس! یہ سب جاننے کے باوجود ہم عبادتِ خداوندی سے دور اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی سے بے پرواہو کر جھوٹ، غیبت، چغلی، دھوکا دہی، دنیا کی محبت میں بدمست اور آخرت کی تیاری سے غافل (Neglectful) ہیں اور اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے، ویسے تو انسان کی اصلاح میں بہت سی چیزیں رکاوٹ

ہیں، لیکن آج کے بیان میں تین (3) اہم وجوہات **(1) لمبی امیدیں (2) خود اِحتسابی (محاسبۂ نفس) کا نہ ہونا اور (3) بُری صحبت** کے متعلق مدنی پھول اور آخر میں اپنی اصلاح کا طریقہ اور اصلاحِ اُمّت میں دعوتِ اسلامی کے کردار کے بارے میں بھی سُنیں گی، اے کاش کہ ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ سننا نصیب ہو جائے۔ آیئے! سب سے پہلے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

لمبی امید کے خاتمے کا انعام

بَصرہ کے ایک بادشاہ نے بادشاہت کو خَیرباد کہہ کر زُہد و تقویٰ کی راہ اِختیار کی، لیکن دوبارہ سلطنت و حکومت کی طرف مائل ہوا اور عیش و عشرت میں باقی زِندگی بسر کرنے کی ٹھان لی۔ اس نے ایک شاندار محل بنوایا، جس میں اَعلیٰ قسم کے قالین بچھوائے اور ہر طرح کے سازو سامان سے اس عظیمُ الشّان محل کو آراستہ کرایا اور ایک کمرہ مہمانوں کیلئے خاص کر دیا، وہاں عُمدہ بستر بچھائے جاتے، وہاں طرح طرح کے کھانے چُنے جاتے۔ وہ بادشاہ لوگوں کو بُلاتا، عظیمُ الشّان محل اور بادشاہ کی شان و شوکت دیکھ کر لوگ خُوب تعریف کرتے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا، بادشاہ دُنیا کی رنگینیوں میں گم ہو چکا تھا، اس کے اس عظیمُ الشّان محل میں ہر طرح کے گانے باجے اور عیش و عشرت کا سامان تھا۔ وہ ہر وَقت دُنیوی لذتوں میں مگن رہتا۔ ان مَشاغل نے اسے طُولِ اَمَل یعنی لمبی اُمید کے تباہ کُن باطنی مرض میں مُبتلا کر دیا۔ ایک دن اس نے اپنے خاص وزیروں، مُشیروں اور عزیزوں کو بُلا کر کہا: تم اس عظیمُ الشّان محل میں میری خُوشیوں کو دیکھ رہے ہو، دیکھو! میں یہاں کتنا پُر سکون ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے تمام بیٹوں کیلئے بھی ایسے ہی عظیمُ

الشّان محلّات بنواؤں، تم لوگ چند دن میرے پاس رُکو، خوب عیش کرو اور مزید محلّات بنانے کے بارے میں مُفید مشورے دو تاکہ میں اپنے بیٹوں کے لئے بہترین محلّات بنانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ لوگ اس کے پاس رہنے لگے۔ ایک رات بادشاہ سمیت تمام لوگ لَہْو ولَعِب میں مشغول تھے کہ محل کی کسی جانب سے ایک غیبی آواز نے سب کو چونکا دیا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ”اے اپنی موت کو بُھول کر عمارت بنانے والے! لمبی لمبی اُمیدیں چھوڑ دے، کیونکہ موت لکھی جاچکی ہے۔ لوگ خواہ خُود ہنسیں یا دوسروں کو ہنسائیں، بہر حال موت ان کیلئے لکھی جاچکی ہے اور بہت زِیادہ اُمید رکھنے والے کے سامنے تیار کھڑی ہے۔ ایسے مکانات ہر گز نہ بنا، جن میں تجھے رہنا ہی نہیں، تُو عبادت ورِیاضت اِختیار کر تاکہ تیرے گُناہ مُعاف ہو جائیں۔“

اس غیبی آواز نے بادشاہ اوراس کے تمام ہمراہیوں کو خوف میں مُبتلا کر دیا۔ بادشاہ نے اپنے دوستوں سے کہا: جو غیبی آواز میں نے سُنی کیا تم نے بھی سُنی؟ سب نے کہا: جی ہاں! ہم نے بھی سُنی ہے۔ بادشاہ نے کہا: جو چیز میں محسوس کر رہا ہوں، کیا تم بھی محسوس کر رہے ہو؟ پُوچھا: آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟ اس نے کہا: میں اپنے دل پر کچھ بوجھ سا محسوس کر رہا ہوں، مجھے لگتا ہے کہ یہ میری موت کا پیغام ہے۔ لوگوں نے کہا: ایسی کوئی بات نہیں، آپ کی عمر لمبی اور عزت بُلند ہو، آپ پریشان نہ ہوں۔ اس غیبی آواز نے بادشاہ کے دل سے لمبی لمبی اُمیدوں کا خاتمہ کر دیا، اسے عیش و عشرت کے تمام منصوبے (Plans) حقیر نظر آنے لگے، فکرِ آخرت کا اس پر غلبہ ہوا، اس کے دل سے خواہشات کی آگ بجھ گئی اور وہ گُناہ چھوڑنے کا عزم کرتے ہوئے بارگاہِ خُداوندی میں یُوں عرض

گزار ہوا: ”اے میرے پاک پروردگار! میں تجھے اور یہاں موجود تیرے بندوں کو گواہ بنا کر تیری طرف رُجوع کرتا ہوں، اپنے تمام گُناہوں اور زِیادتیوں پر نادِم ہو کر توبہ کرتا ہوں۔ اے میرے خالق! اگر تُو مجھے دُنیا میں کچھ مُدّت اور باقی رکھنا چاہتا ہے تو مجھے دائمی اِطاعت و فرمانبرداری کی راہ پر چلا دے اور اگر مجھے موت دے کر اپنی طرف بُلانا چاہتا ہے تو مجھ پر کرم کر دے اور اپنے کرم سے میرے گُناہوں کو بخش دے۔“ بادشاہ اسی طرح مصروفِ اِلتجا رہا اور اس کا دَرْد بڑھتا گیا، پھر اس نے ان کلمات کی تکرار شُروع کر دی: اللہ کی قسم! موت، اللہ کی قسم! موت۔ بس یہی کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس کی رُوح پرواز کر گئی۔ [1]

خُدایا بُرے خاتمے سے بچانا پڑھوں کلمہ جب نکلے دم یاالٰہی
گناہوں کی عادت بڑھی جا رہی ہے کرم یا الٰہی کرم یاالٰہی

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۱۰، ۱۱۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پہلا سبب لمبی امیدیں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہماری اصلاح میں سب سے پہلی اور بڑی رکاوٹ **لمبی امیدیں** ہیں، کیونکہ ☆ **لمبی اُمیدیں** انسان کو گناہوں کے گہرے گھڑے میں دھکیل دیتی ہیں۔ ☆ **لمبی امیدیں** خواہشات کا دروازہ کھولتی ہیں۔ ☆ **لمبی اُمیدوں**

1 . . . موسوعۃ ابن ابی الدنیا، قصر الامل، ۳/۳۶۱، رقم: ۲۷۱، عیون الحکایات، الحکایۃ الثالثۃ والسبعون . . . الخ، ص ۴۰۴ ملخصا

کی آفت انسان کو دُنیاو آخرت میں کئی طرح کی مصیبتوں میں مُبتلا کر دیتی ہے، نفس و شیطان اسے توبہ کی اُمید دِلا کر اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ ☆ **لمبی امیدیں** انسان کو دنیاوی لَذَّتوں میں بدمَسْت کر دیتی ہیں۔ ☆ **لمبی اُمیدیں** انسان کو قبر کی وحشتوں سے غافل کر دیتی ہیں۔ ☆ **لمبی امیدیں** انسان کو گناہوں پر دلیر کر دیتی ہیں۔ ☆ **لمبی امیدیں** انسان کی اصلاح میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ ☆ **لمبی امیدیں** انسان کو موت کی تیاری سے بے پروا کر دیتی ہیں۔ ☆ **لمبی امیدوں** میں مبتلا ہو کر انسان طرح طرح کے گناہوں میں مُلوّث ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بیان کردہ واقعہ میں بادشاہ لمبی امیدوں اور دیر تک زندہ رہنے کی آفت میں مبتلا ہو کر پُر رونق محلات کی تعمیرات اور کھیل کُود کے آلات میں مشغول ہوا، دوستوں کی بے فائدہ صحبت اور خادِموں کی خُوشامدانہ خدمت کے نَشے میں قبر کی تنہائی کو بُھول گیا، لیکن جیسے ہی اس کے دل سے لمبی اُمیدیں ختم ہوئیں، غفلت کا اندھیرا دُور ہوا وہ گُناہوں سے بیزار ہو گیا، اس کا دل دُنیا سے اُچاٹ ہوا تو اس نے فوراً بارگاہِ الٰہی میں توبہ کی۔ لمبی اُمیدوں کے مُتعلِّق اللہ کریم پارہ 14 سُوْرَۃُ الْحِجر کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرماتا ہے:

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ (پ۱۴، الحجر:۳)

ترجَمۂ کنز الایمان: انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور بَرتیں اور اُمید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں۔

حضرتِ علامہ مولانا سیّد محمد نعیمُ الدّین مُرادآبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی اُمیدوں میں گرفتار ہونا اور لذّاتِ دُنیا کی

طلب میں غرق ہو جانا، ایماندار کی شان نہیں۔ حضرت **علی مُرتَضٰی** رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے فرمایا:
لمبی اُمیدیں آخرت کو بُھلاتی ہیں اور خواہشات کا اِتّباع، حق سے روکتا ہے۔[1]

آیئے! لمبی امید کسے کہتے ہیں، لمبی امیدوں سے کیا مراد ہے سنتی ہیں: چنانچہ

لمبی اُمید سے کیا مراد ہے؟

جن چیزوں کا حاصل کرنا بہت مُشکل ہو، ان کو حاصل کرنے کے لیے لمبی اُمیدیں باندھ کر زِندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرنا، طُولِ اَمل یعنی **لمبی اُمید** کہلاتا ہے۔[2]

یاد رکھئے! لمبی امید شیطان کا ایک ہتھیار ہے تفسیرِ صراط الجنان میں ہے کہ (شیطان مردود) لمبے عرصے تک زندہ رہنے کی سوچ انسان کے دل، دماغ میں بٹھا کر موت سے غافل رکھتا ہے، حتّٰی کہ اسی آس امید پر جیتے جیتے اچانک وہ وقت آجاتا ہے کہ موت اپنے دردناک شکنجے میں کس لیتی ہے پھر **اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت**، ناچار اپنے کئے اعمال کے انجام سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔[3]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! فی زمانہ لوگوں کی اکثریت موت کو بھول کر دنیا کی لمبی امیدوں میں کھوئی ہوئی ہے جس کی وجہ سے کہیں گانے باجے کے فنکشنز ہیں تو کہیں ڈانس پارٹی کی تقریب، کہیں تکبر و غرور ہے تو کہیں حسد و عناد، کہیں بغض و کینہ ہے تو کہیں ذاتی دشمنی، کہیں نماز کی ادائیگی میں لاپرواہی ہے تو کہیں حقوق العباد (Human

---

1... تفسیر خزائن العرفان، پ۱۴، الحجر، تحت الآیۃ: ۳

2... فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۱/۲۷۷، تحت الحدیث: ۲۹۴

3... تفسیر صراط الجنان، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۱۱۹، ۲/۳۱۱ ملخصا

Rights) کی پامالی، الغرض موت سے غفلت، لمبی اُمیدیں اور دنیا کی محبت ہمیں بدلنے نہیں دیتی، ہمیں اپنی اصلاح نہیں کرنے دیتی، ہمارے دل میں خوفِ خدا پیدا نہیں ہونے دیتی، کیونکہ لمبی اُمیدیں گُناہوں کی جڑ اور انسان کی تباہی و بربادی کا ایک سبب ہے۔

چُنانچہ نبیِ اکرم، نُورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: **اَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ** یعنی اس اُمَّت کا پہلا فساد بخل اور لمبی اُمید ہے۔[1]

حکیمُ الامت، مُفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یعنی مُسلمان کا پہلا گُناہ، جو دُوسرے گُناہوں کی جڑ ہے وہ یہ دو (2) چیزیں ہیں: (۱) بخل جڑ ہے خُون ریزی و فَساد کی (۲) لمبی اُمیدیں جڑ ہیں، غَفلت و گُناہوں کی۔ انسان بڑھاپے میں بھی یہ سوچتا ہے کہ ابھی عُمر بہت ہے، نیکیاں آئندہ کرلیں گے، اسی خیال میں رہتے ہیں کہ موت آجاتی ہے۔[2]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! واقعی یہ حقیقت ہے کہ نفس وشیطان ہمیں اس طرح دھوکے میں ڈالتے ہیں ابھی تم جوان ہو بڑھاپے میں توبہ کرلینا، ابھی بڑی عمر پڑی ہے، ابھی کھیلنے کودنے کے دن ہیں، ابھی عمدہ عمدہ ریسٹورنٹ پر کھانے کے دن ہیں، بعد میں توبہ کرلینا، یا بڑھاپے میں خوب نیکیاں کرلینا، یہ جملے ہمیں اپنے آپ کو بدلنے اور اپنی اصلاح کرنے نہیں دیتے، حالانکہ اگر ہم غور کریں تو ہمیں ایسی کئی نوجوان اسلامی بہنیں نظر آئیں گے، جن کی جوانیاں بھی اسی طرح کے خیالات میں گزر رہی تھیں

---

1 . . . مشکاۃ المصابیح، باب الامل والحرص، الفصل الثالث، ۲/۲۶۰، حدیث: ۵۲۸۱

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۷/۹۴

مگر زندگی نے ان کے ساتھ وفا نہیں کی، وہ اچانک موت کی شکار ہو گئیں، موت نے انہیں اس ہستی بستی دنیا سے اٹھا کر اندھیری قبر میں پہنچا دیا۔

یاد رکھئے! طویل عمر (Long life) پانے کی لمبی امید نمازیں قضا کرواتی ہے، زکوۃ اور فرض حج کی اَدائیگی میں تاخیر کرواتی ہے، ہمیشہ آسائش بھری زِندگی پانے کی لمبی اُمید دُکھ، تکلیف اور مَشقَّت میں مُبتلا کر دیتی ہے، لمبی اُمیدیں انسان کے دل میں مال و دولت کی ہَوس پیدا کرتی ہیں، لمبی اُمیدیں ہی بُلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنے پر اُبھارتی ہیں، لمبی اُمیدیں ہی انسان کے دل سے بروزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں اپنے ہر عمل کا جواب دینے کا ڈر اور بُرے خاتمے کا خوف نکال دیتی ہیں، انسان لمبی اُمیدوں میں پڑ کر ہی مُسلمانوں سے بُغض و عَداوت (دشمنی) رکھتا ہے، توبہ کرنے کی اُمید پر غیبت، چُغلی، حسد، تکبر جیسے باطنی گُناہوں میں جا پڑتا ہے اور شیطان اس کے دل پر حکومت کرتا ہے۔[1] لمبی اُمیدوں کی وجہ سے نیکیاں کرنا دُشوار ہو جاتا ہے، جیسا کہ

نیکی کی راہ میں رکاوٹ

حضرت امامِ غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: لمبی اُمیدیں نیکی وطاعت کی راہ میں رُکاوٹ ہیں، ہر فتنے اور شر کا باعث ہیں، لمبی اُمیدوں میں مُبتلا ہو جانا، ایک مرض ہے جو لوگوں کو اور بہت سے اَمراض میں مُبتلا کرتا ہے۔[2]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! لمبی اُمیدیں غافل اور سُست بنا دیتی ہیں،

1 . . . موسوعۃ ابن ابی الدنیا، قصر الامل، ۳۲۸/۳، رقم: ۱۰۳

2 . . . منہاج العابدین، ص ۱۱۸ ملخصا

جس کی وجہ سے نیکی کرنے سے قبل ہی دل میں یہ خیال جَم جاتا ہے کہ "ابھی تھوڑی دیر بعد کرلوں گی"، "ابھی کافی وَقْت ہے"، "عبادت کا موقع فوت نہیں ہونے دُوں گی" یُوں سُستی کرکے ہم نیکی کا موقع ضائع کردیتی ہیں لمبی اُمیدیں انسان کو بدعملی کا شکار کردیتی ہیں، جیساکہ حضرت داؤد طائی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جو اللہ پاک کی وعید سے ڈرتا ہے، وہ دُور کو بھی نزدیک خیال کرتا ہے اور جو لمبی اُمیدوں میں مُبتلا ہوجاتا ہے وہ بداَعْمالی کا شکار ہوجاتا ہے۔[1] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ لمبی امیدوں سے چھٹکارا پانے کے لئے لمبی امیدوں کے نقصانات اور موت کو یاد کرنے کے فضائل پر نظر رکھیں تو اس کی برکت سے ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوجائیں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

دوسرا سبب خود احتسابی کا نہ ہونا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اپنی اصلاح میں رکاوٹ بننے والی چیزوں کے متعلق بیان سن رہی تھیں، ہماری اصلاح میں رکاوٹ اور ہمارے نہ بدلنے کی دوسری اہم ترین وجہ خود احتسابی (Self accountability) کا نہ ہونا بھی ہے، کیونکہ ہم اپنے اعمال کا احتساب نہیں کرتی، یاد رکھئے! خود احتسابی کا نہ ہونا اپنی آخرت سے غافل کردیتا ہے، خود احتسابی کا نہ ہونا نیک اعمال سے دور کردیتا ہے، جو اسلامی بہنیں اپنا محاسبہ کرتی ہیں وہ نیکیوں کی حریص بن جاتی ہیں اور گناہوں سے ہر دم بچنے کی کوشش کرتی ہیں، موت کا تصور

1 . . . منہاج العابدین، ص ۸۱

ہر دم ان کی آنکھوں میں رہتا ہے اور خوفِ خُدا ان کے دل میں رچ بس جاتا ہے، اسی وجہ سے ہمارے بزرگانِ دین روزانہ اپنا محاسبہ کرتے اور خوفِ خُدا سے لرزتے رہتے تھے، چنانچہ

محاسبۂ نفس کرنے والا خوش نصیب

دعوتِ اسلامی کے اِشَاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"حکایتیں اور نصیحتیں"** کے صفحہ 52 پر ہے: حضرتِ ابو بکر کَتَّانِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص بُرائیوں اور خطاؤں پر اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی زندگی کے سالوں کا حساب لگایا تو ساٹھ (60) سال بنے، پھر دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار پانچ سو (21500) دن بنے تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا: ہائے افسوس! اگر روزانہ ایک گناہ بھی کیا ہو تو اپنے ربِّ کریم کے حضور اِکیس ہزار پانچ سو (21500) گناہ لے کر حاضر ہوں گا تو ان گناہوں کا کیا حال ہو گا جن کا شمار ہی نہیں؟ ہائے افسوس! میں نے اپنی دنیا آباد کی اور آخرت برباد کی اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کرتا رہا، میں دنیا میں تو آبادی سے بربادی کی طرف منتقل ہونا پسند نہیں کرتا تو بروزِ قیامت بغیر ثواب و عمل کے حساب و کتاب کیسے دوں گا؟ اور عذاب کا سامنا کیسے کروں گا؟ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر گیا، جب اس کو حرکت دی گئی تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے ہمارے بُزرگانِ دِین کے نزدیک آخرت کے بارے میں غور و فکر کرنے کی اس قدر اہمیّت تھی کہ نیک اعمال کرنے

---

1 . . . حکایتیں اور نصیحتیں، ص ۵۲

کے باجود بھی اپنے نفس کی مخالفت کرتے اور گناہوں سے بچانے کی کوشش کرتے اور بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا خوف دلاتے رہتے، ذرا سوچئے! جب یہ اللہ والے اس قدر اِستقامت کے ساتھ اپنا محاسبہ کرتے اور آخرت کے بارے میں غور و فکر کرتے تھے تو ہم گُناہ گاروں کو اپنے اعمال کے بارے میں غور و فکر کرنے کی کس قدر زیادہ ضرورت ہے۔ آیئے! غور و فکر کی عادت بنانے کے لئے ایک اور واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

شب و روز "غور و فکر"

حضرت رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کا معمول تھا کہ جب رات ہوتی اور سب لوگ سو جاتے تو اپنے آپ سے کہتیں، اے رابعہ (ہو سکتا ہے کہ) یہ تیری زندگی کی آخری رات ہو، ہو سکتا ہے کہ تجھے کل کا سورج دیکھنا نصیب نہ ہو، اٹھ اور اپنے ربِّ کریم کی عبادت کر لے تاکہ کل قیامت میں تجھے ندامت (Regret) کا سامنا نہ کرنا پڑے، ہمت کر، سونا مت، جاگ کر اپنے رب کی عبادت کر یہ کہنے کے بعد آپ اٹھ کھڑی ہوتیں اور صبح تک نوافل ادا کرتی رہتیں۔ جب فجر کی نماز ادا کر لیتیں تو اپنے آپ کو دوبارہ مخاطب کر کے فرماتیں، اے میرے نفس! تمہیں مبارک ہو کہ گزشتہ رات تو نے بڑی مشقت اٹھائی، لیکن یاد رکھ! یہ دن تیری زندگی کا آخری دن ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو جاتیں اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھ کر گھر میں ٹہلنا شروع کر دیتیں اور ساتھ ساتھ خود سے فرماتی جاتیں: رابعہ! یہ بھی کوئی نیند ہے، اس کا کیا لطف؟ اسے چھوڑ دو اور قبر میں مزے سے لمبی مدت کے لئے سوتی رہنا، آج تو تجھے زیادہ نیند نہیں آئی لیکن آنے والی رات میں نیند خوب آئے گی، ہمت کرو اور اپنے ربِّ کریم کو راضی کر لو۔ اس

طرح کرتے کرتے آپ نے پچاس سال گزار دیئے، آپ نہ تو کبھی بستر پر سوئیں اور نہ ہی کبھی تکیہ پر سر رکھا یہاں تک کہ آپ انتقال کر گئیں۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اگر ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتی ہیں تو ہمیں خود احتسابی (غور وفکر) کی عادت بنانی ہوگی کیونکہ جس طرح دُنیاوی کاروبار سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص اسی وقت کامیاب تاجر بن سکتا ہے، جب وہ اپنے خرچ کیے ہوئے مال سے کئی گُنا زیادہ نفع کمانے میں کامیاب ہو جائے اور اس کا اَصل سرمایہ بھی مَحْفُوظ رہے تو اِس مَقْصَد کے حُصُول کے لئے وہ اپنے کاروبار (Business) کا روزانہ، ماہانہ اور سالانہ حساب کتاب کرتا ہے، پھر اُس پر مختلف پہلوؤں سے غور و فِکْر کرتا ہے، جہاں کسی قسم کی خامی نظر آئے، اُسے دُرُست کرتا ہے اور جو چیز نفع کے حُصُول میں رُکاوٹ نظر آتی ہے اس کو دُور کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے کاروباری مُعاملات کا مُحاسبہ نہ کرے تو اُسے نفع حاصل ہونا تو دور، اُلٹا نُقْصان کا سامنا بھی ہو سکتا ہے اور اگر اس نُقْصان کے بعد بھی وہ غفلت کی گہری نیند سے بیدار نہ ہو تو ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اُس کا اَصل سرمایہ بھی باقی نہیں رہتا اور وہ کوڑی کوڑی کا مُحتاج ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جو **"آخرت"** میں نفع کمانے کی آرزُو مَنْد ہو، اُسے بھی چاہئے کہ اپنے کئے گئے اَعْمال پر غور کرے، جو اَعْمال اُس کو نفع دِلوانے میں مُعاون ثابت ہوں، اُن کو مزید بہتر کرے اور جو کام اِس نفع کے حُصُول میں رُکاوٹ بن رہے ہوں، اُنہیں چھوڑ دے، جو اس طرح

---

1 ... حکایات الصالحین، ص ٣٩

اپنا اِحتِساب جاری رکھے گی۔وہ اللہ کریم کی توفیق سے کامیابی سے ہمکِنار ہو گی اور بطورِ نفع اُسے جنّت میں داخلہ نصیب ہو گا،یہی وجہ تھی حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روزانہ اپنا محاسبہ کرتے تھے، چنانچہ

فاروقِ اعظم کا محاسبۂ نفس

حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اپنا محاسبہ فرمایا کرتے) رات کے وقت اپنے پاؤں پر دُرَّہ (کوڑا) مار کر فرماتے: بتا! آج تُو نے **"کیا عمل"** کیا؟[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں محاسبۂ نفس اور خود احتسابی کرنے کو **"غور و فکر کرنا"** کہتے ہیں۔ اَمیرِ اہلسنّت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہمارے سچے اور حقیقی خیر خواہ ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ہمیں ایک عظیم الشّان نسخہ بنام **"نیک بننے کے طریقے کی بُک لیٹ"** عطا فرمائی ہے اس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی اصلاح کا عظیم جذبہ پا سکتی ہیں۔ یہ نیک بننے کے طریقے ہمارے اَسلاف کی یاد تازہ کرتے ہیں، تنہائی میں نیک بننے کے طریقوں کی بک لیٹ کھول کر اس میں درج شدہ سُوالات کے جوابات میں خود ہی **"ہاں"** یا **"نا"** کے ذریعے اپنی کارکردگی یا کوتاہی کا جائزہ لے سکتی ہیں۔ گویا یہ نیک بننے کے طریقے ہمیں روزانہ اپنی ہی لگائی ہوئی خودِ احتسابی کی عدالت میں حاضر کر کے اپنے ہی ضمیر سے فیصلہ کروانے اور اپنی اصلاح کا سامان مہیا کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ نیک بننے کے یہ طریقے جنت میں لے جانے والے اور جہنم سے بچانے والے اعمال کا مجموعہ ہیں۔ بُزرگانِ دین بھی

1... احیاء العلوم، ۵/ ۳۵۸ ملخصاً

خود اِحتسابی کرتے اور بلندیِ درجات کا اہتمام فرماتے۔[1]

تیسرا سبب بُری صحبت

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یاد رکھئے! **مشہور کہاوت ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔** فی زمانہ ہمارے معاشرے میں گناہوں کے بڑھنے، اپنی اصلاح کی فکر نہ ہونے اور نیکیوں میں دل نہ لگنے اور موت سے غافل ہونے کی ایک وجہ بُری صحبت بھی ہے، کیونکہ جب ہماری دوستی (Friendship) ایسیوں کے ساتھ ہوگی، جنہیں نہ اپنی آخرت کی کوئی فکر ہے اور نہ دوسروں کی تو ان کی صحبت میں رہ کر ہمیں بھی وہ رنگ چڑھے گا اور یوں ہم اپنی اصلاح سے غافل ہو کر اپنے قیمتی لمحات کو فضولیات میں گزاریں گی۔

یاد رکھئے! بُری صحبت انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی، بُروں کی صحبت میں بیٹھنا گویا آفتوں، بلاؤں اور مصیبتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ یہی بُری صحبت انسان کو والدین کی نافرمانی کرنے، گھر والوں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے، اپنے فائدے کے لئے دوسروں کو تکلیف دینے جیسے برے کاموں کی طرف مائل کرتی ہے بُری صحبت کیسے کیسے گُل کھلاتی ہے، اس کے بارے میں ایک دردناک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

بُری صحبت کا انجام

امیرِ اہلِ سُنّت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز کتاب **"نیکی کی دعوت"** کے صفحہ نمبر 290 پر فرماتے ہیں: پنجاب (پاکستان)

1 . . . جنت کی تیاری، ۴۰

کے ایک محلّے میں ایک عجیب وغریب بدبُو محسوس ہونے لگی، عَلاقے والوں کی خوب جُستجو کے بعد کہیں جاکر بدبُو کا سُراغ مِلا، وہ بدبُو ایک بند گھر سے آرہی تھی۔ چُنانچِہ پولیس کو اطّلاع دی گئی۔ جب پولیس والے لوگوں کی موجودگی میں تالا توڑ کر گھر کے اندر داخِل ہوئے تو یہ دیکھ کر سب کے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ وہاں چارپائی پر ایک جوان آدمی کی لاش پڑی تھی اور اس کے بعض حصّے گل سَڑ چکے تھے اور ان میں کیڑے رِینگ رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر بچّوں سمیت کئی افراد بے ہوش ہوگئے۔ تحقیق کرنے پر پتا چلا کہ یہ نوجوان محنت مزدوری کرنے کے لئے اِس عَلاقے میں آیا تھا، کرائے کے مکان میں رِہائش پذیر تھا اور بعض جُواریوں سے اس کی دوستی تھی۔ ایک دن یہ نوجوان اپنے دوستوں سے جُوے میں بہُت ساری رقم جیت گیا، ہارے ہوئے جواری دوستوں نے ہاری ہوئی رقم لُوٹنے کے لئے اس کے گلے میں پھندا کَسا اور بجلی کے کرنٹ لگا لگا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا، پھر اسے بے گور و کفن چھوڑ کر تالا لگا کر فرار ہوگئے۔ [1]

اچھی صحبت کی برکتیں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے کہ بُری صحبت دنیا و آخرت کیلئے کس قدر نقصان دہ ہوتی ہے۔ بری صحبت جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا سبب بنتی ہے، بری صحبت ذلت و رسوائی کا سبب بنتی ہے، بری صحبت عبرتناک موت کا سبب بنتی ہے، لٰہذا عافیت اسی میں ہے کہ ہم بری صحبت چھوڑ کر دیندار اور نیک اسلامی بہنوں کی صحبت (Company) اختیار کریں، کیونکہ اَلصُّحْبَۃُ مُؤَثِّرَۃٌ یعنی صحبت اپنا اثر (Effect) رکھتی

---

1 . . . نیکی کی دعوت، ص ۲۹۰

ہے۔ جس خوش نصیب اسلامی بہن کو اچھی صحبت نصیب ہو جائے تو اس کے تو وارے نیارے ہو جاتے ہیں، کیونکہ ☆ **اچھی صحبت** کی برکت سے اچھی عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ☆ **اچھی صحبت** سے نیکیوں میں آسانی نصیب ہوتی ہے۔ ☆ **اچھی صحبت** فکرِ آخرت کا سبب بنتی ہے۔ ☆ **اچھی صحبت** دل میں خوفِ خدا پیدا کرتی ہے۔ ☆ **اچھی صحبت** بُری عادتوں سے بچاتی ہے۔ ☆ **اچھی صحبت** سنتوں پر عمل کا جذبہ بیدار کرتی ہے۔ ☆ **اچھی صحبت** مُعاشرے میں عزت کا سبب بنتی ہے۔ ☆ **اچھی صحبت** دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضامن بنتی ہے۔

یاد رکھئے! **اچھی صحبت** اپنانے میں فائدہ ہی فائدہ ہے جبکہ بری صحبت اختیار کرنے میں دِین و دنیا کا سراسر نُقصان ہی نُقصان ہے کہ بُری صحبت انسان کے ایمان تک کو برباد کر ڈالتی ہے، چنانچہ

سانپ سے بھی خطرناک

مولانا جلالُ الدّین رُومی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تک ممکن ہو بُرے یار (دوست) سے دُور رہو، کیونکہ بُرا ساتھی بُرے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے، اس لئے کہ خطرناک سانپ تو صرف جان یعنی جسم کو تکلیف یا نقصان پہنچاتا ہے جبکہ بُرا ساتھی جان اور ایمان دونوں کو برباد کر دیتا ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! افسوس صد افسوس! فی زمانہ ہم جان لیوا، خوفناک، زہریلے جانوروں، کیڑے مکوڑوں اور وحشت ناک چیزوں سے تو ڈرتی ہیں اور

1 . . . گلدستۂ مثنوی، ص ۹۴

ان سے بچنے کی کوشش کرتی ہیں، **مگر** ہلاکت وبربادی سے بھرپور بُری صحبتوں سے پیچھا چُھڑانے کیلئے بالکل بھی کوشش نہیں کرتیں آہ! بری صحبت کی نحوست ایسی چھائی ہے کہ عبادت میں دل نہیں لگتا۔ ربِّ کریم ہمیں نیک اور دیندار اسلامی بہنوں کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اصلاحِ اُمّت اور دعوتِ اسلامی کا کردار

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ہمیں اچھی صحبت فراہم کرتا ہے، اس لئے خود بھی اس مدنی ماحول سے وابستہ رہیے اور دوسری اسلامی بہنوں کو بھی اس مدنی ماحول سے وابستہ کیجئے،

امیرِ اہلِ سُنّت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے لوگوں کی اصلاح کی جانب خصوصی توجہ دیتے ہوئے دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی اور آپ نے نیکی کی دعوت عام کرنے اور مُعاشرے کی اِصلاح کے لئے مسلمانوں کو یہ مدنی مقصد اپنانے کی ترغیب دلائی کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** آپ نے دعوتِ اسلامی کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ **نیکی کی دعوت** عام کرنے کا جذبہ، **مدنی کاموں کی دُھن** رکھنے والے، اپنی **جان ومال** کی قُربانی دینے والے مبلغین کو اپنی نگاہِ فیض سے ایسا نوازا کہ اِنہیں مرکزی مجلس شوریٰ کی لڑی میں پرو دیا اور دعوتِ اسلامی کا نظام مرکزی مجلسِ شوریٰ کے تحت کر دیا۔ مُعاشرے کو جس جس میدان میں اِصلاح کی ضرورت پیش آتی گئی، شعبہ جات بنتے چلے گئے۔ اس سلسلے میں ☆ اشاعتِ علم کیلئے عظیمُ الشان دِینی درسگاہیں، جامعاتُ المدینہ (للبنین وللبنات) اور دِینی و دُنیوی

تعلیم سے آراستہ دارُ المدینہ،☆حفظِ قرآن میں مصروف مدرسۃ المدینہ (للبنین و للبنات)، ☆مسجد بھرو تحریک کے ساتھ ساتھ **مسجد بناؤ تحریک** کے لیے **مجلس خدامُ المساجد** کا قِیام،☆اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ جیسا علمی و تحقیقی شعبہ ،☆ مکتبۃُ المدینہ جیسا اہلِ سُنّت کا بہترین اِشاعتی ادارہ،☆ مُعاشرے کے مختلف طبقوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دلچسپ اور معلوماتی مضامین پر مشتمل **ماہنامہ فیضانِ مدینہ**☆لوگوں کے روزمرّہ پیش آنے والے مسائل کے شرعی حل کے لئے دارُ الافتاء اہلسنّت کا قیام سرِفہرست ہے۔ جبکہ میڈیا کے اس دَور میں عالَمِ اسلام کا 100 فیصد گناہوں سے پاک اسلامی چینل "**مدنی چینل**" تو گھر گھر پہنچ کر اِس انداز سے **نیکی کی دعوت** عام کر رہا ہے کہ اس کو ایک سیکنڈ دیکھنے والا بھی اسکی برکتوں سے محروم نہیں رہتا، چاہے وہ بچہ ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، گویا کہ ہر ایک **مدنی چینل** کی برکتوں سے علمِ دِین حاصل کر رہا ہے۔

اگر آپ بھی بُری عادتوں سے پیچھا چُھڑا کر اپنی اصلاح کرنا چاہتی ہیں تو ہاتھوں ہاتھ اس مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو کر عملی طور پر دعوتِ اسلامی والی بن جائیے اور دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی عادت بنالیجئے، اِن مدنی کاموں میں مُستقل مزاجی (Persistence) کے ساتھ شرکت اور دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں اِستقامت کے ساتھ اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب ، حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت مزید پیدا ہو گی، پیارے صحابہ و اولیاء کا مُبارک فیضان جاری و ساری ہو جائے گا، گناہوں سے دِل بیزار ہو گا اور فِکرِ آخرت کے ساتھ سُنّتوں کے مُطابِق زِندگی بَسر کرنے کا بھی ذِہن بنے گا۔اِنْ شَآءَ اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان جنت نشان ہے جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1]

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

کھانا کھانے کی سُنّتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "**سنتیں اور آداب**" سے کھانا کھانے کی سنتیں اور آداب سنتی ہیں۔ ☆ ہر کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ پہنچوں تک دھو لیجئے۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو یہ پسند کرے کہ اللہ پاک اس کے گھر میں برکت زیادہ کرے تو اسے چاہیے کہ جب کھانا حاضر کیا جائے تو وضو کرے اور جب اٹھایا جائے تب بھی وضو کرے۔[2] مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: اس (یعنی کھانے کے وضو) کے معنیٰ ہیں: ہاتھ و منہ کی صفائی کرنا کہ ہاتھ دھونا کلی کرلینا۔[3] ☆ کھانے سے پہلے جوتے اُتار لیجئے۔ ☆ کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیجئے۔ ☆ اگر کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ، پڑھ لیجئے۔ ☆ کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھ

---

1 --- مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

2 --- ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب الوضوء عند الطعام، ۴/۹، حدیث ۳۲۶۰

3 --- مرآۃ المناجیح، ۶/۳۲

لی جائے تو اگر کھانے میں زہر بھی ہو گا تو اِنْ شَآءَ الله اثر نہیں کرے گا: (دعا یہ ہے) بِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ (یعنی اللہ پاک کے نام سے شروع کرتی ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اے ہمیشہ سے زندہ و قائم رہنے والے۔)[1] سیدھے ہاتھ سے کھائیے۔ ☆ اپنے سامنے سے کھائیے۔ ☆ کھانے میں کسی قسم کا عیب نہ لگائیے، مثلاً یہ نہ کہیے کہ مزیدار نہیں، کچا رہ گیا ہے، پھیکا رہ گیا کیونکہ کھانے میں عیب نکالنا مکروہ و خلافِ سنت ہے بلکہ جی چاہے تو کھالیجئے ورنہ ہاتھ روک لیجئے۔ ☆ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سُنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه لکھتے ہیں: کھانے میں عیب نکالنا اپنے گھر پر بھی نہ چاہیے، مکروہ و خلافِ سنت ہے۔ (سرکارِ دو عالم صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی) عادتِ کریمہ یہ تھی کہ پسند آیا تو تناول فرمایا ورنہ نہیں اور پرائے گھر عیب نکالنا تو (اس میں) مسلمانوں کی دل شکنی ہے اور کمالِ حرص و بے مُروتی پر دلیل ہے۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب "**سُنّتیں اور آداب**" امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کے دو رسالے "**101 مدنی پھول**" اور "**163 مدنی پھول**" ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... فردوس الاخبار، ۱/ ۲۷۴، حدیث: ۱۹۵۵

بیان:8 ہر مبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم فرمانِ عالیشان ہے: **اللہ پاک کی خاطر آپس میں محبّت رکھنے والے جب باہم** (یعنی آپس میں) **ملیں اور مُصافحہ کریں** (یعنی ہاتھ ملائیں) اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔[1]

کعبے کے بدرُ الدُّجیٰ تم پہ کروروں دُرُود طیبہ کے شمسُ الضُّحیٰ تم پہ کروروں دُرُود

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچھی اَچھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

---

1 ... مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۹۵/۳، حدیث: ۲۹۵۱

2 ... معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دنیا بظاہر بڑا پُر رونق مقام ہے، لیکن اس کا عیب یہ ہے کہ یہاں کی ہر چیز کی کوئی نہ کوئی انتہا ہے، عنقریب ایک دن ایسا آئے گا کہ جب دنیا کی تمام رنگینیاں ختم ہو جائیں گی، دنیا کی خوبصورتی پر زوال آجائے گا، دنیا اجڑے ہوئے چمن کی طرح ویران ہو جائے گی، بڑے بڑے پہاڑ بکھر جائیں گے اور دُھنی ہوئی روئی کی طرح پرواز کرتے ہوں گے، عالیشان محلّات ٹوٹ پھوٹ جائیں گے، چمکتے ہوئے ستارے اپنی جگہ چھوڑ دیں گے، سورج اور چاند کی روشنی مدھم پڑ جائے گی، زمین، چاند اور

سورج کے گُل ہونے کی وجہ سے تاریک ہو چکی ہو گی، سمندر سُلگائے جائیں گے، زمین ایسے تھر تھرائے گی کہ کبھی نہ تھر تھرائی ہو گی، زمین اپنا بوجھ باہر پھینک دے گی، آسمان پھٹ کر بہہ جائے گا، ایک عجیب سماں ہو گا، حال یہ ہو گا کہ دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی، ایسی تباہی مچے گی کہ اَلْاَمان وَالحفیظ۔ اسی کو قیامت کا دن کہتے ہیں۔ اسی کو حسرت اور پشیمانی کا دن کہتے ہیں، اسی کو حساب کتاب اور سوال جواب کا دن کہتے ہیں، اسی کو زلزلے اور تباہی کا دن کہتے ہیں، اسی کو واقع ہونے اور دل دہلا دینے کا دن کہتے ہیں، اسی کو تھر تھرا دیئے جانے اور اُلٹ دیئے جانے کا دن کہتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں اُس دن کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! قیامت پر ایمان رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قیامت کب آئے گی؟ اس کا حقیقی علم تو اللہ پاک اور اللہ کی عطا سے اس کے حبیب، طبیبوں کے طبیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ہے، لیکن قُرآنِ کریم اور اَحادیثِ مُبارکہ میں قِیامت قائم ہونے کی کئی علامات بیان فرمائی گئی ہیں، ان علامات کا ظاہر ہونا قیامت کے جلد آنے کی نشاندہی کرتا ہے، آج کے بیان میں ہم قِیامت کی علامات کے بارے میں سنیں گی۔ اے کاش کہ ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ سننا نصیب ہو جائے۔

آیئے! سب سے پہلے ایک حدیثِ پاک سنتی ہیں:

جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ مصطفےٰ میں

حضرتِ عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبیِ

کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک بالکل سُفید لباس اور نہایت سیاہ بالوں والا ایک شخص آیا، اس پر نہ کوئی سفر کا اثر تھا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے رسولِ رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ زانوں پر رکھ دیئے اور کہنے لگا: اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے؟ پیارے آقا، مدینے والے مُصْطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِسلام یہ ہے کہ تُو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ پاک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں، اور تُو نماز قائم کرے، زکوۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور طاقت ہو تو کعبۃُ اللہ کا حج کرے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور پھر خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اُس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے؟ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تُو اللہ پاک، اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں، اُس کے رسولوں، آخرت اور تقدیر کے اچھے اور بُرے ہونے پر ایمان لائے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتایئے؟ اُمّت پر مہربان، دوجہاں کے سلطان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تُو اللہ پاک کی عبادت اس طرح کرے گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تُو اسے نہیں دیکھ سکتا تو وہ تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔ پھر اس نے عرض کی: مجھے قیامت کے بارے میں بتایئے؟ فرمایا: جس سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ عرض کی: قیامت

کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ فرمایا: لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم، مُفلس اور بکریاں چَرانے والے بلند و بالا گھروں کی تعمیرات میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہونگے۔ پھر وہ شخص چلا گیا، (حضرتِ عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں) میں کچھ دیر رُکا رہا، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا: اللہ پاک اور اُس کا رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ حضرت جبرائیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

فوائدِ حدیث

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ حدیثِ پاک میں سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے۔ آیئے! اس حدیثِ پاک سے حاصل ہونے والے چند نکات سنتی ہیں:

پہلی بات جو سیکھنے کو ملی وہ یہ ہے کہ حضرتِ جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام نوری فرشتے ہیں، بلکہ تمام نوری فرشتوں کے سردار ہیں، سَیِّدُ المَلائکہ ہیں، مسلم شریف کی حدیثِ پاک ہے کہ رسولِ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ پاک نے فرشتوں کو نُور سے پیدا فرمایا ہے۔[2]

معلوم ہوا حضرتِ جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام بھی نُور سے پیدا کئے گئے ہیں، نُور ہونے کے باوجود حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام بشر بن کر ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مُصطفےٰ

---

1 ... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان ... الخ، ص ۳۳، حدیث: ۹۳

2 ... مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب فی احادیث متفرقۃ، ص ۱۲۲۱، حدیث: ۷۴۹۵

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اس طرح کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی انہیں نہ پہچان سکے، اس سے معلوم ہوا کہ جب حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نوری مخلوق ہونے کے باوجود بشر بن کر اس دنیا میں آئے ہیں تو ہمارے پیارے آقا، دو جہاں کے داتا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی حقیقت میں نُور ہونے کے باوجود بشر بن کر اس دنیا میں تشریف لائے ہیں۔

حضرتِ جابِر بن عبدُ اللہ اَنْصارِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے، میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! میرے ماں باپ حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر قربان! مجھے بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ پاک نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابِر! بے شک بِالیقین، اللہ پاک نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نُور اپنے نُور سے پیدا فرمایا۔[1]

اسی لیے اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مجدّدِ دِین و ملّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا — نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا — ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

(حدائقِ بخشش، ص۲۴۶، ۲۴۵)

مختصر وضاحت: پیارے آقا، دو جہاں کے داتا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درِ اَقدس پر

---

1 ... الجزء المفقود من الجزء الاوّل من المصنف لعبد الرزاق، ص۶۳، حدیث:۱۸، فتاویٰ رضویہ، ۳۰/ ۶۵۸

جس گدا کو بھی دیکھیں وہ نُور کی خیرات سے تھوڑا سا حصہ نہیں بلکہ کثیر حصہ لے جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نورٌ علیٰ نُور آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ ہے یہاں نُور کی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اے دو نُوروں والے پیارے حضرتِ عُثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ! آپ کو بہت بہت مُبارک ہو! کہ آپ نے نُور والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے نُور کی دو چادریں (آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دو صاحبزادیاں اپنے نکاح میں) لینے کا شَرف حاصل کیا ہے۔ یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اور آپ کے خاندان کی عظمت کون بیان کر سکتا ہے؟ آپ خود نورٌ علیٰ نور ہیں، آپ کی نسلِ پاک کا بچہ بچہ نور ہے بلکہ آپ کا سارا گھرانا ہی نور ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بادب بانصیب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دوسری بات جو اُس حدیثِ پاک سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ حضرتِ جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام جب بارگاہِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہوئے تو دو زانو ہو کر ہاتھ ران پر رکھ کر ادب کے ساتھ بیٹھ گئے، اس سے ہمیں بھی یہ درس ملتا ہے جو ہم سے عمر میں بڑی ہیں ہم ان کا ادب اور تعظیم کریں، افسوس! کہ آج کی نسلِ نو اس طرح کے آداب سے بہت دور ہوتی جا رہی ہے، بڑوں سے کیسے بات کی جاتی ہے، بڑوں کے سامنے بیٹھنے اٹھنے میں کن آداب کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے، کون سی بات بڑوں کے سامنے خلافِ ادب ہے، وغیرہ وغیرہ ان باتوں سے آج کی نسلِ نو کافی دُور دکھائی دیتی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچپن ہی سے اس بارے میں اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں اور اپنی اولاد کو بڑوں کا ادب اور تعظیم کرنے والا بنائیں۔ اللہ کریم ہمیں اور

ہماری اولاد کو با ادب و بانصیب بنائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عبادت کیسے کریں؟

تیسری بات جو اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ ہمیں ہر عبادت اس طرح سے کرنی چاہیے کہ وہ ربّ جس کی ہم عبادت کر رہی ہیں ہم اسے دیکھ رہی ہیں اور اگر ایسا تصور نہ بنے تو یہ تصور تو بنانا ہی چاہیے کہ جس کی بارگاہ میں ہم حاضر ہیں وہ پاک پَرْوَرْدْگار ہمیں دیکھ رہا ہے۔ یہی خشوع و خضوع کا حقیقی رنگ ہے اور اس طرح سے کی جانے والی عبادت ظاہر کو بھی سنوار دیتی ہے اور باطن کو بھی جگمگا دیتی ہے۔ اے کاش! ہمیں بھی اپنی عبادتوں میں خشوع و خضوع نصیب ہو جائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

قیامت کب آئے گی؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! چوتھی اہم بات جو اس حدیثِ پاک سے ہمیں معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو معلوم تھا کہ رسولِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ پاک کی عطا سے غیب جانتے ہیں اور یہ بات بھی جانتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سوال کیا کہ مجھے بتائیے کہ قیامت کب آئے گی۔ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہاں حضرت جبرائیلِ امین (عَلَیْہِ السَّلَام) حضور (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے امتحان یا اظہارِ عجز کے لیے تو سوال کر نہیں رہے ہیں، بلکہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قیامت کا علم تو ہے مگر اس کا اظہار نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے دوسرے موقعوں پر قیامت کا دن بھی بتادیا مہینا بھی تاریخ بھی کہ فرمایا جمعہ کو ہوگی، دسویں تاریخ مُحرَّم کے مہینے میں ہوگی۔[1]

قیامت کی نشانیاں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! پانچویں بات جو اس حدیث سے معلوم ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ قیامت تو آئے گی ہی، مگر اس کے آنے سے پہلے کچھ نشانیاں اور علامتیں بھی ہیں جو اس بات کی نشاندہی کریں گی کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس حدیثِ پاک میں غیب جاننے والے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قیامت کی دو نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی، دوسری یہ کہ ننگے پاؤں، برہنہ جسم والے، مفلس اور بکریاں چرانے والے بُلند وبالا گھروں کی تعمیرات میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہوں گے۔ ان کی تفصیل ہم اِنْ شَآءَ اللّٰہ سنتی ہیں، ان علامات کے علاوہ بھی احادیثِ طیّبہ میں قیامت کی کئی اور علامتیں بیان ہوئی ہیں۔ مکتبۃُ المدینہ کی کتاب بہارِ شریعت میں احادیثِ طیّبہ کی روشنی میں قیامت کی کئی علامات ذکر کی گئی ہیں، آیئے! ہم ان میں سے کچھ سنتی ہیں: ☆ علم اُٹھ جائے گا۔ (یعنی علما اُٹھا لیے جائیں گے) ☆ جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ (بامرِ مجبوری) جاہلوں کو مُقْتَدا بنالیں گے۔ ☆ پھر ان سے دینی مسائل پوچھیں گے تو وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے پھر خود بھی گمراہ ہوجائیں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیں گے۔[2] ☆ جہالت کی کثرت ہوگی۔ ☆ بدکاری اور شراب خوری عام

---

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۱/۲۶

2 . . . بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، ۱/۵۴، حدیث: ۱۰۰

ہو گی۔☆مَرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔[1] ☆مال کی کثرت ہو گی۔[2] ☆دِین پر قائم رہنا اتنا دُشوار ہو گا جیسے مُٹھی میں انگارا لینا۔[3] ☆وَقت میں برکت نہ ہو گی، یہاں تک کہ سال مہینے کی طرح اور مہینہ ہفتے کی طرح اور ہفتہ دن کی طرح اور دن ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہو گئی۔[4] ☆زکوٰۃ دینا (لوگوں پر ایسا مشکل ہو گا کہ اس کو) تاوان سمجھیں گے۔[5] ☆علم دین پڑھیں گے مگر دِین کیلئے نہیں۔☆مَرد اپنی عورت کا فرمانبردار ہو گا۔☆ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔☆اپنے احباب سے میل جول رکھے گا اور باپ سے جدائی۔☆مسجد میں لوگ چِلّائیں گے۔☆گانے باجے کی کثرت ہو گی۔☆اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے، ان کو بُرا کہیں گے۔[6] ☆ذَلیل لوگ جن کو تَن کا کپڑا، پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں، بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔[7]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ابھی ہم نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں سنا، قیامت کی کچھ نشانیاں ایسی ہیں جو پوری ہوں گی جبکہ کچھ نشانیاں ایسی بھی ہیں جو پوری ہو چکی ہیں۔

1...بخاری، کتاب النکاح، باب یقل الرجال ویکثر النساء، ۳/۴۷۲، حدیث: ۵۲۳۱

2...مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ...الخ، ص ۳۹۲، حدیث: ۲۳۳۹ ملتقطا

3...ترمذی، کتاب الفتن، باب ۷۳، ۴/۱۱۵، حدیث: ۲۲۶۷

4...ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی تقارب الزمن...الخ، ۴/۱۴۸، حدیث: ۲۳۳۹ ملتقطا

5...ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء في علامة...الخ، ۴/۸۹، حدیث: ۲۲۱۷

6...ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی علامة...الخ، ۴/۹۰، حدیث: ۲۲۱۸

7...مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان...الخ، ص ۳۳، حدیث: ۹۳ ملتقطا

(1)نشانی چاند کا پھٹ جانا

ایک نشانی جو پوری ہو چکی ہے اسے قُرآنِ پاک میں بھی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، چنانچہ پارہ 27 سورۃُ الْقَمَر کی پہلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① ترجَمۂ کنزُالایمان: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔ (پ۲۷، القمر: ۱)

تفسیرِ صراطُ الجنان جلد 9 صفحہ 586 میں اس آیتِ کریمہ کے تحت ہے کہ قیامت کے نزدیک ہونے کی نشانی ظاہر ہوگئی کہ نبیِ کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزہ سے چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا۔ چاند کا دو ٹکڑے ہونا جس کا اس آیت میں بیان ہے، یہ نبیِ کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روشن معجزات میں سے ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ چاند کا پھٹ جانا یہ قیامت کی علامت تھی، جبکہ غیر مسلموں کے تقاضے پر تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بطورِ معجزہ چاند کو پھاڑ کر اس کے دو ٹکڑے فرما دیئے تھے۔

(2)لونڈی اپنے مالک کو جنے گی

بیان کے شروع میں حدیثِ جبریل میں رسولِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیان فرمایا تھا کہ **لونڈی مالک کو جنے گی**۔ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے عُلمائے کرام نے اس فرمانِ مصطفٰے کی مختلف وضاحتیں بیان کی ہیں۔ ہمارے

---

1 ... تفسیر خازن، پ۲۷، القمر، تحت الآیۃ: ۱، ۴/۲۱۶

معاشرے کے ماحول کے مطابق جو وضاحت ہے وہ یہ ہے کہ لوگ اپنی حقیقی ماں کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک کریں گے، ماں کو لونڈیوں کی طرح رکھیں گے، ماں کی نافرمانی و حق تلفی کریں گے، ماں کو تکلیف پہنچائیں گے اور حال یہ ہو جائے گا کہ اولاد اپنی ماں کے ساتھ آقا کی طرح برتاؤ کرے گی۔[1]

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس فرمانِ عالی کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **(لونڈی مالک کو جنے گی)** یعنی اولاد نافرمان ہو گی، بیٹا ماں سے ایسا سلوک کرے گا جیسے کوئی لونڈی سے (سلوک کرتا ہے) تو (اب مطلب یہی ہوا کہ) گویا ماں اپنے مالک کو جنے گی۔[2]

معاشرے کی حالتِ زار

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج اگر ہم اپنے اِردگرد نظر دوڑائیں تو یہ حقیقت منہ چڑاتی نظر آئے گی کہ ہمارے معاشرے میں ایک تعداد ہے جو والدین بالخصوص ماں کے ساتھ بہت بُرا سلوک کرتی ہے۔ آج ایک تعداد ہے کہ باپ کو دیکھتے ہی جن کا دَم نکل جاتا ہے مگر ماں پر شیر کی طرح دھاڑتی نظر آتی ہے، باپ کے سامنے تو تیز سانس بھی نہیں لے پاتی جبکہ ماں کے سامنے غرّاتی نظر آتی ہے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ باپ کے سامنے بھی دھاڑنا اور چلانا شروع کر دیا جائے بلکہ دونوں کے سامنے ادب اور تعظیم کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

1... مقالات شارح بخاری، ۱/۱۵۶ ملخصا

2... مرآۃ المناجیح، ۱/۲۶

ماں قُدرت کا انمول تحفہ

کیونکہ **"ماں"** تو قدرت کا انمول تحفہ ہے۔ **"ماں"** کا مقام قرآن و حدیث میں بیان ہوا ہے، **"ماں"** کا فرمانبردار اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول، رَسُولِ مَقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رِضا پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے، اگر زندگی بھر بھی ماں کی خدمت کی جائے تب بھی ماں کے احسانات کا بدلہ نہیں چکایا جا سکتا۔ کیونکہ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** اپنے خُونِ جِگر سے اولاد کو پالتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** اپنی اولاد کے آرام کی خاطر اپنا چین سُکون قربان کرتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** خود تو گرمی برداشت کرتی ہے مگر اولاد کو پنکھا جَھلتی رہتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** اولاد کی خاطر سردیوں کی ٹھنڈی اور طویل راتیں جاگ کر گزار دیتی ہے، ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** اپنی خواہشات قربان کر کے اولاد کی خواہشات کو پورا کرنے کی پوری کوشش کرتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** اپنے منہ کا نوالہ بھی اولاد کے منہ میں دے کر خوش ہوتی ہے اور خود بھوکی سو جاتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** اولاد کو گرم و نرم بستر پر لٹا کر خود ٹھنڈے فرش پر لیٹ جاتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** شوہر کی وفات کے بعد بھی اولاد کو دربدر بھٹکنے نہیں دیتی۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** قرض کی چکّی میں پس کر بھی اولاد کی فرمائشوں کو پورا کرتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** اولاد کی تھوڑی سی تکلیف پر بھی تڑپ جاتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** برتن دھو کر پوچے لگا کر بھی اپنی اولاد کا پیٹ پالتی نظر آتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** گھر گھر کے چکر لگا کر اپنی اولاد کا سُکھ تلاش کرتی نظر آتی ہے۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** معذور اور لاچار اولاد تک کو بھی بے سہارا نہیں چھوڑتی۔ ☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جو** نافرمان اور بدکار

اولاد کو بھی اپنے سایۂ شفقت اور ممتا کی ٹھنڈک سے محروم نہیں کرتی۔☆**ماں ہی وہ ہستی ہے جس کے قدموں تلے جنت ہے۔** اَلْغَرَض! ماں ایک ایسی ہستی ہے جو ہو تو آنگن میں بہار آجاتی ہے اور جو نہ ہو تو تمام تر رونق کے باوجود گھر ویران لگتا ہے۔ لہٰذا ماں کی خدمت کیجئے، ماں کو راضی کیجئے، ماں کو کبھی تکلیف مت پہنچایئے، ماں کو کبھی دکھی مت کیجئے، ماں سے کبھی جھگڑا مت کیجئے، ماں سے کبھی اونچی آواز میں بات مت کیجئے۔ ماں کی قدر کیجئے۔ اگر ماں یا باپ یا ان میں سے ایک بھی ناراض ہے تو فوراً انہیں راضی کیجئے۔ یاد رکھئے! ماں جیسی بھی ہو ماں ماں ہوتی ہے۔ ماں کے حقوق سے آزاد ہو جانا ممکن ہی نہیں ہے۔

ماں کو کندھوں پر اُٹھائے گرم پتھّروں پر چھ میل

مَنقول ہے کہ ایک صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے بارگاہِ رسالت میں عَرض کی: ایک راہ میں ایسے گرم پتّھر تھے کہ اگر گوشت کا ٹکڑا اُن پر ڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا! میں اپنی ماں کو گردن پر سُوار کرکے چھ (6) مِیل (تقریباً 9.656 کلو میٹر) تک لے گیا ہوں، کیا میں ماں کے حُقُوق سے فارِغ ہو گیا ہوں؟ سرکارِ نامدار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں دَرد کے جس قَدَر جھٹکے اُس نے اُٹھائے ہیں شاید یہ اُن میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے والدین بالخصوص اپنی ماں کی خدمت کریں، ایک شخص نے عَرض کی، یارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! والِدَین کا اپنی اَولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: **ھُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ** یعنی وہی تیری جنّت اور

1 . . . معجم صغیر، ۱/۹۲، حدیث:۲۵۷

تیری دوزخ ہیں۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اگر ہم بھی اپنے ماں باپ کو راضی رکھنا چاہتی ہیں اور اُمید ہے کہ سبھی چاہتی ہوں گی تو آیئے! ہم ایسی **اچھی صُحبت** اِختیار کریں جہاں ماں باپ کا ادب واِحترام سکھایا جاتا ہو، جہاں ماں باپ کی تعظیم و توقیر کرنا سکھایا جاتا ہو، جہاں ماں باپ کے سامنے اُف کرنے سے بھی بچنے کی ترغیب دی جاتی ہو۔اِس پُر فتن دور میں عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس ماحول میں اللہ کے ولی، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مدنی تربیت سے ایسے لاکھوں اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوا ہے کہ جو اپنے والدین کے لئے تکلیف کا باعث بنے ہوئے تھے، وہ خوش نصیب آج ماں باپ کے لئے راحت کا سامان بن گئے ہیں، ایک تعداد ایسی تھی جن کی شرارتوں یا بُری حرکتوں کی وجہ سے ماں باپ کی نیندیں اُچاٹ ہوگئی تھیں، مگر دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے اب چین کی نیند نصیب ہوئی ہوگی۔

آیئے! ہم نیک بننے کے طریقوں کا رسالہ حاصل کریں۔**ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع** میں نہ صرف خود شرکت کی سعادت حاصل کریں بلکہ دوسری اسلامی بہنوں کو بھی شرکت کروائیں، پھر پتہ چلے گا کہ ماں باپ کو کس طرح خوش کرکے ان کے **دِل کی دُعائیں** لی جاسکتی ہیں۔ **"گھر درس"** کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں، ہر وقت اپنے آپ کو **نیکی کے کاموں** کے لیے تیار رکھیں۔اور عاشِقانِ رَسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی

---

1 ...ابن ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالدین، ۴/۱۸۶، حدیث: ۳۶۶۲

کے مَدَنی ماحول سے وابستہ رہ کر 8 مَدَنی کاموں میں حِصَّہ لیجئے اور اپنی قَبْر و آخرت کو سَنْوارئیے۔

(3) نمازیں قضا کرنا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم قیامت کی علامات کے بارے میں سن رہی تھیں۔ معراج پہ جانے والے آقا، غیب بتانے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ لوگ نمازیں قضا کریں گے۔(1)

آج نمازیں قضا کرنے کے مناظر ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، **افسوس صد افسوس!** آج ہمارے مُعاشرے میں صرف سُستی اور کاہلی کی وجہ سے آئے دِن نمازیں قضا کر دی جاتی ہیں۔ ایک بہت بڑی تعداد ہے جو نمازیں قضا کر دیتی ہے اور انہیں اس کی کوئی پروا بھی نہیں ہوتی۔

بعض تو ایسی بھی ہیں کہ جب اُن کی ایک یا چند نمازیں رہ جائیں تو ہفتوں ہفتوں بلکہ مہینوں مہینوں تک جان بوجھ کر نماز نہیں پڑھتیں اور اگر کوئی اسلامی بہن اُن پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے نمازوں کی ترغیب دِلائے تو کہتی ہیں "اب اِنْ شَآءَ اللّٰہ اگلے جمعہ سے دوبارہ نمازیں پڑھنا شُروع کروں گی یا رمضان سے باقاعدہ نمازوں کا اہتمام کروں گی" یوں گویا کسی قسم کی شرم وجِھجک کے بِغیر بڑی بہادری کے ساتھ مَعَاذَ اللّٰہ اس بات کا اِقرار کیا جاتا ہے کہ نمازیں تَرک کرنے کا یہ کبیرہ گُناہ میں جُمعہ کے دن تک یا رمضانُ المبارک تک مُسلسل جاری رکھوں گی۔ یقیناً یہ سب کچھ خوفِ خُدا اور شوقِ عِبادت نہ

1 ... التذکرۃ باحوال الموتی وامور الاخرۃ، باب اذا فعلت ھذہ الامۃ ... الخ، ص ۵۹۷

ہونے کا وبال ہے ورنہ جس کے دِل میں اللہ پاک کا خوف اور عِبادت کا ذَوق وشوق ہوتا ہے وہ ہر حال میں نمازوں کی پابندی کرتی ہے اور اللہ پاک کی نافرمانی سے بچتی ہے۔

یاد رکھئے! جان بوجھ کر نماز قضا کرنا گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اللہ پاک پارہ 16 سُوْرَۂ مَرْیَم کی آیت نمبر 59 میں اِرشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ﴿۵۹﴾ (پ۱۶، مریم: ۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اُن کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنھوں نے نمازیں گنوائیں (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غَیّ کا جنگل پائیں گے۔

جہنم کی خوفناک وادی کا ہولناک کُنواں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ آیتِ مُبارکہ میں "غَیّ" کا تذکرہ ہے اور اِس سے مُراد جہنم کی ایک وادی ہے۔ صَدْرُ الشَّرِیْعَہ حضرتِ علّامہ مولانا مُفْتی محمد اَمجد علی اَعْظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "غَیّ" جَہَنَّم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زِیادہ ہے، اِس میں ایک کُنواں ہے جس کا نام "ھَبْ ھَبْ" ہے، جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے اللہ پاک اس کُنویں کو کھول دیتا ہے جس سے وہ (یعنی جہنم کی آگ) بدستور بھڑکنے لگتی ہے (اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے:) ﴿کُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ﴿۹۷﴾﴾ (پ۱۵، بنی اسرآئیل: ۹۷) (ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اُسے اور بھڑکا دیں گے۔)

یہ کُنواں بے نمازیوں اور بدکاری کرنے والوں اور شرابیوں اور سُود خواروں اور ماں باپ

کو اِیذا (یعنی تکلیف) دینے والوں کے لیے ہے۔[1]

جہنم کا عذاب اور دُنیا کی تکلیفیں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے کہ ''**غَیّ**'' جہنّم میں ایک وادی ہے جس کی گہرائی (Depth) اور گرمی سب سے زیادہ ہے اور جہنّم کی آگ جب بجھنے لگتی ہے تو اس وادی کو کھول دیا جاتا ہے جس سے نارِ جہنم پھر سے بھڑک اُٹھتی ہے۔ ذرا سوچئے کہ اس خطرناک وادی میں جب بے نمازی کو ڈالا جائے گا تو اس کا کیا بنے گا۔ یاد رکھئے! جہنّم اللہ پاک کے قہر و غضب کا مظہر ہے جس طرح اس کی رحمتوں اور نعمتوں کی کوئی اِنتہا نہیں اور انسانی عقل اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتی، اِسی طرح اللہ پاک کے قہر وغضب کی بھی کوئی حد نہیں، ہر وہ تکلیف دِہ چیز جس کا تصوُّر کیا جائے مثلاً کسی آلے سے زندہ انسان کے ناخُن (Nail) کھینچ لینا، کسی پر چھُریوں یا لاٹھیوں سے ضَربیں لگانا، کسی کے اُوپر وزن دار گاڑی چلا کر اُس کی ہڈیاں چکنا چُور کر دینا، اَعضاء کاٹ کر نمک مِرچ چھڑکنا، زندہ کھال (Skin) اُدھیڑنا، بغیر بے ہوش کیے آپریشن کرنا یا مختلف بیماریوں کی تکالیف مثلاً سر درد، بخار، پیٹ کا درد یا خطرناک بیماریاں مثلاً دل کا دورہ (Heart attack) سَرطان (کینسر) گُردے کی پتھری کا درد، خارش، شدید گھبراہٹ وغیرہ وغیرہ جو بھی اَمراض یا دنیوی مَصائب و آلام جن کا تصوُّر مُمکن ہے وہ جہنّم کی تکلیفوں کے مقابلے میں نہایت ہی معمولی ہیں۔ اَلْغَرض دُنیا کی ساری بیماریاں اور مُصیبتیں کسی ایک شَخص پر جمع ہو جائیں پھر بھی

1 . . . بہارِ شریعت، ۱/۴۳۴، حصہ ۳:

جہنّم کے سب سے ہلکے عذاب کے برابر نہیں ہو سکتیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

کچھ علاماتِ قیامت اور ہمارا معاشرہ

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم جہنّم کی علامات کے بارے میں سُن رہی ہیں۔ ہم نے سنا کہ نمازیں قضا کرنا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ قیامت کی نشانیوں پر ایک روایت حضرت حُذَیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے بھی ہے، جس میں نبیِ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازیں قضا کرنے کے علاوہ اور بھی کئی نشانیاں ارشاد فرمائی ہیں، آیئے سنتی ہیں۔ چنانچہ

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قُربِ قیامت کی علامات میں سے یہ کام ہیں۔ (۱)لوگ قطعِ رحمی کریں گے۔ (۲) گناہوں کی کثرت ہو گی۔ (۳) قرآنِ مجید کو (سونے چاندی سے) مُزیَّن کیا جائے گا۔ (۴)مرد عورتوں کی اور (۵) عورتیں مردوں کی مُشابہت اختیار کریں گی۔ (۶) آدمی اپنے والد کی نافرمانی کرے گا اور دوست و احباب سے بھلائی کرے گا۔ (۷) گانے والیوں اور (۸) آلاتِ موسیقی کا رِواج عام ہو جائے گا۔ تو اُس وَقْت سُرخ آندھی، زمین میں دھنس جانے، شکلیں تبدیل ہونے اور دوسرے عذابوں کے آنے سے ڈرتے رہنا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! غور کیجئے! ان میں سے کون سا ایسا کام ہے جو آج ہمارے زمانے میں عام نہیں ہے، **قطعِ رحمی کرنا** قیامت کی علامات میں سے بتایا گیا

---

1 ... حلیۃ الاولیاء، عبداللہ بن عبید، ۳/۴۱۰، حدیث: ۴۴۴۸ ملتقطا

ہے، آج گھروں اور خاندانوں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں اور پھر یہی جھگڑے بڑھ کر قطعِ رحمی کی صُورت اختیار کرلیتے ہیں۔ خاندان کے افراد کئی کئی سالوں تک ایک دوسرے کا منہ بھی نہیں دیکھتے۔ **گناہوں کی کثرت** کو بھی قیامت کی علامات میں سے بیان کیا گیا ہے، آج ہم اپنے معاشرے میں دیکھیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ وہ کون سا گناہ ہے جو ہمارے معاشرے میں نہیں پایا جارہا۔ تنہائی ہو یا محفل، گھر ہو یا بازار، شہر میں ہوں یا گاؤں میں ہر جگہ گناہوں کی بھرمار ہے۔ بلکہ اب تو گناہوں کی ایسی زیادتی ہے کہ خود کو گناہوں سے بچانا مشکل ترین کام ہوگیا ہے۔ **قُرآنِ پاک کو مُزیّن و آراستہ کیا جانا** بھی قیامت کی علامتوں میں سے بیان ہوا ہے، آج قُرآنِ پاک کے غلاف کو، اس کے رحل کو، اس کی بائینڈنگ اور جلد کو، اس میں لگنے والے اوراق اور دیگر مٹیریل کو تو بہت سجایا جاتا ہے مگر اپنے کردار کو قرآنی اخلاق سے آراستہ کرنے والیاں کم ہوتی جارہی ہیں، آج قُرآنِ پاک جہاں رکھا جائے اس جگہ کی بھی سجاوٹ کا خیال رکھا جاتا ہے لیکن دل، دماغ، فکر اور سوچ بھی قرآنِ پاک کی تعلیمات سے سج جائے اس کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا۔ **مردوں کا عورتوں اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت کرنا** بھی قیامت کی نشانی ہے، غور کیجئے! آج کون سا ایسا شعبہ اور کون سا ایسا کام ہے جس میں عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی نقّالی نہیں کررہے۔ افسوس! آج تو جس کام میں عورتوں کی زیادہ تعداد شریک ہو اسے ہی ترقّی کی علامت سمجھا جانے لگا ہے۔ بال کٹوانے، کپڑے پہننے، بازاروں میں گھومنے، گاڑیاں چلانے، خَرید و فَروخت کے شُعبہ جات، کھیلوں کے میدان، اَلْغَرَض! کون سی ایسی جگہ ہے جہاں عورتیں مردوں کی نقّالی میں مبتلا نظر

نہیں آتیں، اسی طرح آج مردوں میں دیکھیں تو کنگن پہننے، عورتوں کی طرح بال رکھنے، عورتوں کی طرح ناک اور کانوں میں زیورات پہننے سمیت اور کئی کاموں کا رواج بھی بڑھتا دکھائی دیتا ہے، حالانکہ ہمارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے قیامت کی علامات میں شمار کیا ہے اور اس سے منع بھی فرمایا ہے۔

اِسی طرح قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بیان کی گئی کہ آدمی اپنے والد کی نافرمانی اور دوست احباب سے بھلائی کرے گا، اس کے نظارے بھی ہر سو عام ہیں، بعض اسلامی بہنوں کا رَوِیّہ اپنے سگے باپ سے بہت سخت ہوتا ہے مگر اپنی سہیلیوں کے آگے بچھتی چلی جاتی ہیں، بعض اسلامی بہنیں اپنے سگے والد سے حسنِ سلوک سے پیش نہیں آتیں مگر اپنی سہیلیوں کے ساتھ بڑے اچھے انداز میں گفتگو کرتی اور حسنِ سلوک سے پیش آتی ہیں، بعض اسلامی بہنیں اپنی والدہ کی اتنی نہیں مانتی جتنی اپنی سہیلیوں کی مانتی ہیں۔ اسی وجہ سے ایسے نظارے بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ ماں اپنی بیٹی کی سہیلی سے کہہ رہی ہوتی ہے کہ تم ہی میری بیٹی کو سمجھاؤ، یہ لڑکی میری تو ایک نہیں سنتی۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی بیان کیا گیا کہ **گانے والیوں اور آلاتِ موسیقی کی کثرت ہوگی**، اس بارے میں بھی معاشرے کی صورتحال ہمارے سامنے ہے۔ میوزک اور گانے باجے کا سیلاب ہے جو مسلمانوں کو بہائے لے جا رہا ہے، پہلے تو سنیما گھروں کی شکل میں مخصوص جگہیں ہوتی تھیں جہاں مَعَاذَ اللّٰہ گانے اور میوزک کا سلسلہ ہوتا تھا۔ مگر اب تو ہر جگہ گانے اور میوزک کی بھرمار ہے۔ موبائل میں گانے اور میوزک، ٹی وی میں گانے اور میوزک، بازاروں میں گانے اور میوزک، ہوٹلوں میں گانے اور میوزک، کھلونوں میں گانے اور

میوزک، جوتوں میں گانے اور میوزک، گھروں میں گانے اور میوزک، سکولز میں گانے اور میوزک، کالجز میں گانے اور میوزک، بسوں میں گانے اور میوزک، کاروں میں گانے اور میوزک، جہازوں میں گانے اور میوزک، ٹرینوں میں گانے اور میوزک! اَلْغَرَض! کون سی ایسی جگہ ہے جہاں گانے اور میوزک کا سلسلہ نہیں ہے۔ اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

قیامت کی تیاری کیجئے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج ہم نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں سنا۔ یقیناً ہمارا ایمان ہے کہ قیامت نے ایک نہ ایک دن ضرور آنا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اعمال اور احوال میں ایسی تبدیلی لائیں جو ہمیں قیامت کی ہولناکیوں سے بچا سکے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اندر ایسی تبدیلی لائیں جو ہمیں نمازوں کی پابندی پر اُبھارے۔ کوئی بھی نماز قضا نہ کریں اور جو قضا ہو گئیں ان پر توبہ بھی کریں اور جلد سے جلد ان کی قضا بھی کریں۔ ہمیں چاہیے کہ رمضان کے روزے رکھیں اور جو روزے چھوٹ گئے ان کی قضا کریں اور توبہ بھی کریں۔ ہمیں چاہیے کہ اگر ہم پر زکوۃ فرض ہے تو اپنے اموال کی زکوۃ نکالیں۔ ہمیں چاہیے کہ اچھی صحبت میں رہیں، ہمیں چاہیے کہ جملہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات بھی کریں، ہمیں چاہیے کہ ہم تمام گناہوں سے بچیں، ہمیں چاہیے کہ ہم جھوٹ سے بچیں، ہمیں چاہیے کہ ہم غیبت

سے بچیں، ہمیں چاہیے کہ ہم وعدہ خلافی سے بچیں، ہمیں چاہئے کہ ہم دوسروں کو ایذا دینے سے بچیں، ہمیں چاہئے کہ ہم حسد سے بچیں، ہمیں چاہئے کہ ہم چُغلی سے بچیں، ہمیں چاہئے کہ ہم کسی کو گالیاں مت دیں، ہمیں چاہئے کہ ہم دوسروں کے بارے میں بدگمانی سے بچیں، ہمیں چاہیے کہ ہم فلموں ڈراموں سے بچیں۔ اَلْغَرَض! ہمیں ہر نیک کام کرنا چاہیے اور ہر بُرے کام سے بچنا چاہیے۔ اس کا بنیادی طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے اندر خوفِ قیامت پیدا کریں، اس کے بارے میں غور و فکر کریں، اور سوچیں کہ اس دن ہمارا کیا بنے گا۔ حضرت امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اِرْشاد فرماتے ہیں: جو دُنیا میں رہ کر قِیامَت کے بارے میں زیادہ غور و فِکر کرے گا، وہ اُن ہولناکیوں سے زِیادَہ مَحفوظ رہے گا۔ بے شک اللہ کریم بندے پر دو خوف جمع نہیں فرماتا، لہٰذا جو دُنیا میں اِن ہولناکیوں کا خوف رکھے گا وہ آخرت میں اِن سے مَحفُوظ رہے گا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختِتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بَیان کرنے کی سَعادَت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[2]

1...احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت...الخ، باب صفة الصراط، ۲۸۶/۵-۲۸۷

2...مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام...الخ، ۵۵/۱، حدیث: ۱۷۵

لباس پہننے کی سنتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! امیرِ اہلسنت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"163 مدنی پھول"** سے لباس پہننے کی سنتیں اور آداب سنتی ہیں:

پہلے دو (2) فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: ☆جِن ّ کی آنکھوں اور لوگوں کے سِتْر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب کوئی کپڑے اُتارے تو بِسْمِ اللّٰہ کہہ لے۔[1] حکیمُ الْاُمَّت، حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جیسے دیوار اور پردے لوگوں کی نگاہ کیلئے آڑ بنتے ہیں ایسے ہی یہ اللہ پاک کا ذکر جِنّات کی نگاہوں سے آڑ بنے گا کہ جِنّات اس (یعنی شرمگاہ) کو دیکھ نہ سکیں گے۔[2] ☆جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ**۔ تو اس کے اگلے پچھلے گناہ مُعاف ہو جائیں گے۔[3] ☆جو باوُجُودِ قدرت زیب وزینت کا لباس پہننا تواضُع (یعنی عاجِزی) کے طور پر چھوڑ دے تو اللہ پاک اس کو کرامت کا حُلّہ پہنائے گا۔[4] ☆لباس حلال کمائی سے ہو اور جو لباس حرام کمائی سے حاصل ہوا ہو، اس میں فرض و نَفْل کوئی نَماز قَبول نہیں ہوتی۔ ☆پہنتے وَقت سیدھی طرف سے شروع کیجئے (کہ سنت

---

1 . . . معجم اوسط، ۲/ ۵۹، حدیث: ۲۵۰۴

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۱/ ۲۶۸

3 . . . شعب الایمان، باب الملابس والاوانی، ۵/ ۱۸۱، حدیث: ۶۲۸۵

4 . . . ابوداود، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، ۴/ ۳۲۶، حدیث: ۴۷۷۸

ہے) مثلاً جب کُرتا پہنیں تو پہلے سیدھی آستین میں سیدھا ہاتھ داخل کیجئے پھر اُلٹا ہاتھ اُلٹی آستین میں ☆ اِسی طرح پاجامہ پہننے میں پہلے سیدھے پائنچے میں سیدھا پاؤں داخل کیجئے اور جب (کُرتا یا پاجامہ) اُتارنے لگیں تو اس کے برعکس (اُلٹ) کیجئے یعنی اُلٹی طرف سے شروع کیجئے مردمردانہ اور عورت زَنانہ ہی لباس پہنے چھوٹے بچّوں اور بچیوں میں بھی اِس بات کا لحاظ رکھئے۔☆ **تکبُّر** کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے تکبُّر ہے یا نہیں اِس کی شَناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت تھی اگر پہننے کے بعد بھی وُہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبُّر پیدا نہیں ہوا۔ اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبُّر آگیا۔ لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبُّر بہت بُری صِفت ہے۔[1]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، مطلب في اللبس، ۹/ ۵۷۹، بہارِ شریعت، ۳/ ۴۰۹، حصہ: ۱۶

بیان:9 ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللّٰہ

دُرُوْدِ پاک کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **اللہ پاک کی خاطر آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب باہم (یعنی آپس میں) ملیں اور مُصافحہ کریں (یعنی ہاتھ ملائیں) اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔**[1]

کعبے کے بدرُ الدُّجیٰ تم پہ کروروں دُرُود طیبہ کے شمسُ الضُّحیٰ تم پہ کروروں دُرُود

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

---

1 ۔۔۔ مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/۹۵، حدیث: ۲۹۵۱

2 ۔۔۔ معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچھّی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلمِ دِین کی تَعظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! پچیس صفرُ المظفّر کو اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجدِّدِ دین وملّت، باعثِ خیر وبرکت، امامِ عشق ومحبت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عُرس منایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے وقت کے بہت بڑے عاشقِ رسول تھے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی پوری زندگی عشقِ رسول سے مَعمُور تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ گفتگو فرماتے تو الفاظ کی

صُورت میں عشقِ رسول کے جام پلاتے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ قلم اٹھاتے تو تحریر کی صورت میں عشقِ رسول کا فروغ کرتے نظر آتے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی زندگی کا ایک ایک پَل عشقِ رسول کے جام پلانے میں صرف ہوا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی شاعری آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے عشقِ رسول کا صحیح پتہ دیتی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی لکھی ہوئی ایک ایک نعت فنِ شاعری میں بھی درجۂ کمال پر ہے اور عشقِ رسول کی نئی نئی جہتوں سے بھی آگاہ کرتی ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے جسم کا رُواں رُواں سرکارِ دوعالم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحبَّت سے لبریز تھا اسی طرح آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی نعتیہ شاعری کا ہر ہر لفظ عشقِ رسول میں ڈوبا نظر آتا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عشقِ رسول اس درجۂ کمال پر تھا کہ آج سو سال گزرنے کے باوجود بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے لکھے ہوئے اشعار جہاں پڑھے جائیں سننے والے اپنے دلوں میں عشقِ رسول کی تڑپ کو مزید بڑھتا ہوا محسوس کرتے ہیں۔ اُن کے دل جھوم اٹھتے ہیں اور بلا اختیار زبان سے سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ کی صدائیں نکلتی نظر آتی ہیں۔ آج کے بیان کا موضوع بھی یہی ہے یعنی **"اعلیٰ حضرت کی شاعری اور عشقِ رسول"**۔ اللّٰہ کرے کہ ہم پورا بیان توجّہ کے ساتھ سننے کی سعادت حاصل کرلیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

آیئے! پہلے ایک حکایت سنتی ہیں:

مالداروں کی چاپلوسی کیوں کروں؟

ایک مرتبہ رِیاستِ نان پارہ (ضِلع بہرائچ یوپی ہند) کے نواب کی مَدح میں شُعَراء

نے قصائد لکھے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ماہر اور عظیم شُعَراء میں سے تھے لہٰذا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بھی کچھ لوگوں نے گزارِش کی کہ نواب صاحب کی تعریف میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے نواب صاحب کی تعریف میں کوئی قصیدہ تو نہ لکھا البتّہ اس گُزارش کے جواب میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک نعت شریف کہی جس کا مَطْلَع یعنی پہلا شعر یوں ہے:

وہ کمالِ حُسنِ حُضُور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

(حدائقِ بخشش، ص۱۰۷)

یعنی سرکارِ دوعالم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حسن و جمال کا کمال یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی کمی ہونا تو دور کی بات ہے کسی کمی کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرے مِصرَع کا مطلب ہے کہ عموماً پھول کے ساتھ کانٹا ہوتا ہے، شمع کے ساتھ دھواں ہوتا ہے، لیکن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باغِ رسالت کے ایسے پھول ہیں جس میں کوئی کانٹا نہیں ہے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسی شمع ہیں جس میں کوئی دھواں نہیں ہے۔

اس کلام کے مَقْطَع یعنی آخری شعر میں ریاستِ نان پارہ کے نواب صاحب کی تعریف میں قصیدہ نہ لکھنے کی نفیس اور عشق و مَحبَّت میں ڈُوبی ہوئی وجہ اس طرح بیان فرمائی کہ

کروں مدحِ اہلِ دُوَل رضا پڑے اس بلا میں مِری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مِرا دین پارۂ ناں نہیں

(حدائقِ بخشش، ص۱۰۹)

یعنی اے رضا کیا میں دولت مندوں، دنیا کے نوابوں اور حکمرانوں کی تعریف و خوشامد کروں؟ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ مالداروں کی خوشامد کرنا ایک بلا (مصیبت) ہے اور اس بلا میں مری بلا ہی پڑے۔ (یعنی مجھ سے تو ایسا ہو ہی نہیں سکتا) جبکہ دوسرے مِصرَع میں فرماتے ہیں کہ میں تو اپنے رسولِ کریم، محبوبِ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَربارِ دُربار کا بھکاری ہوں، میرا دِین "روٹی کا ٹکڑا" نہیں کہ جدھر "مال" دیکھا اُدھر لُڑھک گئے۔[1] اللہ پاک ہمیں بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جیسی خودداری نصیب فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

خوشامد سے بچیں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ حکایت سے معلوم ہوا! اللہ والے دنیا والوں کی خُوشامد و چاپلوسی نہیں کرتے، کیونکہ دولت مندوں کی خُوشامد تو وہ کرے، جسے دُنیا کی ذلیل دَولت پانے کا لالَچ ہو، جبکہ اللہ والے تو قناعت کی قیمتی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں، اللہ والوں کی نظر دولت مندوں کے فانی مال پر نہیں بلکہ اللہ والوں کو رَحمتِ الٰہی پر بھروسا ہوتا ہے، اللہ والوں کے دل محبّتِ الٰہی اور

---

1 . . . ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۳۰ ماخوذا

محبّتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سرشار ہوا کرتے ہیں۔ یاد رکھئے! مالداروں کی چاپلوسی کرنا، ان کی خوشامد کرنا شرعاً سخت ممنوع اور دین کے لئے نقصان دہ ہے۔

آیئے! خوشامد کی مَذَمَّت سے مُتَعَلِّق 2 اَحادیث سنتی ہیں:

(1) **ارشاد فرمایا:** جب کسی نے قرآن پڑھا اور تَفَقُّہ فِی الدِّین حاصل کیا (یعنی عالم بنا) پھر بادشاہ کے دروازے پر اُس کی چاپلوسی کی اور (اُس کے) مال کے لالچ میں آیا تو وہ بادشاہ کے گناہوں کے برابر دوزخ کی آگ میں گھسا۔[1]

(2) **ارشاد فرمایا:** مسلمان خُوشامدی نہیں ہوتا۔[2]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ مال دار اسلامی بہنوں سے ایسا تعلق رکھنا جس میں دین اور خُودداری پر سمجھوتا کرنا پڑے یہ اچھا نہیں ہے۔ البتّہ نیکی کی دعوت دینے کے لیے ان کے پاس ضرور جانا چاہیے۔ اللہ پاک اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

عشق اور مَحَبَّت کسے کہتے ہیں؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی شاعری اور ان کے عشقِ رسول سے مُتَعَلِّق سن رہی تھیں۔ عشق کہتے کسے ہیں؟ محبّت ہوتی کیا ہے؟ حُجَّۃُ الْاِسلام امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مَحَبَّت کی تعریف کرتے ہوئے

---

1 ...مسند الفردوس، ۱/ ۲۸۹، حدیث: ۱۱۳۴

2 ...شعب الایمان، باب في حفظ اللسان، ۴/ ۲۲۴، حدیث: ۴۸۶۳

فرماتے ہیں: طبیعت کا کسی لذیذ شے کی طرف مائل ہو جانا "مَحَبَّت" کہلاتا ہے۔ اور جب یہ میلان قوی اور پختہ (یعنی بہت مضبوط اور شدید) ہو جائے تو اسے "عشق" کہتے ہیں۔[1]

عشقِ رسول کیا ہے؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرمان کا خلاصہ یہ ہوا کہ کسی پسندیدہ چیز کی طرف تَعَلُّق قائم ہو جانا مَحَبَّت کہلاتا ہے اور جب وہی تعلق شدّت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔

عشقِ رسول کے تقاضے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمیں بھی اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبّت و عشق ہے۔ آیئے! سنتی ہیں کہ محبّت و عشق کا تقاضا اور علامت کیا ہے؟ چنانچہ علمائے کرام فرماتے ہیں: اللہ پاک اور اس کے رسول، بی بی آمنہ کے پھول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت و عشق کا تقاضا و علامت یہ ہے کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری والے کام کئے جائیں۔ حضرت سہل بن عبدُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ کریم سے مَحَبَّت کی علامت قرآن سے مَحَبَّت کرنا ہے اور قرآن سے مَحَبَّت کی علامت نبیِّ ذیشان، رسولِ رحمٰن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت کرنا ہے اور سرورِ دوجہاں، مکینِ لامکاں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت کی علامت ان کی سنّت سے مَحَبَّت کرنا ہے اور ان سب سے مَحَبَّت کی علامت یہ ہے کہ آخرت سے مَحَبَّت کی جائے اور آخرت سے مَحَبَّت کی علامت

---

1 ... احیاء العلوم، کتاب المحبة والشوق ... الخ، ۵/۶

یہ ہے کہ ضرورت کے علاوہ دنیا سے بُغض رکھا جائے۔[1]

سلامِ رضا کی گونج

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اے کاش کہ ہمیں بھی عشقِ حقیقی میں جینا مرنا نصیب ہوجائے۔ اس میں شک نہیں کہ جب کسی کو کسی سے محبّت اور عشق ہو جائے تو عاشق اپنے قلبی جذبات کا اِظہار اور محبوب کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے لئے بسا اَوقات اَشعار کا سہارا لیتا ہے، کیونکہ اَشعار کے ذریعے اپنے دِلی جذبات بہت اچھے انداز میں بیان کئے جاسکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بھی عشقِ مصطفےٰ کے اِظہار کے لئے نعتیہ شاعری کا راستہ اِختیار فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نعتیہ کلام بنام "**حدائقِ بخشش**" نعتیہ شاعری کا ایک عظیم مجموعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نوکِ قلم سے تحریر کیا گیا ایک ایک شعر شریعت کے عین مُطابق ہے۔ یوں تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اِس مجموعے کے تقریباً کئی کلاموں کو زبردست شہرت حاصِل رہی، مگر بِالخُصُوص سلامِ رضا (یعنی مُصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام) کو اللہ پاک نے جو عُروج و مرتبہ بخشا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "**حدائقِ بخشش**" اور "**سلامِ رضا**" کی خُوبیوں پر مختلف اِعتبار سے کُتُب و رَسائل تَصنیف کئے جانے کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ بچّے بُوڑھے جوان اور مرد و عورت سبھی جن کے دل عشقِ رسول سے معمور ہیں وہ اس سلام کو عِشقِ رسول میں جُھوم جُھوم کر پڑھتے ہیں اور اُن پر ایک عجیب رِقّت طاری ہوجاتی ہے۔

1 ... تفسیر قرطبی، پ ۳، آل عمران، تحت الآیۃ: ۳۱، جزء ۴، ۲/ ۴۷ ملتقطا

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس سلام میں آقا و مولیٰ، جنابِ احمدِ مجتبےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیگر فضائل و کمالات کے ساتھ ساتھ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مختلف اَعضائے مُبارکہ کی شان وشوکت بھی بہت عُمدہ انداز میں بیان فرمائی ہے۔ جیسے دھوپ اور چاندنی میں سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ اقدس کا سایہ نہیں تھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تاجِ نُبُوّت کی یہ شان تھی کہ بڑے بڑے سردار بھی بارگاہِ رسالت میں سر جھکاتے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کان مبارک ایسے کہ مِیلوں دُور کی آواز بھی سُن لیا کرتے، چشمانِ مبارک حیا سے جھکی رہتیں، مُبارک زبان ایسی کہ جو کہہ دیا ہو کر رہا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حکومت دونوں جہانوں میں نافذ ہے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں کوئی غمزدہ یا پریشان حال حاضر ہوتا تو چہرۂ انور کی مسکراہٹ کو دیکھ کر سب غم بھول جاتا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک گلے سے دودھ اور شہد جیسی میٹھی خوبصورت آواز نکلتی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سادگی و قناعت کا یہ عالَم تھا کہ مختارِ کائنات ہونے کے باوجود انتہائی سادہ غذا تناول فرماتے۔ آیئے! اس ضمن میں سلامِ رضا کے چند اَشْعار سنتی ہیں:

قدِّ بے سایہ کے سایۂ مَرحمت ظلِّ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سَروَراں خم رہیں اُس سرِ تاجِ رِفْعت پہ لاکھوں سلام

لَیْلَۃُ الْقَدْر میں مَطْلَعِ الْفَجْر حق مانگ کی اِسْتِقامت پہ لاکھوں سلام

دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان کانِ لعلِ کَرامت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جُھکی اُن بھوؤں کی لَطافت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شَرْم و حَیا پر دُرود اُونچی بِینی کی رِفْعَت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں اُس کی نافِذ حُکومت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اُس تبسُّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شِیر و شکَر کی رواں اُس گلے کی نَضارت پہ لاکھوں سلام

حَجَرِ اَسْوَدِ کعبۂ جان و دل یعنی مُہرِ نُبوّت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غِذا اس شِکَم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، ص۲۹۹ تا ۳۰۴ ملتقطا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی سیرت، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فتووں، ملفوظات اور نعتیہ شاعری کو پڑھ یا سُن کر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ عِشْقِ رسول آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نَس نَس میں سَمایا ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عُمر بھر محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف و توصیف بیان کی، حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ سِتُودہ صفات (یعنی جس میں قابلِ تعریف خوبیاں ہوں) پر اِعتراضات کرنے والوں کو منہ توڑ جوابات دیئے اور قرآنِ پاک کے ترجمے میں بھی شانِ رسالت کا خاص خیال رکھا۔ یوں سمجھئے کہ عِشْقِ مُصْطَفٰے کی شمع لوگوں کے دل میں روشن کرنا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بُنیادی مَقْصد تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نَعتیہ دیوان "**حدائقِ بخشش**" کا ہر ہر شعر بھی عِشْقِ رسول کی عکّاسی کرتا نظر آتا ہے۔

مَناظرِ کائنات اور حدائقِ بخشش

اگر ہم غور کریں تو سمجھ آئے گا کہ یہ کائنات حَسِین مَناظر سے بھری ہوئی ہے، ان مَناظر اور نظاروں کو ہر کوئی اپنے نُقطۂ نظر سے دیکھتا ہے، سائنسدان انہیں اپنی سائنس کی روشنی میں دیکھتا ہے، جغرافیہ دان انہیں اپنے علم کی روشنی میں دیکھتا ہے، کمسٹری والا انہیں علمِ کمسٹری کی نگاہ سے دیکھتا ہے جبکہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه چونکہ پکّے عاشقِ رسول تھے اس لیے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ان تمام مَناظر کو عشقِ رسول کی نگاہ سے دیکھتے اور ذہن میں آنے والے خیالات کو نعتیہ شاعری کی صورت میں بیان بھی فرماتے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے نعتیہ کلام حدائقِ بخشش میں کئی مَناظرِ قدرت کو عشقِ رسول میں ڈوب کر عشقی رنگ میں سمجھایا گیا ہے۔ ان مَناظر میں سے ایک سورج بھی ہے۔ یہی سورج ہے جو پوری دنیا کو اپنے نُور سے روشن کر رہا ہے، یہی سورج ہے جو ہزاروں سال سے دنیا کو جگمگا رہا ہے مگر اس کا نور کم نہیں ہو رہا۔ یہی سورج ہے جو ہر روز آکر نور کی خیرات بانٹنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی سورج ہے کہ جس کے آنے جانے سے دنیا کا نظام چل رہا ہے، اس سورج کو کائنات کے مَناظر میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی عشق کی کتاب میں اس سورج کی حقیقت کیا ہے، جب سرکارِ دو عالم، نُورِ مجسّم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی جُود و سخاوت کی بات چل رہی تھی تو فرماتے ہیں:

جس کو قُرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے مُنْعِمو! اُن کے خوانِ جُود سے ہے ایک نانِ سوختہ

(حدائقِ بخشش، ص۱۳۶)

یعنی اے تاجدارو! اے بادشاہو! سارا جہاں جسے سورج کی ٹکیا کہتا ہے، لوگ جسے آفتاب کہہ کر پکارتے ہیں، سورج کا نام جسے دیا جاتا ہے، یہی سورج اور یہی آفتاب جانِ عالم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی ہے۔ ذرا سوچو کہ جس کریم آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی سے کائنات کا گزارہ ہو رہا ہے تو ان کے دستر خوان کی وہ روٹیاں جو جلن سے محفوظ ہیں ان کا کیا حال ہو گا۔ اور جس محبوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جلی ہوئی روٹی کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چُندِھیا جاتی ہیں اس کے اپنے چہرۂ مبارک کے انوار کا عالَم کیا ہو گا؟ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

قدموں میں جبیں کو رہنے دو چہرے کا تصوّر مشکل ہے
جب چاند سے بڑھ کر ایڑی ہے تو رُخسار کا عالَم کیا ہو گا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

چاند اور تخیُّلاتِ رضا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی شاعری اور عشقِ رسول سے مُتعلِّق سن رہی تھیں۔ چاند کا ذکر شعر و شاعری میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ محبوب کے حُسن کو چاند سے تشبیہ دینا اردو شاعری میں بہت عام ہے مگر جس طرح سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے چاند کو نعتِ محبوب کے لیے استعمال کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

آیئے! اس کی چند مثالیں سنتی ہیں:

(1) عموماً شاعر حضرات چاند کے حُسن کی تو بات کرتے ہیں مگر اس کے دھبّوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں، سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عشق کے رنگ میں بتایا کہ چاند پر دَھبّے کیوں ہیں؟ چنانچہ فرماتے ہیں:

برقِ اَنگُشتِ نبی چمکی تھی اُس پر ایک بار آج تک ہے سِینۂ مہ میں نشانِ سوختہ

(حدائق بخشش، ص۱۳۶)

یعنی سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک ہاتھ کی نُورانی انگلی ایک مرتبہ چمک کر چاند پر پڑی مگر آج تک چاند کے سینے میں جلَن کا نشان مَوجُود ہے۔

(2) پھر ایک اور شعر میں چاند کو یہ داغ مٹانے کا طریقہ بھی بتاتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ معراج شریف کے بیان میں فرماتے ہیں:

سِتَم کِیا کیسی مَت کٹی تھی قمر! وہ خاک اُن کے رہ گُزر کی

اُٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

(حدائق بخشش، ص۲۳۲)

یعنی اے چاند تمہاری عقل کو کیا ہوا کہ اتنا بڑا ستم کر بیٹھے، جب معراج کی رات آقا کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم آسمانوں کی سیر کے لیے تشریف لائے تھے تو ان کی راہ گُزر کی خاک لے جاتے اور اپنے داغوں پر ملتے رہتے۔ تمہارا اس خاک کو ملنا تھا کہ تمہارے سارے داغ دھبے ختم ہو جاتے۔

(3) ایک اور جگہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس چاند کو رسولِ اکرم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے بچپنے کا کھلونا قرار دیتے ہیں۔ جس میں اس حدیثِ پاک کی طرف

اشارہ ہے کہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی علاماتِ نُبُوَّت نے دِینِ اِسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے (پنگھوڑے) میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے جس طرف اشارہ فرماتے، چاند اُسی طرف جُھک جاتا۔[1] اسی لیے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

چاند جھک جاتا جِدھر اُنگلی اٹھاتے مَہد میں | کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

(حدائقِ بخشش، ص۲۴۹)

(4) ان سب کے باوجود ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ماہِ مدینہ اپنی تَجَلّی عطا کرے! | یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

(حدائقِ بخشش، ص۲۰۲)

یعنی ایک آسمان کا چاند ہے اور ایک مدینے کا چاند ہے۔ آسمان کا چاند بھی روشنی بکھیرتا ہے مدینے کا چاند بھی نور کی خیرات بانٹتا ہے، آسمان کا چاند جو روشنی دیتا ہے وہ ایک دو پہر تک کے لیے ہوتی ہے جبکہ مدینے کا چاند اگر نُور کی جھلک بھی عطا فرمادے تو دنیا و آخرت دونوں روشن ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے ایک اور مقام پر نُور کی خیرات لینے کے لیے عرض کرتے ہیں:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے | مِرا دِل بھی چمکا دے چمکانے والے

(حدائقِ بخشش، ص۱۵۸)

---

1 ... جمع الجوامع، ۳/ ۲۱۲، حدیث: ۸۳۶۱

چودھویں کا چاند اور طیبہ کا چاند

(5) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ چاند سورج تو آقا کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ روشن کے سامنے کچھ بھی نہیں، چنانچہ اِرْشاد فرماتے ہیں:

خُورشید تھا کِس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر

بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائق بخشش، ص۱۱۰)

یعنی عین دوپہر کے وَقْت سُورج اپنے عُروج پر ہو، پھر رات ہو جائے اور چاند اپنے جوبن پر آجائے، ایسے میں جانِ عالَم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا رُخِ انور پردے سے باہر آئے تو سورج بھی شرما جائے گا، چاند بھی آنکھیں چُرائے گا اور منہ چھپائے گا کیونکہ جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی۔ اس میں اس حدیثِ پاک کی طرف اشارہ بھی ہے کہ حضرت جابر بن سَمُرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو چاندنی رات میں سُرخ (دھاری دار) حُلّہ پہنے ہوئے دیکھا، میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کو دیکھتا، تو مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ چاند سے بھی زِیادہ خُوبصُورت نظر آتا تھا۔[1]

حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اس حدیثِ پاک کی شرح میں جو کچھ لکھا ہے اس سے چند نِکات سنتی ہیں: ☆ صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی نگاہیں حقیقت بین نگاہیں تھیں (یعنی حقیقت دیکھنے والی تھیں)۔ ☆ کئی وجوہات کی بنا پر نبیِ اکرم،

---

1 … ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرخصۃ فی لبس…الخ، ۴/۳۷۰، حدیث: ۲۸۲۰

نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ حَسِین ہے۔ ☆ **چاند** صرف رات میں چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ دن رات چمکتا ہے۔ ☆ **چاند** صرف تین رات (آب و تاب سے) چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ ہمیشہ ہر دن اور ہر رات چمکتا ہے۔ ☆ **چاند** جسموں پر چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ جسموں کے ساتھ دلوں پر بھی چمکتا ہے۔ ☆ **چاند** صرف ابدان (جسموں) کو نور دیتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفےٰ ایمان کو نور دیتا ہے۔ ☆ **چاند** گھٹتا ہے پھر بڑھتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفےٰ گھٹنے سے محفوظ ہے۔ ☆ **چاند** کو گِرہن لگتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفےٰ کبھی نہ گہے۔ ☆ **چاند** سے عالَمِ اَجسام کا نظام قائم ہے، جبکہ حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عالَمِ ایمان کا نظام قائم ہے۔[1]

آسماں کے چاند میں تو پھیکا پھیکا نور ہے	آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے
صبحِ میلادُ النَّبی ہے کیا سُہانا نور ہے	آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے
آنکھ والو آؤ دیکھو ماہِ طیبہ کی ضیا	آسماں کے چاند میں تو پھیکا پھیکا نور ہے
تُو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام	تُو زمیں کا نور ہے تُو آسماں کا نور ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے عشقِ رسول سے مُتَعلِّق سن رہی تھیں۔ اور ابھی ہم نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے عشقِ نبی پر مبنی چاند سے مُتَعلِّق کچھ اشعار اور ان کی وضاحت سنی۔ حدائقِ بخشش میں ایسے ہی کئی اشعار جابجا اپنی خوشبوئیں بکھیر رہے ہیں، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی لکھی ہوئی نعتوں

---

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۸ / ۶۰ ملخصا

کو پڑھتی جائیں سنتی جائیں تو لفظ لفظ سے عشق و محبّت کا چشمہ پھوٹتا نظر آتا ہے۔ آپ کی لکھی ہوئی بعض نعتیں عالَمِ اسلام کے بچّے بچّے کی زبان پر ہیں، جسے دیکھئے ہر ایک یہی کہتا نظر آتا ہے:

سب سے اَولیٰ و اَعلیٰ ہمارا نبی	سب سے بالا و وَالا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہَمارا نبی	دونوں عالَم کا دُولہا ہمارا نبی
خَلْق سے اَولیا، اَولیا سے رُسُل	اور رَسولوں سے اَعلیٰ ہمارا نبی
بُجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں	شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے	دینے والا ہے سچّا ہمارا نبی
غمزدوں کو رضاؔ مُژدہ دیجے کہ ہے	بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی

(حدائقِ بخشش، ص۱۳۸تا۱۴۰)

اعلیٰ حضرت کا عِشقِ رسول

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی شاعری اور عشقِ رسول کے بارے میں سن رہی تھیں، اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے شاعری میں جو مقام پایا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ یقیناً یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے لکھے ہوئے کلاموں کو بارگاہِ مصطفےٰ میں بھی قبولیت حاصل تھی۔ آیئے اسی طرح کا ایک واقعہ سنتی ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه دُوسری بار حج کے لئے حاضِر ہوئے تو مدینۂ منوّرہ میں نبیِ رَحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی زِیارت کی آرزو لئے روضۂ اَطہر کے سامنے دیر تک صلوٰۃ وسلام

پڑھتے رہے، مگر پہلی رات قسمت میں یہ سعادت نہ تھی۔ اِس موقع پر وہ معروف نعتیہ غزل لکھی، جس کے مَطْلَع (یعنی پہلے شعر) میں دامنِ رحمت سے وابستگی کی اُمّید دِکھائی ہے:

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

(حدائق بخشش، ص۹۹)

شعر کی وضاحت: اے بہار جُھوم جا کہ تجھ پر بہاروں کی بہار آنے والی ہے۔ وہ دیکھ! مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُوئے لالہ زار یعنی جانِب گُلزار تشریف لارہے ہیں۔

مَقْطَع (یعنی آخری شعر جس میں شاعر کا تَخَلُّص آتا ہے اس) میں بارگاہِ رسالت میں اپنی عاجِزی اور بے مائگی (یعنی مسکینی) کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے کہ،

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ　　　　تجھ سے شَیدا ہزار پھرتے ہیں

(حدائق بخشش، ص۱۰۰)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے مِصرَعِ ثانی (دوسرے مِصرَع) میں بطورِ عاجزی اپنے لئے "کُتّے" کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے، مگر اَدَباً یہاں "شَیدا" لکھ دِیا ہے (جس کا مطلب ہے عاشق)۔

شعر کی وضاحت: اِس مَقْطَع میں عاشِقِ ماہِ رِسالت، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کمال انکساری کا اِظہار کرتے ہوئے اپنے آپ سے کہتے ہیں: اے احمد رضا! تُو کیا اور تیری حقیقت کیا! تجھ جیسے تو ہزاروں سگانِ مدینہ (یعنی مدینے کے کُتّے) گلیوں میں دیوانہ

وار پھر رہے ہیں۔

یہ غزل عَرض کرکے دِیدار کے اِنتظار میں مُؤدَّب (یعنی باادب) بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی اور چشمانِ سَر (یعنی سر کی آنکھوں) سے بیداری میں زیارتِ محبوبِ باری صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مُشرَّف ہوئے۔[1]

یاالٰہی! کردے پوری از پئے غوث و رضا ۔۔۔ آرزوئے دیدِ سَروَر بیکس و مجبور کی

(وسائلِ بخشش، ص۹۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عِشقِ رسول کو اپنی زندگی کا سرمایہ اور ذِکرِ رسول کو گویا اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، ساری عُمر اپنے محبوب آقا، مکی مدنی مُصطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ عظمت میں نعتیں لکھ لکھ کر لوگوں کو عِشقِ رسول سے گرماتے رہے اور اُن کے دِل میں عِشقِ حبیب کے دِیے جلاتے رہے، نیز اپنی زبان و قلم کے ذریعے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عزّت و ناموس کی حفاظت کرتے رہے، چونکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عاشِقِ صادِق تھے، لہٰذا دِیارِ حبیب کی حاضری کا شوق سینے میں موجیں مارتا رہا اور جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اپنے کریم آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربار میں حاضری کی سعادت ملی تو پیارے آقا، مکی مدنی مُصطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ عظمت میں دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے اور عِشقِ مُصطَفٰے میں ڈوبے ہوئے اَشعار اُس پاک بارگاہ میں پیش کر دیئے۔

---

1 . . . تذکرۂ امام احمد رضا، ص۱۱تا۱۲ ملخصا

رِقّت و سوز سے بھرپور اَشعار کو دَرَجۂ قبولیّت حاصل ہوا، غیب دان آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رحمت کو جوش آیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے دِیدار کا شربت پِلا کر گویا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے عاشِقِ صادق ہونے پر اپنی مُہر لگا دی۔

جو ہے اللہ کا ولی بے شک عاشِقِ صادِقِ نبی بے شک
غوثِ اعظم کا جو ہے مَتْوالا واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

(وسائل بخشش مرمم، ص۵۷۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ماہِ ربیعُ الاوّل کی آمد آمد ہے، اللہ نے چاہا تو عن قریب ہم اس مبارک مہینے کی برکتیں پائیں گی۔ آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے اجتماع میں اپنے ساتھ مدنی پرچم بھی لائیے گا اور آنے والے مبارک مہینے کی برکتیں پانے کے لیے خُوب خُوب تقسیمِ رسائل میں بھی حصہ لیجئے۔ اللہ پاک آپ کو برکتیں عطا فرمائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں

میرے ساتھ ہوگا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

نام رکھنے کے آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے نام رکھنے کے چند آداب سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ پہلے 2 فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔[2] (2) ارشاد فرمایا: انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ناموں پر نام رکھو۔[3] ☆ بچّے کی کُنیت رکھنا جائز ہے اور حُصُولِ برکت کے لئے بزرگوں کی نسبت سے کُنْیَت رکھنا بہتر ہے، مثلاً ابوتُراب (یہ حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی کُنیت ہے) وغیرہ[4] ☆ عبدُالمصطفٰے، عبدُالنبی اور عبدُالرسول نام رکھنا بالکل جائز ہے کہ اس سے شرفِ نسبت مقصود ہے۔ عبد کے دو معانی ہیں، بندہ اور غلام، اس لئے یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسین وغیرہ نام رکھنا جن میں غلام کی نسبت انبیاء و صالحین کی طرف کی گئی ہو، بالکل جائز ہے۔[5] ☆ محمد بخش، احمد بخش، پیر بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام رکھنا جس میں نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش

---

1 - - - مشکاۃ، کتاب الایمان باب الاعتصام ... الخ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

2 - - - ابوداود، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، ۴/۳۷۴، حدیث: ۴۹۴۸

3 - - - ابوداود، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، ۴/۳۷۴، حدیث: ۴۹۵۰

4 - - - بہار شریعت، ۳/۶۰۳، حصہ: ۱۶ مفہوما

5 - - - بہار شریعت، ۳/۶۰۴، حصہ: ۱۶ ماخوذا

کا لفظ ملایا گیا ہو، بالکل جائز ہے (کہ اصل دینے والا صرف اور صرف اللہ پاک ہی ہے، اللہ پاک جسے چاہے اختیار دے تو اللہ پاک کے اختیار دینے سے ہی کوئی نبی، ولی دے سکتا ہے)۔ [1] ☆طٰہٰ، یٰسین نام نہ رکھے جائیں کہ یہ الفاظ مُقَطَّعاتِ قُرآنیہ میں سے ہیں جن کے معانی معلوم نہیں۔ [2] ☆جو نام بُرے ہوں اُنہیں بدل کر اچھے نام رکھنے چاہئیں۔ [3]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور ان کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 . . . بہارِ شریعت، ۳/ ۶۰۴، حصہ: ۱۶

2 . . . بہارِ شریعت، ۳/ ۶۰۵، حصہ: ۱۶

3 . . . بہارِ شریعت، ۳/ ۶۰۳، حصہ: ۱۶

بیان:10 ہر مُبلّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: **تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو، کیونکہ تمہارا مجھ پر دُرُود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نُور ہو گا۔**[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّۃُ الْمُؤمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

1…جامع صغیر، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰

2…معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلمِ دِین کی تَعظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سُن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ربیعُ الاوّل اسلامی سال کا تیسرا مہینا ہے، یہ مہینا فضیلتوں، سعادتوں، رحمتوں اور ربِّ کریم کی نعمتوں کا مجموعہ ہے، عاشقانِ رسول اس مبارک مہینے کو ماہِ میلاد کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں، کیونکہ وہ ذاتِ پاک جن کو اللہ کریم نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، جن کی خاطر کائنات کو سجایا گیا، وہ عظمتوں والے نبی، خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسی ماہِ مُبارک میں دنیا میں تشریف لائے۔ اس مہینے کو سب فضیلتیں، سعادتیں اور برکتیں نبیِ کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کے صدقے نصیب ہوئیں۔ اسی مناسبت سے آج کے بیان میں ہم اس مبارک مہینے کے فضائل و برکات، بُزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم کے میلاد منانے کے

واقعات، اس مہینے میں کیے جانے والے اعمال اور ہمیں اس مہینے کو کس انداز میں گزارنا چاہیے اس کے متعلق سنیں گی۔ اے کاش کہ ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیتوں اور مکمل توجہ کے ساتھ سننا نصیب ہو جائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ماہِ ربیعُ الاوّل کو اتنی فضیلتیں کیوں ملیں، آیئے! سنتی ہیں: چنانچہ

امام زکریا بن محمد بن محمود قزوینی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: یہ وہ مبارک مہینا ہے جس میں اللہ پاک نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وجودِ مسعود کے صدقے دنیا والوں پر بھلائیوں اور سعادتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں، اسی مہینے کی بارہ تاریخ کو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت ہوئی۔ [1]

ربیعِ پاک تجھ پر اہلسنّت کیوں نہ قرباں ہوں
کہ تیری بارہویں تاریخ وہ جانِ قمر آیا

(قبالۂ بخشش، ص۳۷)

"ربیعُ الاوّل" کہنے کی وجہ

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یقیناً جو سعادت ربیعُ الاوّل کے حصے میں آئی وہ کسی اور مہینے کو نصیب نہیں ہوئی۔ ربیعُ الاوّل کے معنیٰ کیا ہیں، آیئے! سنتی ہیں:

ربیع کہتے ہیں موسمِ بہار کو یعنی سردی اور گرمی کے درمیان جو موسم ہوتا ہے

1...عجائب المخلوقات، ص۶۸

اسے رَبیع کہتے ہیں۔ اہلِ عرب موسمِ بہار کے ابتدائی زمانے کو" ربیعُ الاوّل" کہتے تھے اس موسم میں کُھمبی (برسات میں گلی لکڑی کے بھیگنے سے چھتری کی طرح ایک گھاس اُگ جاتی ہے اردو میں اسے کھمبی کہتے ہیں) اور پھول پیدا ہوتے تھے اور جس وقت پھلوں کی پیداوار ہوتی ہے ان ایام کو ربیعُ الآخر کہتے تھے۔ جب مہینوں کے نام رکھے گئے تو صفر کے بعد والے دو مہینوں کو انہی دو موسموں کے ناموں پر ربیعُ الاوّل اور ربیعُ الآخر کا نام دیا گیا۔ [1]

ماہِ ربیعُ الاوّل کی شان یہ ہے کہ اسی مہینے میں دو جہاں کے سلطان، محبوبِ ذیشان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت ہوئی ہے۔ یقیناً حُضُورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جہاں میں شاہِ بحر و بَر بن کر جلوہ گر نہ ہوتے تو کوئی عید، عید ہوتی، نہ کوئی شب، شبِ بَراءت۔ بلکہ کون و مکاں کی تمام تر رونق اور شان اس جانِ جہان، محبوبِ رَحمٰن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں کی دُھول کا صَدقہ ہے۔ اس مبارک مہینے کی بارہویں تاریخ بہت ہی سعادتوں اور عظمتوں والی ہے، کیونکہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت بروز پیر 12 ربیعُ الاوّل کو ہوئی۔ [2]

یہی وجہ ہے کہ اس دن عاشقانِ رَسول اپنی وسعت کے مطابق محافلِ میلاد مناتے اور اللہ کریم کی رَحمتوں سے حصہ پاتے ہیں۔ آیئے! اسی مناسبت سے ایک واقعہ سنتے ہیں: چنانچہ

---

1 ... لسان العرب، باب الراء، ۱/ ۱۴۳۵، تحت اللفظ الربیع ملخصا

2 ... لطائف المعارف، المجلس الثانی فی ذکر المولد ایضا، ص ۱۰۴ ۔ مواہب اللدنیۃ، المقصد الاول، آیات ولادتہ ... الخ، ۱/ ۷۵

فرشتوں کے اَنوار

حضرت شاہ وَلِیُ اللہ محدّثِ دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اُس محفلِ میلاد میں حاضر ہُوا، جو مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ میں رَبِیْعُ الْاَوّل کی بارہویں تاریخ کو مَوْلِدُ النَّبِی (یعنی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت گاہ) میں منعقد ہوئی تھی، جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ اچانک اس مجلس سے کچھ انوار بُلند ہوئے۔ میں نے ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمتِ الٰہی اور ان فرشتوں کے انوار تھے، جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔(1)

نُوری محفل پہ چادر تنی نُور کی
نُور پھیلا ہوا آج کی رات ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ جشنِ عید مِیلادُ النَّبِی کی محفل میں ربِّ کریم کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اَنوارِ الٰہی چھما چھم برستے ہیں، رحمت کے فرشتے میلاد شریف کی محفلوں میں شریک ہوتے اور میلاد منانے والوں کو اپنے نورانی پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، میلاد شریف منانے والوں سے ربِّ کریم خوش ہوتا ہے اور ان پر اپنے انعامات واِکرامات کی بارش بھی فرماتا ہے۔ یقیناً میلاد شریف منانا، ماہِ میلاد میں اپنے گھروں کو مدنی پرچموں، جگمگاتے قُمقُموں، رنگ برنگی لائٹوں سے سجانا، ربیعُ الاوّل کا چاند نظر آتے ہی نیک اعمال اور درودِ پاک کی کثرت کرنا اور میلاد

---

1 . . . سیرتِ مصطفیٰ، ص ۷۲-۷۳

شریف کی محافل میں شرکت کرنا باعثِ اجر و ثواب اور مغفرت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ مگر افسوس! فی زمانہ محفلِ میلاد ہو یا اجتماعِ ذکر و نعت میں درس و بیان سننے کا موقع، ہم لاپرواہی کرتیں، اِدھر اُدھر دیکھتی، موبائل فون استعمال کرتیں، ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے یہ وقت گزارتی ہیں، نہ خود توجہ سے بیان سنتی ہیں نہ دوسروں کو بیان سننے دیتی ہیں، نہ ہماری توجّہ بیان کرنے والی کی طرف ہوتی ہے نہ دوسرے کی توجّہ برقرار رہنے دیتی ہیں، کبھی بیان کرنے والی کی تو کبھی محفلِ میلاد کروانے والیوں کی غیبتیں کرتی ہیں، کبھی محفل کے اِہتمام پر اعتراض کرکے گناہوں اور محرومیوں کا بوجھ اپنے سر پر لیتی نظر آتی ہیں۔

حالانکہ ہمارے صحابۂ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضۡوَان حضور نبیِ رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محفل میں ہوتے تو اس قدر توجّہ کے ساتھ آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری باتیں سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جبکہ دوسری طرف ہم میں سے بعض ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف و کمالات کو غور سے نہیں سنتیں، نہ ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام سُن کر درود پڑھتی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ جب بھی سُنّتوں بھرے اجتماع یا محفلِ میلاد میں حاضری کی سعادت ملے تو باادب انداز میں توجّہ کے ساتھ سننے کی عادت بنائیں۔ آیئے! ترغیب کے لئے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ،

خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، حضرت شیخ سیّد محمد بن علوی مالکی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نقل کرتے ہیں: میرے والد حضرت سَیِّد عباس مالکی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے بتایا: میں بیتُ المُقدّس میں بارہویں شریف کی رات محفلِ میلاد میں شریک تھا، میں نے دیکھا ایک بوڑھا شخص شروع سے

آخر تک انتہائی اَدب وِاحترام کے ساتھ کھڑا ہو کر محفلِ میلاد میں شریک رہا، جب کسی نے پوری محفل کھڑے ہو کر سننے کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ میں نبیِ کریم، رءوفٌ رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکرِ خیر سنتے وقت تعظیماً کھڑے ہونے کو بدعتِ سیئہ (برا عمل) جانتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے اجتماع میں شریک ہوں اور لوگ نبیِ رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ جب نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد ہوئی تو تمام لوگوں نے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ استقبال کیا۔ مگر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم میں کھڑا نہیں ہوا، نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **"تو اب کھڑا نہیں ہو سکے گا"** جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ اب بھی بیٹھا ہوا ہوں۔ اسی پریشانی میں ایک سال گزر گیا مگر کھڑا نہ ہو سکا۔ بالآخر میں نے یہ منّت مانی کہ اگر اللہ پاک مجھے اس مرض سے شفایاب فرما دے تو میں محفلِ میلاد شروع سے آخر تک کھڑے ہو کر سنا کروں گا۔ اس منّت کی برکت سے اللہ کریم نے مجھے صحت عطا فرمائی۔ تو اب میرا یہ معمول بن گیا کہ میں اپنی منّت کو پورا کرتے ہوئے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم میں پوری محفل کھڑے ہو کر سنتا ہوں۔[1] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ محفلِ میلاد کا ادب واحترام کیا کریں اور توجّہ کے ساتھ سنا کریں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم ربیعُ الاوّل کے فضائل اور اس کی

---

1 . . . الاعلام بفتاوی ائمۃ الاسلام، ص ۹۴

برکتوں کے بارے میں سن رہی تھیں، ربیعُ الاوّل کی عظمتوں کے کیا کہنے! اسے کائنات کی سب سے زیادہ عظمت وشان والی ہستی، ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہے۔ اسی نسبت نے اس مہینے کی شان بڑھادی ہے اور اُس تاریخ کو رشکِ لَیْلَۃُ الْقَدْر بنادیا ہے، کیونکہ اس مہینے میں ربِّ کریم کی سب سے بڑی رحمت ہم گناہگاروں کو نصیب ہوئی، اس مہینے میں ربِّ کریم نے اپنا محبوب ہمیں عطا فرمایا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس رحمت پر اللہ پاک کا شکر ادا کریں، اس کی رحمت پر خُوشیاں منائیں، کیونکہ رحمتِ الٰہی ملنے پر خُوشی منانے کا حکم تو اللہ کریم نے خود ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ

پارہ 11 سُورۂ یُونُس کی آیت نمبر 58 میں اِرشاد ہوتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ (پ ۱۱، یونس: ۵۸)

ترجَمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اُسی کی رحمت اور اُسی پر چاہیے کہ خُوشی کریں وہ اُن کے سب دَھن دولت سے بہتر ہے۔

مشہور مفسرِ قرآن، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت اِرشاد فرماتے ہیں: اے مَحْبُوب! لوگوں کو یہ خُوشخبری دے کر یہ حکم بھی دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رَحمت مِلنے پر خُوب خُوشیاں مناؤ۔ عمومی خُوشی تو ہر وَقت مناؤ اور خُصوصی خُوشی اُن تاریخوں میں جِن میں یہ نعمت آئی یعنی رَمَضان میں کہ اللہ کا فضل "قرآن" آیا، ربیعُ الاوّل میں خُصوصاً بارہویں تاریخ کو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن یعنی محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیدا ہوئے۔ یہ فضل و رحمت یا اُن کی خُوشی منانا تمہارے دُنیوی جمع کیے ہوئے مال ومتاع، رُوپیہ، مَکان، جائیداد، جانور، کھیتی باڑی بلکہ اولاد وغیرہ

سب سے بہتر ہے کہ اس خُوشی کا نَفع شخصی نہیں بلکہ قومی ہے، وَقتی نہیں بلکہ دائمی ہے، صرف دُنیا میں نہیں بلکہ دِین و دُنیا دونوں میں ہے، جسمانی نہیں بلکہ دِلی اور رُوحانی ہے، برباد نہیں بلکہ اس پر بے شمار ثواب ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ ماہِ ربیعُ الاوّل اور بالخصوص اس مُبارک مہینے کی بارہویں تاریخ بڑی عَظمت و بَرَکت والی ہے، کیونکہ اِسی بارہویں تاریخ کو کفر و شرک کی ساری ظلمتیں کافُور ہوگئیں، اِسی بارہویں تاریخ کو ہر طرف روشنی ہی روشنی ہوگئی، اِسی بارہویں تاریخ کو ہر طرف خُوشی کا سماں چھا گیا، اِسی بارہویں تاریخ کو حضرت جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام نے کعبے کی چھت پر جھنڈا لگایا، اِسی بارہویں تاریخ کو ایران کے بادشاہ کسریٰ کے محل پر زَلزلہ آیا، اِسی بارہویں تاریخ کو اس کے محل میں دَراڑیں پڑ گئیں، اِسی بارہویں تاریخ کو ایک ہزار سال سے جلنے والا آتش کدہ خود بخود بجھ گیا۔ اِسی بارہویں تاریخ کو اللہ پاک کے حکم سے آسمان اور جنّت کے دروازے کھول دِیے گئے تھے۔ اِسی بارہویں تاریخ کو شیطان کا منہ کالا ہو گیا اور یہی وہ بارہویں تاریخ ہے جو ہمارے لئے عیدوں کی عید ہے۔ یہی وہ بارہویں تاریخ ہے جو شبِ قدر سے بھی افضل ترین ہے۔ چنانچہ

شبِ قدر سے افضل رات

شیخ عبدُ الحق مُحدِّث دِہلوی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **بیشک** سَرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ... تفسیر نعیمی، پ۱۱، یونس، تحت الآیۃ: ۵۸، ۱۱/ ۷۸ ۳ ملخصا

وَسَلَّم کی شبِ وِلادت شبِ قَدر سے بھی افضل ہے، کیونکہ شبِ وِلادت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دُنیا میں جلوہ گر ہونے کی رات ہے، جبکہ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا کردہ شب ہے اور جو رات ظُہورِ ذاتِ سَروَرِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی وجہ سے مُشرَّف ہو، وہ اُس رات سے زِیادہ شَرف و عزّت والی ہے، جو ملائکہ کے نُزول کی بِناء پر مُشرَّف ہے۔[1]

سَحابِ رحمتِ باری ہے بارہویں تاریخ　　کرم کا چشمۂ جاری ہے بارہویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارہویں تاریخ　　عَدو کے دِل کو کٹاری ہے بارہویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لَحظہ پر قُرباں　　خُوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارہویں تاریخ

ہمیشہ تُو نے غلاموں کے دِل کئے ٹھنڈے　　جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارہویں تاریخ

حسنؔ وِلادتِ سرکار سے ہوا روشن　　مِرے خدا کو بھی پیاری ہے بارہویں تاریخ

(ذوقِ نعت، ص۱۲۱-۱۲۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں چاہیے کہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے خُصوصی اہتمام کے ساتھ اس دن (بارہویں شریف) اور بالخصوص پورے رَبیعُ الاوّل کو ہی نیک اعمال میں گزاریں، اس ماہِ مُقدّس میں فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا اہتمام کریں، کثرت سے تلاوتِ قرآن کریں، خوب صدقہ و خیرات کریں، اسلامی بہنوں کو نیکی کی دعوت دے کر گناہوں سے بچانے کی کوشش کریں، دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اِجتماع میں شرکت اور بالخصوص رَبیعُ الاوّل شریف کے

---

1 ۔۔۔ ماثبت بالسنة، ص ۱۵۳

ابتدائی 12 دنوں میں ہونے والے مدنی مذاکروں کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ آیئے! رَبیعُ الاُوّل شریف اور بالخصوص بارہویں تاریخ کو کئے جانے والے نیک اعمال کے بارے میں سنتی ہیں۔

نفلی روزوں کا اہتمام کیجئے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ان اَیّام میں نَفْلی روزے رکھنے کا اہتمام کیجئے۔ یادر کھئے! سانسوں کا کوئی بھروسا نہیں، نہ جانے کب یہ سانسیں رُک جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے اَعمال کا سِلسِلہ مَوقُوف ہوجائے۔ ہمیں نیکیوں کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے، اللہ کریم کے فَضْل وکَرَم سے زِندگی میں ایک بار پھر ربیعُ الاُوّل کا مُبارک مہینا ہمیں دیکھنا نصیب ہوا، اس کے ایک ایک دن کی قدر کرتے ہوئے خوب نیک اعمال کریں، ربِّ کریم کی رضاو خوشنودی حاصل کرنے، رحمتِ الٰہی کی حقدار بننے، بارگاہِ مصطفےٰ میں ایصالِ ثواب پیش کرنے کی نیّت سے جن سے ہوسکے اس مہینے کی پہلی تاریخ سے بارہویں تاریخ تک 12 نفلی روزے رکھیں، بالخصوص بارہویں کو تو روزہ رکھنے کی بھرپور کوشش کیجئے، کیونکہ ہمارے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر پیر شریف کو روزہ رکھ کر اپنا یومِ ولادت مناتے تھے۔ چنانچہ

حضرت اَبُو قَتَادَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: حضور نبیِ رحمت، شَفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیر کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: اِسی دن میری وِلادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وَحی نازِل ہوئی۔[1]

1 ... مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ... الخ، ص۴۵۵، حدیث: ۲۷۵۰

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یقیناً حقیقی عشقِ رسول رکھنے والوں کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ دنیا کی مَحَبَّت سے پیچھا چھڑا کر اپنی زندگی کے ہر ہر معاملے میں اِطاعتِ رسول کو اوڑھنا بچھونا بنالیتے ہیں۔ اس کی ایک مثال امیرِ اہلسنّت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذات بھی ہے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بارہویں شریف اور بالخصوص ہر پیر شریف کو روزہ رکھتے ہیں اور اپنے مُریدین و مُحِبّین کو بھی ہر پیر شریف کا روزہ رکھنے کی بھرپُور ترغیب دِلاتے ہیں۔ لٰہذا ہمیں چاہئے کہ یادِ مصطفٰے میں نہ صرف خود بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی بارہویں شریف کا روزہ رکھنے کی ترغیب دیں اور ربِّ کریم کی اس عظیم نعمت کا شکر ادا کریں اور بارگاہِ مصطفٰے میں ایصالِ ثواب پیش کرکے دنیا و آخرت کی برکتوں کی حقدار بنیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

کثرت سے ذکرِ حبیب کیجئے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! نبیِ کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبّت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور محبّت کی ایک علامت یہ ہے کہ محبوب کا کثرت سے ذکر کیا جائے۔ روایت میں ہے: ”مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ مِنْ ذِکْرِہٖ“ یعنی جو کسی سے محبّت کرتا ہے اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔(1)

یوں تو ہمیں سارا سال ہی آقا کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکرِ خیر کرنا اور اپنے قول و فعل کے ذریعے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبّت کا اظہار کرنا چاہئے۔

1 … جامع صغیر، ص۵۰۷، حدیث:۸۳۱۲

اس ذکر کا بہترین ذریعہ نبیِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھنا ہے۔ کیونکہ درودِ پاک پڑھنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں، مثلاً **درودِ پاک** کی برکت سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے۔ **درودِ پاک** کی برکت سے رِزق میں برکت ہوتی ہے۔ **درودِ پاک** کی برکت سے پلِ صراط سے گزرنے میں آسانی ہو گی۔ **درودِ پاک** کی برکت سے آقا کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **شفاعت** نصیب ہو گی۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس بابرکت مہینے میں درودِ پاک کی کثرت کریں۔ آیئے! مل کر دعا کرتی ہیں:

بچیں بے کار باتوں سے پڑھیں اے کاش کثرت سے
ترے محبوب پر ہر دم درودِ پاک ہم مولیٰ

(وسائلِ بخشش مرمّم، ص۹۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

نوافل کی کثرت کیجئے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم ماہِ ربیعُ الاوّل میں کئے جانے والے نیک اعمال کے بارے میں سن رہی تھیں، ربیعُ الاوّل میں اللہ پاک اور اس کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قرب پانے والے اعمال بجالائیں۔ اس کا ایک بہترین ذریعہ نوافل کی کثرت بھی ہے۔ اسی لئے ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نوافل کی کثرت کیا کرتے تھے۔ آیئے! ربیعُ الاوّل اور بالخصوص بارہویں شریف کے چند نوافل کے بارے میں سنتی ہیں: چنانچہ،

(1) ربیعُ الاوّل کی پہلی رات نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت نفل اس طرح پڑھے

کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین بار سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کی تلاوت کیجئے اور سلام کے بعد سو مرتبہ یہ درودِ پاک پڑھئے: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔**[1]

(2) بارہویں تاریخ کو نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب پہنچانے کی نیّت سے بیس (20) رکعت نفل پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اکیس (21) مرتبہ سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھیں۔ ایک شخص ہمیشہ یہ نماز پڑھتا تھا اسے خواب میں نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے تھے کہ ہم تمہیں اپنے ساتھ جنّت میں لے کر جائیں گے۔[2]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں بھی فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان نوافل کو ادا کرنا چاہئے، کیونکہ نفل نمازوں کے بے شمار فوائد و بَرَکات ہیں۔ ☆**نوافل** کی برکت سے نیکوں میں شمار ہوتا ہے۔ ☆**نوافل** کی برکت سے ربِّ کریم کی محبّت نصیب ہوتی ہے۔ ☆**نوافل** کی برکت سے رِزق میں برکت ہوتی ہے۔ ☆**نوافل** کی برکت سے دشمنوں کے شر اور فساد سے حفاظت نصیب ہوتی ہے۔ ☆**نوافل** کی برکت سے موت کی سختی سے حفاظت نصیب ہوتی ہے۔ ☆**نوافل** کی برکت سے شیطان کے وسوسوں سے حفاظت نصیب ہوتی ہے۔ ☆**نوافل** کی برکت سے قبر روشن اور کشادہ ہوتی ہے۔ ☆**نوافل** کی برکت سے قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ

---

1 . . . لطائف اشرفی، ۲/ ۲۳۱- جواھر خمسه، ص ۲۱

2 . . . جواھر خمسه، ص ۲۱

بن جاتی ہے۔☆**نوافل** کی برکت سے قیامت کی پریشانیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

عبادت میں گزرے مِری زندگانی کرم ہو کرم یاخدا یاالٰہی

مسلماں ہے عطّارؔ تیری عطا سے ہو ایمان پر خاتِمہ یاالٰہی

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

مکتوبِ عطار سے انتخاب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم ربیعُ الاوّل میں کیے جانے والے نیک اعمال کے بارے میں سن رہی تھیں۔ یاد رہے! ربیعُ الاوّل کا ادب و احترام کرنا اس میں نیک اعمال کی کثرت کرنا بے شمار اجر و ثواب کا باعث ہے۔ آیئے! ربیعُ الاوّل میں مزید نیک اعمال کرنے کا ذہن بنانے کے لئے امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے صبحِ بہاراں سے خلاصۃً نِکات سنتی ہیں: چنانچہ

آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: (1) تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں جشنِ ولادت کی خوشی میں سنّتوں کے مطابق زندگی گزارنے کی نیّت کر لیجیے۔ (2) گیارہ کی شام کو ورنہ 12 ویں شب کو غسل کیجئے۔ ہو سکے تو اس عیدوں کی عید کی تعظیم کی نیّت سے ضرورت کی تمام چیزیں نئی خرید لیجیے۔ (3) جشنِ ولادت کی خوشی میں کوئی بھی ایسا کام مت کیجئے جس سے حقوق العباد پامال ہوں۔ (4) جشنِ ولادت کی خوشی میں گھروں پر سبز سبز پرچم لہرایئے، جائز ذرائع سے چراغاں کیجئے۔

مزید فرماتے ہیں: اسلامی بہنیں 30 دن تک روزانہ گھر کے اندر (صِرف گھر کی

اسلامی بہنوں اور مَحرموں میں) درسِ فیضانِ سنّت دینے کی نیّت کرلیں اور پھر آئندہ بھی روزانہ جاری رکھنے کی نیّت فرمائیں۔ تمام (اسلامی بہنیں) ان اعمال کے ساتھ ساتھ دیگر نیک اعمال کو بجالانے اور ماہِ ربیعُ الاوّل شریف کو عبادت وریاضت میں گزارنے کی نیّت فرمالیجئے۔

عمل کا ہو جذبہ عطا یاالٰہی گناہوں سے مجھ کو بچا یاالٰہی
دے شوقِ تلاوت دے ذَوقِ عبادت رہوں باوُضو میں سدا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۰۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم رَبیعُ الاوّل کے فضائل وبرکات اور اس ماہِ مُقدّس میں کئے جانے والے نیک اعمال کے متعلق سن رہی تھیں۔ ہمارے بزرگانِ دین رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِم بہت زیادہ ادب و احترام، عبادت و ریاضت اور اہتمام کے ساتھ اس مبارک ومُقدّس مہینے کو گزارتے تھے، اس مبارک مہینے میں خصوصیت کے ساتھ نبیِ کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا میلاد شریف مناتے، خوب صدقہ وخیرات کرتے، غریبوں، تنگدستوں اور لاچاروں کی مدد فرماتے تھے۔ آیئے! میلاد شریف منانے کے بارے میں ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

ربیعُ الاول اور اِربل کا بادشاہ

اِربل کا بادشاہ ابُو سعید مظفّر ہر سال ربیعُ الاُوّل کے مُبارک مہینے کا بڑا ہی ادب و احترام کرتا اور بالخصوص اس مہینے میں میلاد شریف بڑے اہتمام سے مناتا اور بہت بڑی

محفل کا اِنعقاد کرتا۔ اس محفل میں شرکت کرنے والوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اس محفلِ میلاد میں بُھنی ہوئی بکریوں کے پانچ ہزار سر دیکھے، 10 ہزار مُرغیاں، فیرنی کے ایک لاکھ پیالے اور حلوے کے 30 ہزار تھال دیکھے، بہت سے عُلماء اور صُوفیاء محفلِ میلاد میں شرکت کرتے تھے، بادشاہ (ابُوسعید مظفّر) انہیں قیمتی لباس پہناتا، انعامات سے نوازتا، وہ ہر سال محفلِ میلاد پر تین (3) لاکھ دِینار خرچ کرتا تھا، مہمانوں کے لیے مہمان خانہ ہوتا تھا، وہ ہر سال اس پر سالانہ ایک لاکھ دِینار صَرف کرتا تھا، تیس (30) ہزار دِینار خرچ کر کے حرمین شریفین کے راستے دُرُست کرواتا، یہ صدقات ان صدقات کے علاوہ تھے، جنہیں پوشیدہ طور پر کیا جاتا تھا۔[1]

ربیعِ پاک تجھ پر اہلسنّت کیوں نہ قرباں ہوں
کہ تیری بارہویں تاریخ وہ جانِ قمر آیا
(قبالۂ بخشش، ص۳۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم اس ماہِ مبارک کا بے حد ادب و احترام کرتے، اس مہینے میں خوب صدقہ و خیرات کرتے، پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا میلاد شریف مناتے۔ یاد رکھئے! میلاد شریف منانے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔ چنانچہ،

امام عبدُ الرَّحْمٰن بن جوزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جشنِ ولادت پر فرحت و

---

1 ۔۔۔ سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب مولدہ الشریف ۔۔۔ الخ، الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء ۔۔۔ الخ، ۱/۳۶۲ بتغیر قلیل

مَسرّت کرنے والے کے لیے یہ خوشی، جہنّم سے رُکاوٹ بنے گی۔ اے اُمّتِ محبوب! تمہارے لیے خوشخبری ہو! تم دنیاو آخرت میں خیرِ کثیر کے حقدار قرار پائے۔ حضرت احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جشنِ ولادت منانے والے کو برکت، عزت، بھلائی اور فخر ملے گا، موتیوں کا عمامہ اور سبز حُلّہ پہن کر وہ داخلِ جنّت ہوگا، بے شُمار محلّات اُسے عطا کیے جائیں گے اور ہر محل میں حُور ہوگی۔ نبیِ خیرُ الاَنام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر خوب دُرُود پڑھیے، جشنِ ولادت منا کر اسے خُوب عام کیا جائے۔[1]

جشنِ ولادت منانے کا ثواب

شیخ عبدُالحق مُحدِّث دِہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نبیِ کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کی رات خُوشی مَنانے والوں کی جَزا یہ ہے کہ اللہ کریم انہیں فضل و کرم سے جنّٰتُ النَّعِیم میں داخِل فرمائے گا۔ مسلمان ہمیشہ سے محفلِ میلاد مُنعقِد کرتے آئے ہیں اور وِلادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے اور خُوب صَدَقہ وخیرات کرتے آئے ہیں۔ خوب خوشی کا اِظہار کرتے اور دل کھول کر خَرچ کرتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادتِ باسعادت کے ذِکر کا اِہتمام کرتے ہیں اور اِن تمام اَفعالِ حَسنہ (یعنی نیک اور اچّھے اعمال) کی بَرکت سے ان لوگوں پر اللہ کریم کی رَحمتوں کا نُزول ہوتا ہے۔[2]

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے خُصوصی اہتمام کے

1 . . . مجموع لطیف النبی فی صیغ المولد النبوی القدسی، مولد العروس، ص ۲۸۱ ملتقطا

2 . . . ماثبت بالسنة، ص ۱۵۵ ملتقطا

ساتھ خُوشی خُوشی اس مبارک مہینے کو نیکیوں میں گزاریں، اس میں اجتماعِ میلاد مُنعقد کریں، اس دن خُوب صدقہ و خیرات کی عادت بنائیں، اِنْ شَآءَ اللہ! اس کی خوب خوب برکتیں پائیں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔ [1]

چلنے کی سنتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! امیرِ اہلسنّت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"163 مدنی پھول"** سے چلنے کی سنّتیں اور آداب سنتی ہیں: ☆ پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل کی آیت 37 میں اللہ پاک ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور زمین میں اِتراتا نہ چل بے شک تُو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

☆ اللہ پاک کی رحمت بن کر دنیا میں تشریف لانے والے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

---

1 . . . مشکاۃ الصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام...الخ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

فرمایا: ایک شخص دو چادریں اَوڑھے ہوئے اِترا کر چل رہا تھا اور گھمنڈ میں تھا، وہ زمین میں دھنسا دیا گیا، وہ قیامت تک دھنستا ہی جائے گا۔[1] ☆ اللہ پاک کی عطا سے غیب کی خبریں دینے والے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چلتے تو کسی قدر آگے جھک کر چلتے گویا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بلندی سے اُتر رہے ہیں۔[2] ☆ اگر کوئی رُکاوٹ نہ ہو تو راستے کے کنارے کنارے درمِیانی رفتار سے چلیے، نہ اتنا تیز کہ لوگوں کی نگاہیں آپ کی طرف اُٹھیں اور نہ اِتنا آہستہ کہ آپ بیمار لگیں۔ ☆ راہ چلنے میں پریشان نظری (یعنی بِلاضرورت اِدھر اُدھر دیکھنا) سنّت نہیں، نیچی نظریں کئے پُروقار طریقے پر چلیے۔ ☆ چلنے یا سیڑھی چڑھنے اُترنے میں یہ احتیاط کیجئے کہ جوتوں کی آواز پیدا نہ ہو۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم التبختر فی المشی ... الخ، ص ۸۹۰، حدیث: ۵۴۶۵

2 ... الشمائل المحمدیۃ للترمذی، باب ماجاء فی مشیۃ رسول اللہ، ص ۸۷، حدیث: ۱۱۸

بیان:11 ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُود شریف کی فضیلت

ہم پر شفقت فرمانے والا آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی مجلس میں بیٹھو تو یوں کہو: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد" اللہ پاک تم پر ایک فِرِشتہ مُقرّر فرمادے گا جو تم کو غیبت سے باز رکھے گا اور جب مجلس سے اُٹھو تو کہو: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد" تو فِرِشتہ لوگوں کو تمہاری غیبت سے باز رکھے گا۔[1]

بچیں بے کار باتوں سے پڑھیں اے کاش کثرت سے
ترے محبوب پر ہر دم درودِ پاک ہم مولیٰ

(وسائل بخشش، ص۹۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ

---

1 … القول البدیع، الباب الثانی فی ثواب الصلاة والسلام…الخ، ص ۲۷۸ ملتقطا

عَمَلِہٖ "مُسلمان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔"[1]

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمٹ سَرک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمارے آج کے بیان کا موضوع "قرآنِ پاک اور نعتِ مصطفےٰ" ہے، جس میں ہم حضور نبیِ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان و عظمت، فضائل و برکات اور وہ خصوصیات جو قرآنِ کریم میں بیان کی گئی ہیں، مثلاً:

---

1 ... معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

قرآنِ کریم میں کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **شفاعت کرنے والا** فرمایا گیا، تو کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **سِرَاجاً مُّنِیْرا** فرمایا گیا، کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **یٰس و طٰہٰ** فرمایا گیا، تو کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **مزّمّل و مُدّثّر** فرمایا گیا۔ الغرض اللہ پاک نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جن بے شمار اوصاف اور خصوصیات سے نوازا ہے ان کے متعلق سنیں گی۔ اے کاش کہ ہمیں سارا بیان اچھی نیّتوں اور مکمل توجّہ کے ساتھ سننا نصیب ہو جائے۔ آیئے! سب سے پہلے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ،

درِ رسول پر حاضر ہونے والا بخشا گیا

اَمِیْرُالْمُؤمِنِیْن حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے تین دن بعد ایک اَعرابی مسلمان روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور قبرِ انور کے ساتھ لپٹ گیا پھر کچھ مٹی اپنے سر(Head) پر ڈال کر یوں عرض کرنے لگا: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے جو کچھ فرمایا، ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ اللہ کریم نے آپ پر قرآن نازل فرمایا اور (پارہ 5 سُوْرَۃُ النِّسَآء آیت نمبر 64 میں) ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(پ۵، النسآء:۶۴)

تو یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کرکے) ظلم کیا ہے اس لئے میں آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ اَعرابی کی اس فریاد کے جواب میں، حضور نبیِ کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبرِ انور سے آواز آئی کہ اے اَعرابی! تو بخش دیا گیا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ **"جو روتا ہے اس کا کام ہوتا ہے۔"** اُس اَعرابی (دیہاتی) کا گریہ وزاری کرنا، اُس کا رونا، آقا کریم، رؤفٌ رّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار میں تڑپنا، نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پُکارنا، حُضورِ انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ اَقدس میں آنسو بہانا کام آگیا اور غلاموں کے حال سے خبردار آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُسے مغفرت کی خوشخبری عطا فرمادی۔ معلوم ہوا کہ بارگاہِ مُصْطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے آج بھی مَغْفِرت کے پروانے تقسیم ہوتے ہیں، آج بھی گناہگاروں کو دامنِ رحمت میں چُھپالیا جاتا ہے، آج بھی بے سہاروں کی بگڑیاں بنتی ہیں، آج بھی غم کی ماریوں کی غمخواری کی جاتی ہے اور آج بھی حاجت مندوں کی خالی جھولیاں بھری جاتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی اس پاکیزہ گھر کی حاضری کیلئے تڑپتے رہنا چاہئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

ساری کثرت پاتے یہ ہیں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اگر قرآنِ کریم کو بنظرِ ایمان دیکھا جائے

---

1 ۔۔۔ وفاء الوفاء، الباب الثامن فی زیارۃ النبی، الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ...الخ، ۲/۱۳۶۱

تو اس میں جا بجا نعتِ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نظر آتی ہے، اگر قرآنِ کریم کو محبتِ رسول کی نظر سے دیکھا جائے تو اس کے ہر ہر حرف میں نبیِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف نظر آتی ہے، اگر قرآنِ کریم کو اطاعتِ رسول میں ڈوب کر دیکھا جائے تو جگہ جگہ نبیِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان و عظمت دکھائی دیتی ہے، الغرض حمدِ الٰہی ہو یا عقائد کی آیات، گزشتہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات ہوں یا ان کی اُمّتوں کے احوال، قرآنِ پاک کا ہر موضوع (Topic) اپنے لانے والے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ اَلْغَرَض! پورے کا پورا قرآن ہی ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعت اور شان بیان کرتا نظر آتا ہے، چنانچہ،

اللہ پاک پارہ 30 سورۂ کوثر آیت نمبر 1 میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) ترجَمۂ کنزُ الایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شُمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پ ۳۰، الکوثر: ۱)

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیمُ الدّین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: (اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں) اور فضائلِ کثیرہ عنایت کرکے تمام خلق پر (تمہیں) افضل کیا، حسنِ ظاہر بھی دیا، حسنِ باطن بھی (عطا فرمایا)، نسبِ عالی بھی (دیا)، نبوت (کا اعلیٰ مرتبہ) بھی، کتاب بھی (عطا فرمائی اور)، حکمت بھی، (سب سے زیادہ) علم بھی (دیا اور سب سے پہلے) شفاعت (کرنے کا اختیار) بھی، حوضِ کوثر (جیسی عظیم نعمت) بھی (دی اور) مقامِ محمود بھی، کثرتِ اُمّت بھی (آپ کا حصہ ہے اور)

اعدائے دین (دشمنانِ اسلام) پر غلبہ بھی (آپ کو عطا کیا) کثرتِ فُتوح بھی (آپ کے لیے ہیں) اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں (آپ کو ایسی عطا فرمائیں) جن کی نہایت نہیں۔[1]

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امامِ اہلسنت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں رَبّ ہے مُعطِی یہ ہیں قاسم

سَاری کثرت پاتے یہ ہیں اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ

(حدائقِ بخشش، ص ۴۸۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

کوثر سے کیا مراد ہے؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سورۂ کوثر میں موجود لفظ **"اَلْکوثر"** "کثیر" سے مُبالغہ ہے، یعنی "بہت بھلائی" "اَلکوثر" جس لفظ سے بنا ہے وہ ہے "کثیر" اور "کثیر" کی ضد ہے "قلیل"، ہم اللہ پاک کی قلیل چیزوں کو شمار نہیں کر سکیں تو کثرت کا کیسے حساب لگا سکیں گی، کیونکہ اللہ پاک پارہ 5 سورۂ نساء آیت نمبر 77 میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ ۚ ترجَمۂ کنزالعرفان: اے حبیب! تم فرما دو کہ دنیا کا ساز و سامان تھوڑا سا ہے۔ (پ۵، النسآء:۷۷)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اب ذرا غور کیجئے! دنیا کا سامان ہے کتنا؟ دنیا میں حیوانات، نباتات، جمادات کی صورت میں ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں در اربوں چیزیں ہیں جو دنیا کا سامان ہیں اور ہمارے شمار سے باہر ہیں، جب تمام دُنیاوی ساز و

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ ۳۰، الکوثر، تحت الآیۃ:۱

سامان کو کثیر کے بجائے قلیل فرمایا گیا تو ان فضائل و کمالات کی عظمت و کثرت کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا جو اللہ پاک نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمائے، کیونکہ ان کیلئے لفظِ کثیر نہیں بلکہ لفظِ کوثر بیان فرمایا گیا ہے یعنی کثیر در کثیر (یعنی ایسی کثرت کہ جس کا اندازہ کیا ہی نہیں جاسکتا)۔ ظاہر ہے کہ جب ربِّ کریم کے ہاں وہ شے جو قلیل ہے ہم اسے شمار نہیں کرسکتے تو جو فضائلِ نبوی کثیر سے بھی بڑھ کر کوثر ہیں اس کا شمار کون کرسکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔ (1)

کنجی تمہیں دی اپنی خزانوں کی خدا نے   محبوب کیا مالک و مختار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر   کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری   سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا

(ذوق نعت، ص۴۸،۴۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

تیرے چہرۂ نورِ فزا کی قسم

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم قرآنِ کریم میں بیان کردہ حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف اور اوصاف کے بارے میں سن رہی تھیں، ربِّ کریم نے اپنے پاکیزہ کلام میں اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح طرح سے تعریف بیان فرمائی، کہیں کئی آیات میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعت موجود ہے تو کہیں پوری پوری سورت محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف بیان کرتی نظر آتی

1 . . . مقام رسول، ص۴۱تا۴۲ ملخصا

ہے، کہیں محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں کو لگنے والی خاک کی قسم بیان فرمائی ہے تو کہیں محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک شہر کی قسم بیان فرمائی ہے، کہیں محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی عظمت و رِفعت کو بیان فرمایا ہے تو کہیں محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُبارک چہرے کی قسم بیان فرمائی، کہیں محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نمازوں کی قسم ارشاد فرمائی ہے تو کہیں محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رات کی تاریکی میں عبادت کرنے کو بیان فرمایا اَلْغَرض پورا کلامِ الٰہی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف بیان کرتا نظر آتا ہے۔

سورۂ وَالضُّحٰی ہی کو دیکھ لیجئے، یہ مکمل سورت ہی حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعریف پر مشتمل ہے، بالخصوص اس کی ابتدائی دو آیات میں تو بڑے ہی نِرالے انداز میں مُصطفےٰ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُبارک چہرے کو چاشت کے ساتھ اور مُبارک زلفوں کو رات کی تاریکی سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔ (پ ۳۰، الضحٰی: ۱، ۲)

ان آیات میں چاشت اور رات کی تاریکی سے کیا مراد ہے، اس بارے میں مفسرین اور علمائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے مختلف اقوال ہیں۔ آیئے ان میں سے کچھ سنتے ہیں:

عاشقِ رسول حضرت علامہ سیّد محمود آلوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تفسیر "روح المعانی" میں فرماتے ہیں:

1. "وَالضُّحٰی" سے مراد ہے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نمازِ چاشت کی قسم اور "وَالَّیْل"

سے مراد ہے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نمازِ تہجد کی قسم۔

2. ”وَالضُّحٰی“ سے مراد ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشی کے وقت کی قسم اور ”وَالَّیْل“ سے مراد ہے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے غم کے وقت کی قسم۔

3. ”وَالضُّحٰی“ سے مراد ہے اس وقت کی قسم جب آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام لوگوں کے ساتھ ملاقات میں مشغول ہوتے ہیں اور ”وَالَّیْل“ سے مراد ہے اس وقت کی قسم جب آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رات کی تنہائی میں اللہ پاک کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔[1]

جبکہ حضرت امام فخرُ الدّین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

1. ”وَالضُّحٰی“ سے مراد ہے نبیِ اکرم نورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کمالِ عقل کی قسم اور ”وَالَّیْل“ سے مراد ہے نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس دنیا سے ظاہری وفات کی قسم۔

2. ”وَالضُّحٰی“ سے مراد ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اُس نورِ علم کی قسم جس سے پوشیدہ غیب بھی ظاہر ہو جاتا ہے اور ”وَالَّیْل“ سے مراد ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وہ غُیوب جو پوشیدہ ہیں۔

3. ”وَالضُّحٰی“ سے مراد ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہلِ بیت کے مردوں کی قسم اور ”وَالَّیْل“ سے مراد ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہلِ بیت کی خواتین کی قسم۔

4. ”وَالضُّحٰی“ سے مراد ہے مُصطفٰے عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے روشن چہرے کی قسم اور ”وَالَّیْل“

1...تفسیر روح المعانی، پ۳۰، الضحی، تحت الآیۃ:۲، ۱۵/ ۵۲۱ ماخوذا

سے مراد ہے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سیاہ زُلفوں کی قسم۔[1]

سرکارِ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اسی آخری تفسیری قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہے کلامِ الٰہی میں شَمس و ضُحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زُلفِ دوتا کی قسم

(حدائقِ بخشش، ص۸۰)

شعر کی وضاحت: اے میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قرآنِ مجید میں شَمس و ضُحٰی فرما کر اللہ پاک نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کی قسم یاد فرمائی ہے اور وَالَّیْل فرما کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خم دار سیاہ زلفوں کی قسم یاد فرمائی ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! غور کیجیے! اللہ پاک نے کیسے پیارے انداز میں اپنے پیارے محبوب نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روشن چہرے اور خوبصورت زُلفوں کی قسم بیان فرمائی، صرف یہی نہیں بلکہ اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اداؤں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تعلق رکھنے والی مختلف چیزوں کی قسم بھی یاد فرمائی ہے۔ آئیے! ملاحظہ کیجیے:

اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُبارک گفتگو کی قسم یاد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۘ۸۸﴾ (پ۲۵،

---

1 ... تفسیر کبیر، پ۳۰، الضحی، تحت الآیۃ: ۱، ۲، ۱۱/۱۹۱ ماخوذا

الزخرف:۸۸)(تَرجَمۂ کنزالایمان: مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے ربّ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔)

اللہ پاک نے اپنے محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک عمر کی قسم یاد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۝﴾ (پ۱۴، الحجر:۷۲) (تَرجَمۂ کنزالایمان: اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشے میں بھٹک رہے ہیں۔)

اللہ کریم نے اپنے محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُقدّس شہر کی قسم یاد فرمائی اور ارشاد فرمایا: ﴿لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۝۱﴾ (پ۳۰، البلد:۱)(تَرجَمۂ کنزالایمان: مجھے اس شہر کی قسم۔)

اللہ پاک نے نبیِ بے مثال، سیّدہ آمِنہ کے لال صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ مبارک کی قسم یاد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَ الْعَصْرِ۝۱﴾ (پ۳۰، العصر:۱)(تَرجَمۂ کنزالایمان: اس زمانۂ محبوب کی قسم۔)

وَالْعَصْر ہے تیرے زماں کی قسم لَعَمْرُكَ ہے تیری جاں کی قسم
وَالْبَلَد ہے تیرے مکاں کی قسم تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دنیا کا دستور ہے کہ بادشاہ جب اپنے کسی درباری کو اپنی عنایتوں سے مخصوص فرماتے ہیں تو اسے ایسے خاص انعامات عطا فرماتے ہیں، جس سے اس کی قدر و منزلت ہر شخص کے نزدیک بڑھ جائے اور وہ دوسروں سے بالکل ہی مُمتاز اور جدا ہو جائے اور وہ کمالات اور مراتب جو کسی اور کو بھی ملے ہوئے

ہوں تو بادشاہ اپنے خاص اور چنے ہوئے درباریوں کو وہ عطا فرمانے کے ساتھ دیگر بھی کئی بہتر مرتبوں سے سرفراز فرماتے ہیں، اسی طرح پروردگارِ عالم نے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام مخلوق سے زیادہ انعامات دے کر اپنی خاص مہربانیوں سے مُشرّف کیا اور قرآنِ کریم میں ربِّ کریم نے مختلف مقامات پر مختلف الفاظ کے ذریعے اپنے حبیب حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف فرمائی ہے، چنانچہ،

☆سورۂ فتح آیت نمبر 29 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** فرمایا ☆تو سورۂ اٰلِ عمران آیت نمبر 33 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو "**مصطفٰے**" قرار دیا گیا ☆سورۂ اٰلِ عمران آیت نمبر 179 میں "**مجتبٰے**" فرمایا ☆تو سورۂ جن آیت نمبر 27 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو "**مرتضٰے**" کے لقب سے یاد کیا گیا ☆سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1 میں **عبدِ کامل** ☆تو سورۂ مائدہ آیت نمبر 15 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو "**نور**" فرمایا گیا ☆سورۂ نساء آیت نمبر 174 میں "**بُرہان**" ☆تو سورۂ احزاب آیت نمبر 40 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو "**خاتَمُ النّبیین**" فرمایا گیا ☆سورۂ احزاب آیت نمبر 45 میں "**حاضر وناظر**"، "**سراجِ مُنیر**" اور "**داعی اِلَی اللّٰه**" (یعنی اللہ پاک کی طرف بلانے والا) فرمایا گیا ☆سورۂ یٰسٓ آیت نمبر 1 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو "**یٰسٓ**" ☆تو سورۂ طٰہٰ آیت نمبر 1 میں "**طٰہٰ**" فرمایا گیا ☆سورۂ بقرہ آیت نمبر 119 میں "**بشیر**" (خوشخبری سنانے والا) اور "**نذیر**" (ڈر سنانے والا) فرمایا گیا ہے ☆سورۂ مُزّمّل آیت نمبر 1 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو "**مُزّمّل**" ☆تو سورۂ مُدّثّر آیت نمبر 1 میں **مُدّثّر** فرمایا گیا ہے ☆سورۂ اٰلِ عمران آیت نمبر 164 میں اللہ پاک نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مومنوں پر اپنا "**احسان**" قرار دیا

☆تو سورۂ انبیاء آیت نمبر 160 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام عالمین کیلئے **"رحمت"** قرار دیا☆سورۂ قلم آیت نمبر 4 میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **"صاحبِ خُلُقِ عظیم"** فرمایا☆تو سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1 میں **صاحبِ معراج** فرمایا گیا☆سورۂ بقرہ آیت نمبر 33 میں **"دعائے ابراہیمی"**☆تو سورۂ صف آیت نمبر 6 میں **"بشارتِ عیسٰی"** فرمایا گیا ☆سورۂ کوثر آیت نمبر 1 میں **"صاحبِ کوثر"**☆تو سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 79 میں **"صاحبِ مقامِ محمود"** قرار دیا گیا۔ اَلْغرض پورا قرآن ہی اللہ پاک نے اپنے محبوبِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں نازل فرمایا ہے۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ اِن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں اور ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

(حدائقِ بخشش، ص۲۳۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

قرآن اور مدحتِ مصطفےٰ

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے کہ قرآنِ کریم میں خود ربِّ کریم اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف فرما رہا ہے، اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف، شان و عظمت اور خصوصیات کو اپنے پاکیزہ کلام میں ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرما رہا ہے کہ یہ کوئی عام ہستی نہیں ہے، بلکہ میرا محبوب سب سے اعلیٰ ہے، میرا محبوب دونوں جہان کا سردار ہے، میرا محبوب ہر وصف میں لاجواب ہے، میں نے جتنی صفات دیگر نبیوں کو عطا فرمائی ہیں، وہ سب میں نے اپنے محبوب کو ایک

ساتھ عطا فرمادی ہیں تاکہ میرا محبوب سب سے بالا ہو جائے۔

سب سے اَولیٰ و اَعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی دونوں عالم کا دُولھا ہمارا نبی
خَلق سے اَولیا، اَولیا سے رُسُل اور رَسولوں سے اَعلیٰ ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو مُنھ چاہیے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی

(حدائق بخشش، ص۱۳۸، ۱۴۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! آقا کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مزید خصوصیات سنتی ہیں:

اللہ پاک نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک اللہ نے چن لیا آدم کو۔ (پ۳، آلِ عمران:۳۳)

جبکہ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مرتبۂ محبوبیت سے نواز کر ظاہر فرمادیا کہ میرا محبوب تمام چیزوں سے افضل ہے۔

اسی طرح اللہ پاک نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں فرمایا:

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اللہ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ (پ۱، البقرۃ:۳۱)

جبکہ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو کچھ سکھایا اُس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ﴿۴﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ماکَانَ وَمَایَکُوْن کا بیان اُنہیں سکھایا۔ (پ۲۷، الرحمٰن: ۳، ۴)

تفسیرِ صراطُ الجنان میں ہے کہ یہاں انسان سے مراد دو عالَم کے سردار محمد مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور بیان سے "مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ" یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا، کا بیان مراد ہے کیونکہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اوّلین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ سیّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا علم تمام اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ امامِ اہلسنت، مولانا شاہ احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

(حدائقِ بخشش، ص ۸۰)

شعر کی وضاحت: اے شفاعت فرمانے والے آقا! جو مرتبہ آپ کے رَبِّ کریم نے آپ کو عطا فرمایا وہ آج تک نہ کسی کو ملا ہے اور نہ قیامت تک کسی کو ملے گا اور حد ہو گئی کہ وہ رُبُّ العالمین ہو کر آپ کے شہرِ پاک، آپ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اور آپ کی

---

1 . . . تفسیر صراط الجنان، پ ۲۷، الرحمٰن، تحت الآیۃ: ۳، ۴، ۹/ ۶۲۷

مبارک زندگی کی قسم یاد فرما رہا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم پیارے آقا، مکی مدنی مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ اقدس، فضائل اور خصوصیات بزبانِ قرآن سن رہی تھیں، یقیناً ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان تو بے مثال ہے، یقیناً جس ذاتِ بابرکات پر اللہ پاک کا فضلِ عظیم ہو اُس کی فضیلت کون شمار کرسکتا ہے؟ حضرت امام قاضی عیاض مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ "**شفاء شریف**" میں ارشاد فرماتے ہیں: **حَارَتِ الْعُقُوْلُ فِیْ تَقْدِیْرِ فَضْلِہٖ عَلَیْہِ وَ خَرِسَتِ الْاَلْسُنُ**، یعنی اللہ کریم کا جو فضل پیارے آقا، مکی مدنی مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ہے، اُس کا اندازہ کرنے سے عقلیں حیران ہیں اور زبانیں عاجز ہیں۔(1)

آئیے! حضور نبیِ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان و عظمت کے بارے میں مزید سنتی ہیں: چنانچہ،

اللہ پاک نے حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے سبب مسلمانوں کو طوفان سے نجات بخشی، تو ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سبب غیر مسلموں کو عذاب سے مہلت دی، اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ ؕ (پ ۹، الانفال: ۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

---

1 ... الشفاء، الباب الثانی فی تکمیل محاسنہ، جزء: ۱، ۱/۱۰۳

سَیِّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کیا خوب فرماتے ہیں:

اَنتَ فِیهِم نے عَدُوْ کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائیِ دوست

(حدائق بخشش، ص ۶۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

اللہ پاک حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی معراج کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (پ۷، الانعام:۷۵) ترجَمۂ کنز الایمان: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

حضرت سعید بن جُبیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اس سے آسمانوں اور زمین کی نشانیاں مراد ہیں اور وہ اِس طرح کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو بَیْتُ الْمُقَدَّس کے صخرہ (پتھر) پر کھڑا کیا گیا اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے تمام آسمانوں کا مشاہدہ کھول دیا گیا یہاں تک کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرش و کرسی اور آسمانوں کے تمام عجائب اور جنّت میں اپنے مقام کا معائنہ فرمایا پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے زمین کا مشاہدہ کھول دیا گیا یہاں تک کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائبات دیکھے۔[1]

اس آیت میں معراجِ ابراہیمی کا ذکر ہے، حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو عظیم معراج ہوئی مگر ہمارے آقا، مکی مدنی مُصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس سے بہت بڑھ کر معراج ہوئی حتّٰی کہ حضور پرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ﴿دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾

---

1 ۔۔۔ تفسیر خازن، پ۷، الانعام، تحت الآیۃ: ۷۵، ۲/۲۸ ملتقطا

کے مقام پر فائز ہوگئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اللہ کریم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے پتھر (Stone) سے پانی جاری فرمایا:

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ ترجَمۂ کنزالایمان: فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے۔ (پ ۱، البقرة: ۶۰)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

جبکہ ہمارے پیارے آقا، دو عالم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انگلیوں سے اس قدر پانی جاری ہوا کہ پندرہ سو افراد نے اسے پیا اور وضو کیا۔ یہ معجزہ پتھر سے پانی نکلنے والے معجزے سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ پتھر سے اکثر پانی نکلتا ہے اور نہریں جاری ہوتی ہیں اور گوشت سے اس قدر پانی جاری ہونا مُعْجِزَہ ہے۔ آیئے! مکمل واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ،

6 ہجری میں پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عُمرے کا ارادہ کرکے مدینۂ منورہ سے مکۂ مکرمہ کیلئے روانہ ہوئے اور حُدیبیہ کے میدان میں پڑاؤ کیا۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے حُدیبیہ کا کنواں خشک ہو گیا اور حاضرین پانی کے ایک ایک قطرے کے لیے محتاج ہو گئے۔ اس وقت رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بڑے پیالے میں اپنا دستِ مبارک رکھ دیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک انگلیوں سے اس طرح پانی کی نہریں جاری ہو گئیں کہ پندرہ سو کا لشکر سیراب ہو گیا۔ لوگوں نے وضو و غسل بھی کیا جانوروں کو بھی پلایا تمام مشکوں اور برتنوں کو بھی بھر لیا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پیالہ میں سے دستِ

مبارک کو اٹھالیا اور پانی ختم ہو گیا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت آپ لوگ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ پندرہ سو کی تعداد میں تھے مگر پانی اس قدر زیادہ تھا **لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا** یعنی اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو سب کے لئے یہ پانی کافی ہو جاتا۔[1]

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(حدائقِ بخشش، ص ۱۳۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[2]

سینہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

پانی میں اسراف سے بچنے کے آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"وضو کا طریقہ"** سے پانی میں اسراف سے بچنے کے بارے میں چند

---

1 . . . بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۲/۴۹۳، حدیث: ۳۵۷۶ ماخوذا

2 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

آداب سنّتی ہیں۔

پہلے 2 فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے:(1)فرمایا:وُضُو میں بہُت سا پانی بہانے میں کچھ خیر (بھلائی) نہیں اور یہ کام شیطان کی طرف سے ہے۔[1] (2)آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو وُضو کرتے دیکھا تو فرمایا:اِسراف نہ کر اِسراف نہ کر۔[2]

☆اگر وقف پانی سے وُضو کیا تو زِیادہ خَرچ کرنا بِالاتّفاق حرام ہے۔[3] ☆بعض اسلامی بہنیں چُلّو لینے میں پانی ایسا ڈالتی ہیں کہ اُبل جاتا ہے حالانکہ جو گرا بیکار گیا اس سے احتیاط چاہئے۔[4] ☆آج تک جتنا بھی ناجائز اِسراف کیا ہے، اُس سے توبہ کرکے آئندہ بچنے کی بھرپور کوشش شروع کیجئے ☆وُضو کرتے وقت نل احتیاط سے کھولئے، دَورانِ وُضو مُمکنہ صورت میں ایک ہاتھ نل کے دستے پر رکھئے اور ضَرورت پوری ہونے پر بار بار نل بند کرتی رہیں ☆مِسواک، کُلّی، غَرغَرہ، ناک کی صفائی اور ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال اور مسح کرتے وقت ایک بھی قطرہ نہ ٹپکتا ہو یوں اچّھی طرح نل بند کرنے کی عادت بنایئے ☆سردیوں میں وُضو یا غُسل کرنے نیز برتن اور کپڑے وغیرہ دھونے کے لئے گرم پانی کے حُصُول کی خاطِر نل کھول کر پائپ میں جمع شُدہ ٹھنڈا پانی یوں ہی بہادینے کے بجائے کسی برتن میں پہلے نکال لیں ☆منہ دھونے کیلئے صابون کا جھاگ بنانے میں بھی پانی احتیاط سے خرچ کیجئے ☆اِستعمال کے بعد ایسی صابون دانی میں صابون رکھئے جس میں پانی بالکل نہ ہو

1...کنز العمال،کتاب الطھارۃ، الباب الثانی فی الوضوء،جزء ۱، ۵/۱۴۴، حدیث: ۲۶۲۵۵

2...ابن ماجه،کتاب الطھارۃ وسننھا، باب ماجاء فی القصد...الخ، ۱/۲۵۴، حدیث: ۴۲۴

3...وضو کا طریقہ، ص ۴۲

4...وضو کا طریقہ، ص ۴۲

☆پی چکنے کے بعد گلاس میں بچا ہوا پانی پھینک دینے کے بجائے دوسری اسلامی بہن کو پلا دیجئے یا کسی اور استعمال میں لیجئے ☆نل سے قطرے ٹپکتے رہتے ہوں تو فوراً اِسکا حل نکالئے ورنہ پانی ضائع ہوتا رہے گا۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصہ 16(312صفحات)120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بیان:12 ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه   وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: میرا جو اُمّتی اِخلاص کے ساتھ مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے گا اللہ پاک اُس پر دس (10) رَحمتیں نازل فرمائے گا، اُس کے دس (10) دَرَجات بلند فرمائے گا، اُس کے لئے دس (10) نیکیاں لکھے گا اور اُس کے دس (10) گُناہ مٹادے گا۔[1]

میری زبان تَر رہے ذِکر و دُرُود سے   بے جاہنسوں کبھی نہ کروں گفتگو فُضول

(وسائلِ بخشش مرمم، ص ۲۴۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ**" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

---

1 . . . سنن کبری للنسائی، کتاب عمل الیوم . . . الخ، باب ثواب الصلاۃ . . . الخ، ۶/۲۱، حدیث: ۹۸۹۲

2 . . . معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوااللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! انسان جس سے محبّت کرتا ہے اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے، اس کے نقشِ قدم پر چلنے، اس کی اَداؤں کو اپنانے، اس کے قول وفعل اور عمل میں اس کی نقل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے کیونکہ مَحبوب کی اَداؤں کو پسند کرنا اور اپنانا ہی محبّت کی علامت اور محبّت میں سچائی کی دلیل ہوتا ہے۔ چونکہ ہم بھی اپنے پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبّت کرتی

ہیں، ہمیں اپنی محبّت کی سچائی کو پرکھنے کیلئے غور کرنا چاہئے کہ ہم اپنے محبوب آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری سُنَّتوں اور نرالی اَداؤں کو کس حد تک اپناتی ہیں؟ آج کے بیان میں ہم پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چند پیاری پیاری اَداؤں اور سُنَّتوں مثلاً پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بولنے کا انداز کیسا تھا؟ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کھانے کا انداز کیسا تھا؟ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معاشرے میں رہنے کا انداز کیسا تھا؟ ساتھ ہی ساتھ صحابۂ کرام، صحابیات اور بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کی سنّتِ رسول سے والہانہ محبت اور سُنَّتوں پر عمل کرنے کے واقعات کے بارے میں بھی سنیں گی۔ اے کاش! ہمیں اچھی اچھی نیتوں اور توجہ کے ساتھ مکمل بیان سننے کی سعادت نصیب ہوجائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

آیئے! سب سے پہلے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَخلاقِ حسنہ کا ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

اَخلاقِ مصطفٰے کی جھلکیاں

اُمُّ الْمُؤمنین حضرتِ عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا فرماتی ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ کوئی خوش اَخلاق نہیں تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ یا آپ کے گھر والوں میں سے جو کوئی بھی آپ کو پُکارتا تو آپ لَبَّیْك (یعنی میں حاضر ہوں) کہہ کر جواب دیتے۔ حضرتِ جریر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں: میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی بھی رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور جس وقت بھی مجھے دیکھتے تو مُسکرا دیتے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے صحابہ رَضِیَ اللہُ

عَنْهُم سے خوش طبعی بھی فرماتے اور سب کے ساتھ مل جل کر رہتے، ہر ایک سے گفتگو فرماتے، صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے بچوں سے بھی خوش طبعی فرماتے، ان بچوں کو اپنی مُبارک گود میں بٹھالیتے، آزاد، غلام اور مسکین سب کی دعوتیں قبول فرماتے، مدینے کے دُور دراز مقامات پر رہنے والے مریضوں کی عِیادت کیلئے تشریف لے جاتے تھے اور مَعْذِرَت کرنے والے کی مَعْذِرَت قبول فرمالیا کرتے تھے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر والوں، اپنے اَحباب، اپنے اَصحاب، اپنے رشتے داروں، اپنے پڑوسیوں حتّٰی کہ ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اخلاقی اور مِلنساری کے ساتھ پیش آتے کہ ان میں سے ہر ایک آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاقِ حسنہ کا گرویدہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرنے والا بن جاتا، جب کوئی آپ کو بلاتا تو آپ جواب میں لَبَّیْكَ (یعنی میں حاضر ہوں) فرماتے، مگر افسوس! فی زمانہ اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں تو ہمارے گھر والے، رشتہ دار اَلْغَرَض! ہم سے تعلق رکھنے والیاں ہمارے بُرے اَخلاق و کردار کی وجہ سے پریشان نظر آتی ہیں، کیونکہ کبھی ہم ابے تبے سے بات کرتی ہیں تو کبھی ہم دوسروں کے ساتھ لڑتی جھگڑتی اور گالم گلوچ کرتی ہیں، کبھی کسی کی غیبت، چغلی اور دل آزاری کرتی نظر آتی ہیں تو کبھی گھر میں والدین اور بہن بھائیوں سے اُلجھتی نظر آتی ہیں، کبھی سہیلیوں کے ساتھ بے رُخی اور بد سُلوکی کرتی ہیں، تو کبھی بچوں کے ساتھ بے جا سختی سے پیش آتی ہیں، کبھی گھر والوں کے ساتھ جھگڑا کرتی ہیں تو کبھی پڑوسنوں

---

1 . . . الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل واما حسن عشرته، ۱/۱۲۱

پر ناراضی کا اظہار کرتی ہیں، کبھی سُسرال والوں کے ساتھ تو کبھی اپنے دیگر رشتے داروں کے ساتھ قطعِ تعلقی کرلیتی ہیں۔ اَلْغَرَض! بدقسمتی سے نہ ہم ظاہر میں سُنّتِ مصطفےٰ کی پابند ہیں نہ کردار میں اخلاقِ مصطفےٰ کی پیکر ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی حضور نبیِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرتِ طیبہ کے مُطابق گزاریں، جیسا کہ ہمارے رَبِّ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱) ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

مشہور مفسّرِ قرآن، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو اُن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا، مرنا، سونا، جاگنا، حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جائیں۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

سنّتوں پر عمل کرنے کی بَرکات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے اور گفتگو کرنے میں پیارے پیارے آقا، مدینے والے مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّتوں کو اپناتے ہیں تو ربِّ کریم کی رحمتیں ان پر چھما چھم برستی ہیں، کیونکہ ☆ سُنّتوں پر عمل کرنے والیوں کو ربِّ کریم کی رضا نصیب

1 . . . نور العرفان، پ ۲۱، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۱

ہوتی ہے، ☆سُنَّتوں پر عمل کرنے والیوں کا شمار ربِّ کریم کے پسندیدہ بندوں میں ہوتا ہے، ☆سُنَّتوں پر عمل کرنے والیوں کو خوفِ خُدا نصیب ہوتا ہے، ☆سُنَّتوں پر عمل کرنے والیوں کو فکرِ آخرت کا ذہن نصیب ہوتا ہے، ☆سُنَّتوں پر عمل کرنے والیوں کو حقیقی محبّتِ رسول نصیب ہوتی ہے، ☆سُنَّتوں پر عمل کرنے والیوں کو کئی شہیدوں کا اَجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، ☆سُنَّتوں پر عمل کرنے والیوں کو دونوں جہاں میں کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں، ☆سنتوں پر عمل کرنے والیوں کو پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خُوشنودی و قُرب حاصل ہوتا ہے۔ آیئے! سُنَّتوں پر عمل کا جذبہ بڑھانے کے لئے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

سنّت پر عمل کی برکت سے مغفرت ہوگئی

حضرتِ علی بن حُسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرتِ ہِبَۃُ اللّٰہ طَبَری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ کریم نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ حضرتِ ہِبَۃُ اللّٰہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے جواب دیا: اللہ کریم نے میری مغفرت فرما دی۔ عرض کی: کس سبب سے؟ تو انہوں نے رازدارانہ انداز میں کہا: سُنّتِ مُبارکہ پر عمل کی وجہ سے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سُنا کہ سُنَّتِ مصطفٰے پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ پاک نے حضرتِ ہِبَۃُ اللّٰہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی مغفرت فرمادی، سُبْحٰنَ اللّٰہ! سُبْحٰنَ اللّٰہ! یہی وجہ تھی کہ ہمارے بُزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِم، صحابۂ کرام و

---

1 ... سیر اعلام النبلاء، رقم: ۲۷۴، ھبۃ اللہ بن الحسن، ۱۷/ ۴۱۹ بتغیر

صحابیات رَضِیَ اللہُ عَنۡہُم آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر سُنّتِ کریمہ کی پیروی کو لازِم و ضَروری جانتے تھے اور بال برابر بھی کسی مُعاملہ میں اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین اور سُنّتوں کو چھوڑنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ

مکتبۃُ المدینہ کے رسالے **"صحابیات اور عشقِ رسول"** کے صفحہ 40 پر ہے کہ اُمُّ الْمُومِنِین حضرتِ اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہا نے اپنے والدِ ماجد حضرت ابوسُفیان رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کے اِنتقال فرمانے کے بعد اور اُمُّ الْمُومِنِین حضرت زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللہُ عَنۡہا نے اپنے بھائی کے وِصال کے (تین 3 دن) بعد خوشبو لگائی اور اِرشاد فرمایا: خُدا کی قسم! مجھے اس کی ضَرورت نہ تھی مگر میں نے نبی اَکرم، نورِ مُجسّم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ جو عورت اللہ پاک اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کے مَرنے کا سوگ تین راتوں سے زیادہ کرے۔ سوائے (اس عورت کے جس کے) شوہر (کا انتقال ہوگیا ہو) کہ اس کے سوگ کی مُدّت چار (4) ماہ دس دِن ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یہ ہے سچی محبّت اور کامل اطاعت و فرمانبرداری کہ حکمِ سرکار پر سرِ تسلیم خم کردیا گویا کہ اللہ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَہنِ مُبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہی ان کے لئے سب کچھ ہوتے تھے، اس کے علاوہ بھی آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں اور فرامین پر عمل کا بے پایاں جذبہ رکھنے والے عاشقانِ رسول کے بہت سے واقعات ہیں۔ چنانچہ

---

1 ۔۔۔ ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب احداد المتوفی عنہا زوجہا، ۴۲۲/۲، حدیث: ۲۲۹۹ ملتقطا

سُنّت پر عمل کی برکت

اَمیرِ اَہلِ سنّت، حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایۂ ناز کتاب **"فیضانِ سُنّت"** جلد اوّل کے صفحہ 263 پر ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: زبردست مُحَدِّث حضرتِ ہُدبہ بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خلیفۂ بغداد مامون رشید نے اپنے ہاں دعوت پر بلایا، کھانے سے فارغ ہو کر کھانے کے جو دانے وغیرہ گر گئے تھے، حضرتِ ہُدبہ بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ چُن چُن کر تناوُل فرمانے لگے۔ خلیفۂ بغداد مامون رشید نے حیران ہو کر کہا: اے شیخ! کیا آپ کا ابھی تک پیٹ نہیں بھرا؟ فرمایا: کیوں نہیں! دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے حضرت حَمّاد بن سَلَمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ایک حدیثِ پاک بیان فرمائی ہے: جو شخص دستر خوان کے نیچے گرے ہوئے ٹکڑوں کو چُن چُن کر کھائے گا، وہ تنگدستی سے بے خوف ہو جائے گا۔[1] میں اِسی حدیثِ مبارکہ پر عمل کر رہا ہوں۔ یہ سُن کر مامون بے حد مُتأثر ہوا اور اپنے ایک خادِم کی طرف اِشارہ کیا تو وہ ایک ہزار دینار رومال میں باندھ کر لایا۔ خلیفۂ بغداد مامون رشید نے وہ دینار حضرت ہُدبہ بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں بطورِ نذرانہ پیش کر دیئے۔ حضرتِ ہُدبہ بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! حدیثِ مبارکہ پر عمل کی ہاتھوں ہاتھ بَرَکت ظاہِر ہو گئی۔[2]

رزق کی قدر کیجئے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعے سے **دو اہم نِکات** حاصل

1 --- اتحاف السادة المتقين، الباب الاول، ۵/۵۹۷

2 --- ثمرات الاوراق، ۱/۸

ہوئے۔ **پہلا نکتہ** یہ کہ دستر خوان پر گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھانے سے رزق میں بَرَکت اور تنگیِ رزق سے حفاظت ہوتی ہے، مگر افسوس! فی زمانہ ہمارے گھروں میں انتہائی بے حِسّی کے ساتھ رِزْق کی ناقدری اور بے حُرمتی کی جاتی ہے، چائے، پانی، کولڈ ڈرنک اور شربت وغیرہ پینے اور کھانا کھانے کے بعد برتن میں تھوڑا سا چھوڑ دیا جاتا ہے جس کو فی زمانہ شاید فیشن سمجھا جاتا ہے اور پھر اس بچے ہوئے رزق کو گندی نالیوں کی نذر کر دیا جاتا ہے۔

اَمیرِ اَہلِ سنّت، حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ رزق کی بے قدری اور بے حرمتی پر افسوس اور کڑھن کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: آج کل رِزْق کی بے قَدری اور بے حُرمتی سے کون سا گھر خالی ہے، بنگلے میں رہنے والے اَرَب پتی سے لے کر جھونپڑی میں رہنے والے مزدور تک رِزْق میں بے احتیاطی کرتے نظر آتے ہیں، فی زمانہ شادی میں طرح طرح کے کھانوں کے ضائع ہونے سے لے کر گھروں میں برتن دھوتے وقت جس طرح سالن کا شوربا، چاول اور ان کے اَجزا بہا دیئے جاتے ہیں ان سے ہم سب واقف ہیں۔ کاش کہ ہمارے اندر کھانے کو ضائع کرنے سے بچنے کا مدنی جذبہ پیدا ہو جائے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

لوگ کیا کہیں گے

دوسرا نکتہ یہ ملا کہ ہمارے بُزرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم سُنّتوں سے بے پناہ محبّت کرتے تھے، وہ سُنّتوں پر عمل کرنے کے معاملے میں دنیا کے بڑے سے بڑے امیر،

رئیس، بادشاہ، وزیر اور کسی بڑے عہدے والے کی پروا نہیں کرتے تھے، مگر افسوس! فی زمانہ سُنّتیں تو دُور کی بات ہم فرائض وواجبات میں کوتاہی کر دیتی ہیں، کبھی نمازیں ٹائم پر نہیں پڑھتیں تو کبھی نمازیں بالکل ہی چھوڑ دیتی ہیں، کبھی بے پردگی کرتی ہیں تو کبھی رشتہ داروں اور سہیلیوں کی باتوں کی وجہ سے دلبر داشتہ ہو کر سُنّتیں چھوڑ دیتی ہیں اور یوں سوچتی ہیں کہ اگر میں نے سُنَّتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا تو میرے گھر والے اور سہیلیاں کیا کہیں گی؟ اگر میں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنَّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنے لگ گئی تو میری سہیلیاں کیا کہیں گی؟ اگر میں نے قرآنِ کریم پڑھنا یا سیکھنا شروع کر دیا تو میری سہیلیاں کیا کہیں گی؟ اَلْغَرَض! فی زمانہ ہم سہیلیوں، گھر والوں اور دیگر رشتہ داروں کی وجہ سے نیک اعمال میں سُستی کرتی اور سُنّتوں کو چھوڑتی نظر آتی ہیں۔

یاد رکھئے! اگر ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتی ہیں، اگر ہم جہنم کے عذاب سے بچ کر ربِّ کریم کی رِضا پانا چاہتی ہیں، اگر ہم حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت پانا چاہتی ہیں، اگر ہم جنّت کی اَبدی نعمتوں کی مستحق بننا چاہتی ہیں، اگر ہم جنت میں آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا قُرب پانا چاہتی ہیں، تو اس کے لئے ہمیں پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے صحابہ و صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے نقشِ قدم پر چلنا ہو گا، کیونکہ ان مقدس ہستیوں کا اوڑھنا بچھونا، سونا جاگنا، کھانا پینا اَلْغَرَض! ہر نیک و جائز کام سُنّتِ رسول کے مطابق ہوتا تھا، یہ حضرات کس طرح آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی اداؤں کو اپناتے اور آپ کی پسندیدہ چیزوں کو محبوب

رکھتے تھے، آیئے! اس بارے میں ایک بہت ہی پیارا واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

محبوب کی ادا سے محبت

مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"صحابۂ کرام کا عشقِ رسول"** کے صفحہ 27 پر ہے کہ حضرتِ اَنَس رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ میں سے ایک صحابی جو کہ درزی تھے، انہوں نے نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے گھر کھانے کی دعوت دی، نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پُر خُلوص دعوت کو قبُول فرما لیا اور آپ مُقرَّرہ دن ان صحابی کے گھر تشریف لے گئے، میں بھی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اُس دعوت میں موجود تھا، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی مہمان نوازی کے لئے جَو کی روٹی اور سالن پیش کیا گیا جس میں کدّو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا، کھانے کے دوران میں نے حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ پیالے کے کناروں سے کدّو کی قاشیں تلاش کر رہے ہیں، حضرتِ انس رَضِیَ اللہُ عَنۡہ فرماتے ہیں جب سے میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کدّو کو اتنا پسند فرماتے ہیں، اسی دن سے میں اپنے لئے بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس واقعے سے معلوم ہوا کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡہُم کی دِلجوئی کے لئے ان کی دعوت قبول فرما لیا کرتے تھے، دعوت دینے والا مالدار ہو یا نادار، امیر ہو یا غریب، بزنس مین ہو یا مزدور، اور نہ صرف دعوت قبول فرما کر آپ وہاں تشریف لے جاتے تھے بلکہ صاحبِ خانہ جو

---

1 ... بخاری، کتاب الاطعمة، باب المرق، ۳/۵۳۷، حدیث ۵۴۳۶

کچھ آپ کے سامنے پیش کر دیتا آپ کسی ناگواری کا اظہار کئے بغیر اسے تناول فرما لیتے تھے، اسی واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کدّو شریف پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انتہائی پسندیدہ غذا تھی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بڑے شوق سے کدّو شریف تناول فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کریم ہمیں پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّتوں سے محبت اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے آقا ہمیشہ سچ بولتے تھے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مزید پیاری ادائیں سنتی ہیں اور ان اداؤں کو سُن کر ہم بھی کوشش کریں کہ اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اداؤں کو اپنائیں۔

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری اداؤں میں سے ایک ادا سچ بولنا ہے اُمُّ الْمُؤْمِنِین حضرتِ عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک ناپسندیدہ نہ تھی۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جھوٹ کو پسند نہیں کرتے تھے، پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سچائی پر کس قدر مضبوطی سے کاربند تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے

---

1 . . . سنن کبری للبیهقی، کتاب الشهادات، باب من کان منکشف . . . الخ، ۱۰/۳۳۱، حدیث: ۲۰۸۲۱

کہ اعلانِ نبوّت سے پہلے آپ مکّہ شریف میں صادِق (سچے) کے لقب سے مشہور تھے اور وہ لوگ جو آپ کے سخت ترین دشمن تھے وہ بھی آپ کی سچائی کی گواہی دیا کرتے تھے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس معاملے میں بھی حضورِ اکرم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نقشِ قدم پر چلیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ صرف خود ہمیشہ سچائی کے پیکر تھے بلکہ اپنے غلاموں کو بھی صداقت، امانت اور دیانت کی ترغیب ارشاد فرماتے تھے اور انہیں جھوٹ سے بچانے کے لئے وقتاً فوقتاً جُھوٹ کی تباہ کاریاں بیان فرماتے تھے۔ آیئے! جھوٹ کی عادت سے پیچھا چُھڑانے کے لئے فرامینِ مُصطَفٰے کی روشنی میں جھوٹ کے کچھ نقصانات اور وعیدیں سنتی ہیں، چنانچہ

جُھوٹ کے بھیانک نتائج

☆جب بندہ جُھوٹ بولتا ہے، اس کی بدبُو سے فِرِشتہ ایک مِیل دُور ہو جاتا ہے۔[1]

☆جُھوٹ بولنا سب سے بَڑی خِیانت ہے۔[2] ☆جُھوٹ ایمان کے مُخالِف ہے۔[3]

☆لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے کیلئے بربادی ہے۔[4] ☆لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والا دوزخ کی اِتنی گہرائی میں گِرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے زِیادہ ہے۔[5] ☆جھوٹ بولنے سے مُنہ کالا ہو جاتا

---

1 ۔۔۔ ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء في الصدق والکذب، ۳/۳۹۲، حدیث: ۱۹۷۹

2 ۔۔۔ ابوداؤد، کتاب الادب، باب في المعاریض، ۴/۳۸۱، حدیث: ۴۹۷۱

3 ۔۔۔ مسند امام احمد، مسند ابي بکر الصدیق، ۱/۲۲، حدیث: ۱۶

4 ۔۔۔ ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء من تکلم بالکلمۃ ۔۔۔ الخ، ۴/۱۴۲، حدیث: ۲۳۲۲

5 ۔۔۔ شعب الایمان، باب في حفظ اللسان، ۴/۲۱۳، حدیث: ۴۸۳۲

ہے۔[1] ☆**جھوٹ** بولنا مُنافق کی نشانیوں میں سے ایک نِشانی ہے۔[2] ☆**جھوٹ** بولنے والے قِیامت کے دن، اللہ کریم کے نزدیک سب سے زِیادہ ناپسندیدہ اَفراد میں شامل ہوں گے۔[3]

میں جُھوٹ نہ بولوں کبھی گالی نہ نِکالوں　　اللہ مَرَض سے تُو گُناہوں کے شِفا دے

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۱۵)

جھوٹ بولنا مومن کی شان نہیں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ **سچ** بولنا اللہ پاک اور آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ اور **جھوٹ** بولنا انتہائی ناپسندیدہ ہے مگر افسوس! فی زمانہ ہمارے معاشرے میں شاید **جھوٹ** کے بغیر کوئی کام کرنے کو تیار نہیں، ہمیں تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک عادات کو اپنانا چاہئے تھا، مگر آج ہم **جھوٹ** بولنے میں فخر محسوس کرتی ہیں، گھر میں ہوں تو **جھوٹ**، محفل میں ہوں تو **جھوٹ**، ٹیچر ہیں تو تعلیمی ادارے میں **جھوٹ**، طالبِ علم ہیں تو اپنی کلاس میں **جھوٹ**، ماں باپ ہیں تو بچوں سے **جھوٹ**، اولاد ہیں تو والدین سے **جھوٹ**، خریدار ہیں تو سامان خریدنے میں **جھوٹ**، ہر کام اور بات میں **جھوٹ**، **جھوٹ** اور **جھوٹ**، گویا ہم نے اپنی یہ سوچ بنالی ہے کہ **"جھوٹ کے بغیر کام خراب ہوجائے گا یا نظامِ زندگی دَرہم**

---

1 . . . شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، ۲۰۸/۴، حدیث: ۴۸۱۳

2 . . . مسلم، کتاب الایمان، باب خصال المنافق، ص ۵۳، حدیث: ۲۱۰

3 . . . کنز العمال، کتاب المواعظ . . . الخ، باب الثانی فی الترھیبات، جز ۲، ۳۹/۲، حدیث: ۴۴۰۳۷

بَرہم ہو جائے گا" یہی وجہ ہے کہ بعض اسلامی بہنیں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ کہتے سُنائی دیتی ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گُزارا ہی نہیں، اس کے بغیر کام نہیں چلتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے سے کام بنتے نہیں بلکہ بگڑ جاتے ہیں، ربِّ کریم کی نافرمانی سے نظامِ زندگی سنورتا نہیں بلکہ اُجڑ جاتا ہے۔ لہٰذا حقیقی مومن بنئے اور ہمیشہ سچ بولئے، کیسی ہی مُصیبت آپڑے، کیسی ہی مشکل میں پھنس جائیں مگر جھوٹ کا سہارا مت لیجئے، کیونکہ جھوٹ بولنا کسی مومن مرد و عورت کو زیب نہیں دیتا یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کی فِطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر خصلت (عادت) ہو سکتی ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے آقا کا پیارا کلام

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمارے پیارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی حَسین اَداؤں میں سے ایک پیاری اَدا یہ بھی تھی کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم گفتگو پُر وقار انداز میں ٹھہر ٹھہر کر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ

اُمُّ المُومِنِین حضرت عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا فرماتی ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے، کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر

1۔۔۔ مسند امام احمد، مسند الانصار، ۲۷۶/۸، حدیث: ۲۲۲۳۲

لیتے تھے۔ اگر کوئی اَہَم بات ہوتی تو کبھی کبھی تین تین مرتبہ دہرادیتے تاکہ سننے والے اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ آقا کریم، رءوف رّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے، بلکہ اکثر خاموش ہی رہتے تھے۔ (1)

گفتگو کے متعلق چند اہم نکات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! نبیِ کریم، رءوف رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُبارک گفتگو کے بارے میں ہم نے جو چند پیاری پیاری اَدائیں سُنیں اس سے چند نکات حاصل ہوئے۔ ☆**پہلا نکتہ** یہ ہے کہ گفتگو کرتے وقت آواز بہت زیادہ تیز اور جلدی جلدی میں نہ ہو کہ اس سے سننے والی کے لئے بات سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ☆**دوسرا نکتہ** یہ ہے کہ جب بھی بات کریں تو آواز اتنی دِھیمی اور کم نہ ہو کہ سننے والی تک آواز نہ پہنچے یا پھر اسے الفاظ ہی سمجھ میں نہ آئیں، اسی طرح گفتگو کرنے میں اس قدر بلند آواز بھی نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی تیسری اسلامی بہن گفتگو کی وجہ سے کوفت میں مبتلا ہوجائے یا تکلیف محسوس کرے، لہٰذا جب بھی گفتگو کریں آواز میں اِعتِدال کا خاص خیال رکھیں تاکہ کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ☆**تیسرا نکتہ** یہ حاصل ہوا کہ جب کسی کو کوئی بات سمجھانا مقصود ہو تو اس بات کو ایک سے زائد بار دُہرانے میں حرج نہیں اور نہ ہی اس مقصد سے ایک جملہ کئی بار دہرانا فضول گوئی میں آتا ہے بلکہ کسی کو اچھی طرح بات سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لئے اپنی بات کو ایک سے زائد مرتبہ دُہرانا ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری اَدا ہے۔ ☆**چوتھا نکتہ** یہ ملا کہ بلاضرورت گفتگو کرنے

---

1 ... الشمائل المحمدیة، باب کیف کان کلام رسول اللہ، ص ۱۳۴۔۱۳۵، حدیث: ۲۱۳۔۲۱۴۔۲۱۵

سے اچھا یہ ہے کہ خاموش رہا جائے اس لئے کہ فضول گفتگو میں ذرا بھی بھلائی نہیں ہے اور فضول گفتگو اکثر اوقات پچھتاوے کا سبب بھی بن جاتی ہے، پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر خاموش رہا کرتے تھے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی اپنی زبان سے ذکرُ اللہ بھی نہ کرے اور نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے روکنے جیسے اچھے کام سے اپنے آپ کو روک لے۔

خاموشی سے مراد کیا ہے؟

حکیمُ الاُمّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خاموشی سے مراد ہے دنیاوی کلام سے خاموشی ورنہ حضورِ اَقْدس (صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی زبان شریف اللہ پاک کے ذکر میں تر رہتی تھی لوگوں سے بِلاضرورت کلام نہیں فرماتے تھے یہ ذکر ہے جائز کلام کا، ناجائز کلام تو عمر بھر زبان شریف پر آیا ہی نہیں۔ جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ ساری عمر شریف میں ایک بار بھی زبانِ مبارک پر نہ آیا۔ حضور سراپا (سر مبارک سے پاؤں شریف تک) حق ہیں پھر آپ تک باطل کی رسائی کیسے ہو۔ آم کے درخت میں جامن نہیں لگتے، باردار (پھل دار) درخت، خار دار (کانٹے والے درخت) نہیں ہوتے۔ خود فرمایا ہے کہ جو بھی کلام کرے تو خیر کلام کرے ورنہ خاموش رہے، حضرت ابو بکر صدّیق (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) فرماتے ہیں: کاش میں فُضُول بات کہنے سے گُونگا ہوتا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سُنا کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموشی کو کس قدر پسند فرماتے تھے کہ بِلاضرورت کوئی کلام نہ فرماتے اگر اپنی

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۸/ ۸۱ بتغیر قلیل

مبارک زبان کو حَرَکت دیتے تو اللہ پاک کے ذکر کے لئے، اس کے احکامات کو بیان کرنے کے لئے، اپنی ازواجِ مُطَہَّرات کی دل جُوئی کے لئے، اپنے پیارے صحابہ کی تربیت فرمانے کے لئے، لوگوں کو نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے کے لئے، لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ فضول گوئی سے ہر دَم بچتی رہیں۔ آیئے! فُضُول گفتگو سے بچنے کے فضائل پر (2) فَرامینِ مصطفےٰ سنتی ہیں: چنانچہ

2 فرامینِ مصطفےٰ

(1) ارشاد فرمایا: جو اللہ پاک اور قِیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔[1]

(2) ارشاد فرمایا: بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک اپنی زَبان کو (فُضول باتوں سے) روکے نہ رکھے۔[2]

یارب! نہ ضَرورت کے سوا کچھ کبھی بولوں　　اللہ زَباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ

بک بک کی یہ عادت نہ سرِ حشر پھنسا دے　　اللہ زَباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ

(وسائلِ بخشش مرمّم، ص ۹۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختِتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بَیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ

1 . . . مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار...الخ، ص ۴۸، حدیث: ۱۷۴

2 . . . معجم اوسط، ۵/۵۵، حدیث: ۶۵۶۳

رسالت، شہنشاہِ نُبُوّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے محبّت کی اُس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1]

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا　　جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

بیٹھنے کی چند سنتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! بیٹھنے کی چند سنتیں اور آداب سنتی ہیں: ☆چار زانو (یعنی پالتی مار کر) بیٹھنا ہم گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔ ☆جہاں کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں ہو وہاں نہ بیٹھیں۔ اللہ پاک کی عطا سے غیب کی خبریں دینے والے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم میں سے کوئی سائے میں ہو اور اس پر سے سایہ ختم ہو جائے اور وہ کچھ دھوپ کچھ چھاؤں میں رہ جائے تو اسے چاہئے کہ وہاں سے اٹھ جائے۔[2] ☆قبلہ رُخ ہو کر بیٹھیں۔[3] ☆اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مَوْلانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: پیر و استاذ کی نشست پر ان کی غیبت (یعنی غیر موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے۔[4] ☆جب کبھی اِجتماع یا مجلس میں آئیں تو لوگوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ ☆جب

---

1 . . . مشکاة، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

2 . . . ابو داود، کتاب الادب، باب فی الجلوس بین الظل والشمس، ۴/۳۳۸، حدیث: ۴۸۲۱

3 . . . رسائل عطاریہ، حصہ ۲، ص۲۲۹

4 . . . فتاوی رضویہ، ۲۴/ ۳۶۹/ ۴۲۴

بیٹھیں تو جوتے اُتار لیں آپ کے قدم آرام پائیں گے۔[1] ☆ مجلس سے فارغ ہو کر یہ دعا تین بار پڑھ لیں تو گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو اسلامی بہن مجلسِ خیر و مجلسِ ذکر میں پڑھے تو اس کیلئے اس خیر پر مہر لگا دی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے: **"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"** ترجمہ: تیری ذات پاک ہے اور اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتی ہوں اور تیری طرف توبہ کرتی ہوں۔[2] ☆ جب والدین آئیں تو تعظیماً کھڑے ہو جانا ثواب ہے۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی دو کُتب، **بہارِ شریعت** حصہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... جامع صغیر، ص ۴۰، حدیث: ۵۵۴

2 ... ابو داود، کتاب الادب، باب فی کفارۃ المجلس، ۴/۳۴۷ حدیث: ۴۸۵۷

بیان:13 ہر مُبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ پاک کی خاطر آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مُصافحہ کریں (یعنی ہاتھ ملائیں) اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو ان کے جُدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(1)

کعبے کے بدر الدُّجیٰ تم پہ کروروں دُرُود طیبہ کے شمسُ الضُّحیٰ تم پہ کروروں دُرُود

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِه**" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔(2)

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

1... مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/۹۵، حدیث: ۲۹۵۱

2... معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہَ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! رَبیعُ الاوّل کا مبارک مہینا اپنی برکتیں لُٹا رہا ہے، ہر طرف میٹھے میٹھے آقا، دوجہاں کے داتا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ترانے ہیں۔ عاشقانِ رسول مِدحتِ مُصْطَفٰے سے اپنے دِل و دِماغ کو مہکا رہے ہیں۔ ☆ کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **وِلادت** کا ذِکر ہے تو کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے **کمالات** (Virtues) کی بات ہے۔ ☆ کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **سیرت** کا بیان ہے تو کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **مُبارَک صُورت** کا ذِکرِ خیر ہے۔ ☆ کہیں **عِبادتِ مُصْطَفٰے** کا بیان ہے تو

کہیں **سیادتِ مصطفٰے** کے چرچے ہیں۔☆کہیں **شفاعتِ مصطفٰے** کے تذکرے ہیں تو کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **عنایتوں** کے چرچے ہیں۔☆کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **عظمتوں** کا بیان ہے تو کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **رِفعتوں** (بُلندیوں) کے تذکرے ہیں۔☆کہیں **طاقتِ مصطفٰے** کا بیان ہے تو کہیں **شُجاعتِ مصطفٰے** کے تذکرے کیے جارہے ہیں۔☆کہیں **نگاہِ مصطفٰے** کی باتیں ہیں تو کہیں **عطائے مصطفٰے** کا بیان ہے۔☆کہیں **خاندانِ مصطفٰے** کے چرچے ہیں تو کہیں **برکاتِ نبوت** کا بیان ہے۔☆کہیں **معجزاتِ مصطفٰے** کی باتیں ہیں تو کہیں **اَخلاقِ مصطفٰے** کا بیان ہے۔☆کہیں **اِختیاراتِ مصطفٰے** کی باتیں ہیں تو کہیں **نوازشاتِ مصطفٰے** کا بیان ہے۔☆کہیں **ہجرتِ مصطفٰے** کی باتیں ہیں تو کہیں **اِستقبالِ مصطفٰے** کا بیان ہے۔ گویا کہ **ذرّہ ذرّہ میلادِ مصطفٰے** کی برکتوں سے اپنا حصہ پارہا ہے۔اسی مُناسبت سے آج ہم سرکارِ دوعالم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جسمانی طاقت کے بارے میں سنیں گی۔اللہ پاک ہمیں سارا بیان اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ سننے کی سعادت نصیب فرمائے۔آیئے!سب سے پہلے اسی بارے میں ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ،

نبی کریم اور عرب کا مشہور پہلوان

مکّہ کے مُضافات میں رُکانہ نامی پہلوان رہتا تھا۔اس کا نسبی تعلق خاندانِ بنو ہاشم سے تھا، وہ بڑا ہی طاقتور، شہ زور، زبردست رعب و دبدبے کا مالک اور مار دھاڑ کرنے والا شخص تھا۔کوہِ اضم کے دامن میں ایک شاداب وادی تھی جہاں وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔اس وادی میں کسی کو دَم مارنے کی جُرأت نہ ہوتی تھی۔لوگ اس کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے۔ مشرکین اور دیگر دشمنانِ اسلام کے پروپیگنڈے کی وجہ سے وہ رسولِ اکرم،

شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے شدید نفرت کے جذبات رکھتا تھا۔ اس کی دشمنی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ مَعَاذَ اللّٰہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے کے درپے ہو گیا تھا۔ اُمّت پر مہربان، دو جہاں کے سلطان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کسی قسم کے خطرے کو خاطر میں لائے بغیر ایک روز دینِ اسلام کی دعوت کے لیے رُکانہ کی وادی میں تنِ تنہا تشریف لے گئے۔ رُکانہ بھی اُدھر آنکلا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر بپھر گیا اور تکبّر کے نشے سے بدمست ہو کر بولا: **یَامُحَمَّدُ! اَنْتَ الَّذِیْ تَشْتِمُ اٰلِھَتَنَا** یعنی اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ ہی ہیں وہ جو ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں؟ اس کے بعد وہ مزید تلخ کلامی پر اتر آیا اور کہنے لگا: اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ ہمارے معبودوں کو نیچا اور کمزور کہتے ہیں اور اپنے خُدا کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ اگر میرا آپ کے ساتھ خاندانی رشتہ نہ ہوتا تو آج میں آپ کا کام تمام کر دیتا لیکن میں آپ کو بغیر مقابلہ کئے جانے نہ دوں گا۔

اس کے بعد رُکانہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے ساتھ کُشتی لڑنے کی دعوت دی اور کہا: میں اپنے خُداؤں کو پُکاروں گا اور آپ اپنے خُدا کو مدد کے لئے پکاریں۔ اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں آپ کو دس بکریاں دوں گا۔ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا چیلنج قبول کر لیا اور اس سے کُشتی لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے رُکانہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے اور اس کا پنجہ مروڑا۔ رُکانہ کے ہوش اُڑ گئے اور وہ درد سے تڑپنے لگا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دھکا دیا تو وہ خشک پتے کی طرح زمین پر گر گیا۔ رُکانہ کو اپنی قوتِ بازو پر ناز تھا، وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ صادق و امین

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یوں چند لمحوں میں اسے اس طرح نیچا دکھادیں گے۔ جو کچھ ہوا اس کی توقع کے برعکس تھا لیکن رُکانہ نے اِسے اتفاق سمجھتے ہوئے ہار نہ مانی۔ ہوش بحال ہوئے تو اس نے دوبارہ کشتی لڑنے کی درخواست کی۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کی درخواست منظور فرمالی لیکن اس کا نتیجہ بھی پہلے سے مختلف نہ ہوا یعنی اس بار بھی وہ ایک لمحے میں ہار گیا۔ رُکانہ تصویرِ حیرت بن گیا، اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس جیسے ہٹّے کٹّے پہلوان کا ایسا حشر ہو گا۔ لیکن اب بھی وہ شکست قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ تیسری بار پھر کُشتی لڑنے کی درخواست کی جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول فرمالی۔ تیسری بار بھی شکست اس کا مقدّر بنی اور وہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زورِ بازو کی تاب نہ لاکر گر گیا اور پھر بولا: یہ سب کچھ آپ نے نہیں کیا بلکہ آپ کے غالب و قادر معبود اللہ ہی نے کیا ہے جبکہ میرے خداؤں نے مجھے رُسوا کیا ہے۔[1]

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظمِ ہند مولانا مُصْطَفٰے رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

سب سے اعلیٰ عزّت والے غلبہ و قہر و طاقت والے
حرمت والے کرامت والے تم پر لاکھوں سلام
تم پر لاکھوں سلام

ظاہر باہر سیادت والے غالب قاہر ریاست والے
قوّت والے شہادت والے تم پر لاکھوں سلام
تم پر لاکھوں سلام

---

1 . . . دلائل النبوۃ للاصبھانی، الفصل التاسع عشر، ذکر خبر رکانۃ، ۲/۲۳۵ ماخوذا

بگڑی ناؤ کون سنبھالے ہائے بھنور سے کون نکالے

ہاں ہاں زور و طاقت والے تم پر لاکھوں سلام

تم پر لاکھوں سلام

(سامانِ بخشش، ص۸۹-۹۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیسے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے کہ سامنے والا لڑنے کی بات کر رہا ہے، کُشتی کا چیلنج کر رہا ہے، تلخ لہجے میں بات کر رہا ہے، دھمکیاں دے رہا ہے لیکن قُربان جایئے! حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ دَاوَر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خُلقِ عظیم پر کہ اینٹ کا جواب پتّھر سے دینے کے بجائے حِلم و بُردباری، صبر و اِستقامت اور نرمی سے کام لیتے رہے۔

اور یہ سرکارِ دوعالَم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادتِ کریمہ تھی کہ ڈانٹنے، مارنے، دھمکیاں دینے یا گھورنے یا کسی بھی قسم کی بد اَخلاقی کرنے والے سے بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُلفت اور پیار کا برتاؤ کرتے اور اُسے اپنی حسین اَداؤں کا اَسیر (قیدی) بنا لیتے۔ حضرت اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے راہِ خُدا میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی چیز، عورت یا خادم کو اپنے دستِ اقدس سے نہ مارا اور نہ ہی ایذا پہنچنے پر ایذا دینے والے سے انتقام لیا، البتّہ جب اللہ پاک کی حُرمت کو توڑا جاتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ پاک کے لئے اُسے سزا دی۔[1]

---

1 ... مسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدتہ للآثام... الخ، ص۹۷۸، حدیث: ۶۰۵۰

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِنہی اَخلاقِ کریمانہ کی برکتوں سے فیضیاب ہو کر کئی لوگوں نے اِسلام قبول کِیا اور بے شُمار لوگوں کی زندگیوں میں ایسا انقلاب برپا ہوا کہ ہر طرف اسلام کی پھیلنے والی روشنی نے ان میں موجود گمراہی وضلالت کے اندھیروں کو مِٹادیا اور قتل وغارت گری کرنے والے خون کے پیاسوں کو جامِ محبّت پینا نصیب ہوا۔

دَورِ جہالت تھا ہر سُو جب کُفر کی ظُلمت چھائی تھی
تم نے حیوانوں جیسے لوگوں کو بھی اِنسان کیا

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۹۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

ہمارا کردار اور درگزر

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِسی طرزِ عمل (یعنی حُسنِ اَخلاق) کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہم غور وفکر کریں کہ ہمارا اَخلاق کیسا ہے، ہم تو اینٹ کا جواب پتھر سے دینا اپنے اوپر لازم سمجھتی ہیں، کوئی اسلامی بہن ہم سے بداَخلاقی سے بات کرے تو ہم اُس کو اُس سے بڑھ کر بداَخلاق بن کر دکھانا پسند کرتی ہیں، کسی اسلامی بہن سے کوئی غلطی بھی ہوجائے اور وہ اس پر مُعافیاں مانگتی پھرے تب بھی ہم اسے مزہ چکھانے کی پوری کوشش کرتی ہیں۔ یہ سب دین سے دُوری اور شیطان کی پیروی کا نتیجہ ہے۔

یاد رکھئے! شیطان ہمارا اَزلی دشمن ہے۔☆**شیطان ہرگز** یہ گوارا نہیں کرے گا کہ ہم اسلامی بہنیں آپس میں مُتَّحِد رہیں،☆**شیطان ہرگز** یہ نہ چاہے گا کہ ہم ایک دوسرے سے ہمدردی کریں،☆**شیطان ہرگز** یہ پسند نہیں کرے گا کہ ہم ایک دوسرے کی عزّت

کی مُحافِظ بنیں، ☆**شیطان ہر گز** یہ برداشت نہیں کرے گا کہ ہم ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کریں، ☆**شیطان ہر گز** یہ نہ چاہے گا کہ ہم درگزر سے کام لیں، ☆**شیطان ہر گز** یہ نہ چاہے گا کہ ہم اپنے حُقوق معاف کر دیا کریں، ☆**شیطان ہر گز** یہ نہ چاہے گا کہ ہم ایک دوسرے کے حُقوق کا لحاظ رکھا کریں، ☆**شیطان ہر گز** یہ نہ چاہے گا کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاوُن کریں، بلکہ ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ ہم آپس میں خوب دنگا فساد (لڑائی جھگڑے) کریں، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ ہم ایک دوسرے کی عزّتوں پر کیچڑ اُچھالیں، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ ہم بد اَخلاقی اور گندی باتیں کریں، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ ہم ایک دُوسرے کو خوب گالیاں دیں، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ اگر کوئی اسلامی بہن دوسری کو ایک تھپڑ مارے تو بدلے میں دوسری دو تھپڑ رسید کرے، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ اگر کوئی اسلامی بہن دوسری کو ایک گُھونسا رسید کرے تو بدلے میں دوسری کئی گُھونسے مارے، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ اگر بچوں کے ابو سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو انہیں جی بھر کے طعنے دیئے جائیں، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ خاندان کے کسی فرد کی غلطی کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر زندگی بھر کے لیے اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ گھر میں کام کرنے والی ماسی کی چھوٹی سی بُھول پر اُسے جی بھر کے ذلیل کیا جائے، ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ بلند مرتبے اور اونچے عُہدے والی اسلامی بہن دوسری اسلامی بہنوں کو حقیر جان کر چیونٹی کے برابر سمجھے، اَلْغَرَض! ☆**شیطان تو یہی چاہے گا** کہ ہم آپس میں لڑتی رہیں۔ اب ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم اپنے معاملات میں شیطان کی پیروی کرتی ہیں یا ربِّ رحمٰن کی پیروی کرتی ہیں۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ ہم

چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے لگیں جبکہ ربِّ رحمٰن نے یہ حکم فرمایا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے سے درگزر کریں، ایک دوسرے کو معاف کریں تاکہ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم ہمیشہ درگزر اور معاف کرنے کی عادت اپنانے میں کامیاب ہوجائیں۔

آیئے! **دوسروں کو معاف** کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اس کی فضیلت پر 5 احادیثِ مُبارَکہ سنتی ہیں:

درگزر کرنے کی فضیلت

1. پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تین (3) باتیں جس شخص میں ہوں گی اللہ کریم (قیامت کے دن) اُس کا حساب بہُت آسان طریقے سے لے گا اور اُس کو اپنی رَحمت سے جنّت میں داخِل فرمائے گا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عَرض کی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی باتیں ہیں؟ فرمایا: (۱) جو تمہیں مَحروم کرے تم اُسے عطا کرو، (۲) جو تم سے تَعلُّق توڑے تم اُس سے تَعلُّق جوڑو اور (۳) جو تم پر ظُلم کرے تم اُس کو مُعاف کردو۔ (1)
2. فرمایا: علم سیکھنے سے آتا ہے، تَحمُّل مزاجی بتکلُّف (یعنی بکوشش) برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور جو بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرے اسے بھلائی دی جاتی ہے اور جو شر سے بچنا چاہتا ہے، اسے بچایا جاتا ہے۔ (2)

---

1 ... معجم اوسط، ۴/ ۱۸، حدیث: ۵۰۶۴

2 ... تاریخِ ابن عساکر، رقم: ۲۱۶۲، رجاء بن حیویۃ، ۱۸/ ۹۷، حدیث: ۱۴۹۶

3. فرمایا: پانچ کام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی سنّت ہیں، ان میں سے ایک تحمُّل مزاجی بھی ہے۔[1]

4. فرمایا: بے شک انسان بُردباری کی وجہ سے روزہ دار اور شب بیدار کا درجہ پالیتا ہے۔[2]

5. فرمایا: جو کسی مسلمان کی غَلَطی کو مُعاف کرے گا قِیامت کے دن اللہ پاک اُس کی غَلَطی کو مُعاف فرمائے گا۔[3]

کردو مالا مال آقا دولتِ اَخلاق سے　　　خُلق کی دولت سے یہ محروم و بدگفتار ہے

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۴۷۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اپنے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جسمانی طاقت کے بارے میں سُن رہی تھیں۔ جس طرح دوسرے خصائص میں آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کوئی ثانی نہیں تھا اسی طرح جسمانی طاقت میں بھی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بے مثل و بے مثال تھے۔ آیئے! اسی بارے میں ایک اور واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ،



مشہور صحابیِ رسول، حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ (غزوۂ خندق کے موقع پر) خَنْدق کھودتے وَقْت اچانک ایک ایسی چٹان نُمودار ہوگئی جو کسی سے نہ ٹُوٹتی

---

1 ۔۔۔ موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الحلم، ۲/ ۲۴، حدیث: ۶

2 ۔۔۔ موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الحلم، ۲/ ۲۷، حدیث: ۸ ملتقطا

3 ۔۔۔ ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الاقالۃ، ۳/ ۳۶، حدیث: ۲۱۹۹

تھی۔ جب ہم نے بارگاہِ رِسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم میں یہ ماجرا عرض کیا: تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اُٹھے، تین دن کا فاقہ تھا اور پیٹ مُبارک پر پتّھر بندھا ہوا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دَستِ مُبارک سے پھاوڑا مارا تو وہ چٹان ریت کے بُھر بُھرے ٹیلے کی طرح بِکھر گئی۔[1] ایک اور رِوایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس چٹّان پر تین مرتبہ پھاوڑا مارا، ہر ضَرب پر اُس میں سے ایک روشنی (Light) نکلتی تھی اور اس روشنی میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے شام وایران اور یَمَن کے شہروں کو دیکھ لیا اور اِن تینوں مُلکوں کے فتح ہونے کی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بِشارت دی۔[2]

حضرت جابِر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مسلسل فاقوں کی وجہ سے نبیِ اکرم، رسولِ محتشم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیٹ مبارک پر پتّھر بندھا ہوا دیکھ کر میرا دل بھر آیا، میں حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِجازت لے کر اپنے گھر آیا اور اپنی اَہلِیَہ سے کہا کہ میں نے نبیِ اَکرم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو اِس قدر شدید بُھوک کی حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ میں صبر کی تاب نہیں رہی۔ کیا گھر میں کُچھ کھانا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ گھر میں ایک صَاع (تقریباً چار کلو) جَو کے سِوا کُچھ بھی نہیں، میں نے کہا کہ تُم جلدی سے اُس جَو کو پیس کر گُوندھ لو، پھر میں نے اپنے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچّہ ذَبح کر کے اس کی بوٹیاں بنائیں اور زوجہ سے کہا کہ جلد اَز جلد سالن اور روٹیاں تیّار کر لو، میں حُضُور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو بُلا کر لاتا ہوں، چلتے وَقت زوجہ نے کہا: دیکھو! آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عِلاوہ صِرف چند اَصحاب کو ساتھ لانا، کیونکہ کھانا کم ہے، زیادہ افراد کو لا کر مجھے رُسوا (Disgrace)

1 ۔۔۔ بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، ۳/۵۱، حدیث: ۴۱۰۱

2 ۔۔۔ المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، مغازیہ ۔۔۔ الخ، غزوۃ الخندق، ۱/۲۴۱ ماخوذا

مت کر دینا۔

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے خَنْدق پر آکر آہستگی سے عَرض کیا: یارَسُوْلَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک صاع آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچّے کا گوشت میں نے گھر میں تیار کروایا ہے، لِہٰذا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چند لوگوں کے ساتھ چل کر تَناوُل فرمالیں۔ یہ سُن کر حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اے خَنْدق والو! جابر نے دَعْوتِ طَعام دی ہے، لِہٰذا سب لوگ ان کے گھر چل کر کھانا کھالیں، پھر مُجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آجاؤں، روٹیاں مت پکوانا، چُنانچہ جب حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لُعابِ دَہن (تھوک مبارک) ڈال کر بَرَکت کی دُعا فرمائی اور گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لُعابِ دَہن ڈال دیا۔ پھر روٹی پکانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہانڈی چُولہے سے نہ اُتاری جائے۔ جب روٹیاں پک گئیں تو حضرتِ جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی اَہلِیّہ نے ہانڈی سے گوشت نکال نکال کر دینا شُروع کیا، ایک ہزار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے آسُودہ ہو کر کھانا کھالیا مگر گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے تھا اُتنا ہی رہا اور ہانڈی چُولھے پر بدَسْتُور جوش مارتی رہی۔[1]

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ پھر نبیِ کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک برتن کے بیچ میں کھائی ہوئی ہڈیوں (Bones) کو جمع کیا اور ان پر اپنا ہاتھ مبارَک رکھا اور کچھ کلام پڑھا جِسے میں نے نہیں سُنا۔ ابھی جس بکری کا گوشت کھایا تھا وُہی بکری یکایک کان جھاڑتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ

---

1 ... بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق... الخ، ۳/ ۵۱ حدیث: ۴۱۰۲، ۴۱۰۱ ملخصا

سے فرمایا: اپنی بکری لے جاؤ! میں بکری اپنی زوجۂ محترمہ کے پاس لے آیا۔ وہ (حیرت سے) بولیں: یہ کیا؟ میں نے کہا: وَاللہ! یہ ہماری وُہی بکری ہے جس کو ہم نے ذَبح کیا تھا۔ دُعائے مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اللہ پاک نے اسے زندہ کر دیا ہے! یہ سُن کر ان کی زوجہ محترمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بے ساختہ پکار اُٹھیں، میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک وہ اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔[1]

مُردوں کو جِلاتے ہیں روتوں کو ہنساتے ہیں ... آلام مٹاتے ہیں بگڑی کو بناتے ہیں
سرکار کِھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں ... سلطان و گدا سب کو سرکار نبھاتے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس واقعہ سے ہمیں کئی نِکات ملتے ہیں، غور کریں کہ ایک چٹان جو کئی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مل کر بھی توڑ نہ سکے آقا کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باوجود اس کے کہ کئی دن سے فاقہ تھا، کچھ کھایا نہ تھا، پیٹ مبارک پر پتھر باندھے ہوئے تھے، جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دَستِ مُبارَک سے ایک ہی پھاوڑا مارا تو وہ پوری چٹان ریت کی مانند ذروں میں تبدیل ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مدینے کے سُلطان، محبوبِ رحمٰن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر گز ہم جیسے نہیں ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جیسا نہ کوئی اور ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کی ترجمانی کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں:

---

1 ... الخصائص الکبریٰ، ذکر معجزاتہ ... الخ، باب آیاتہ فی احیاء الموتی ... الخ ۲/۱۱۲

یہی بولے سدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

(حدائق بخشش، ص۳۶۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے واقعہ پر غور کیجیے، ہمارا معاملہ یہ ہے کہ اگر ہمارے ہاں کھانا کم ہو اور کھانے والے افراد زیادہ ہو جائیں تو سوائے کھانے کی مقدار بڑھانے کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا، تقریباً چار کلو آٹا اور بکری کا بچّہ چاہے کتنا بھی صحت مند ہو بمشکل پچاس (50) ساٹھ (60) افراد کے پیٹ بھر کر کھانے کا سامان بن سکتا ہے۔ لیکن نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لعابِ دہن کی برکت سے اتنا کھانا نہ صرف صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مکمل جماعت کو پورا ہو گیا بلکہ جتنا پکایا تھا اتنا ہی باقی بچا رہا اور پھر بکری کی بچی ہوئی ہڈیوں پر کلام پڑھا تو وہ گوشت پوست سمیت پہلے جیسی بکری ہو کر کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ معجزہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کئی کمالات کا جامع ہے۔

حکیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اس حدیثِ پاک کے تحت جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، آیئے! اس میں سے کچھ نِکات سنتی ہیں: ☆ جن افراد نے کھانا کھایا ان کی تعداد 1400 تھی۔ ان میں سے ایک ہزار تو خندق کھودنے والے تھے اور 400 وہ حضرات تھے، جو بعد میں بچے کھچے رہے، جو مدینۂ منورہ کے گھروں، بازاروں

وغیرہ میں تھے، مدینۂ منورہ کے بچّے اور عورتیں بھی اس دعوت میں شامل کرلی گئی تھیں۔ غرض کہ کھانے والوں کے میلے لگ گئے تھے۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جو اس برکت والے کھانے سے مشرف ہوئے۔ ☆حضور پُر نور، بے چین دِلوں کے سُرُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سب کی دعوت کر دی، اس دن لنگر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تھا گھر حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا، لہٰذا یہ اعلان اور دعوت بالکل درست ہے۔ جو چیز استعمال سے گھٹے نہیں وہ مالک کی بغیر اجازت استعمال کی جاسکتی ہے جیسے کسی کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرلینا، کسی کی دیوار سے سایہ لے لینا۔ آج یہ کھانا ان کھانے والوں کے استعمال سے گھٹے گا نہیں لہٰذا حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی بغیر اجازت تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سب کو دعوت دے دی۔ ☆حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تمام آدمیوں کو دعوت دینے اور ان میں اعلان کرنے سے حیران رہ گئے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی حیرانی ملاحظہ فرمائی اور تسکین (Console) دینے کے لیے یہ فرمایا: گھبراؤ نہیں اللہ فضل کرے گا جو لائے گا وہ کھلائے گا، تم اتنا کرنا کہ میرے آنے سے پہلے ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور آٹا پکانا شروع نہ کرنا پھر قدرتِ خدا کا نظارا دیکھنا۔ ☆اس واقعہ میں حضورِ انور، شاہِ بحر و بر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لعاب شریف کے بہت سے معجزات ہیں: بوٹیوں میں کثرت و برکت، شوربے کے پانی میں برکت، شوربے کے نمک مرچ مصالحہ گھی میں برکت و کثرت، آٹے میں برکت و کثرت، جس لکڑی سے یہ چیزیں پکائی گئیں اس میں برکت، روٹی پکانے والی کے ہاتھ میں قوّت و طاقت، ورنہ اتنی بڑی جماعت کی دعوت کے لیے کئی من گوشت لکڑیاں آٹا چاہیے، بہت پکانے والے اور بہت تنّور

چاہئیں جیسا کہ آج کل شادیوں کی دعوتوں میں دیکھا جاتا ہے۔☆موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے عصا سے پانی کے 12 چشمے پتھر (Stone) سے پھوٹے، یہاں حضورِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لُعاب سے ہانڈی سے بوٹیوں اور شوربے کے چشمے پُھوٹے۔[1]

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بَطحا تیرا — نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عَطا کے وہ ہے قَطرہ تیرا — تارے کِھلتے ہیں سَخا کے وہ ہے ذَرّہ تیرا

فَیض ہے یا شہِ تَسنِیم نِرالا تیرا — آپ پیاسوں کے تَجَسُّس میں ہے دریا تیرا

آسماں خَوان، زمیں خَوان، زمانہ مہمان — صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

(حدائقِ بخشش، ص۱۵-۱۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جسمانی طاقت کے بارے میں سُن رہی تھیں۔ یقیناً اللہ کریم نے اپنے پیارے محبوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بے مثال طاقت عطا فرمائی تھی جس کی کائنات میں کوئی مثال نہیں ملتی، اور یہی وجہ تھی کہ بڑے سے بڑا پہلوان آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مقابلہ کی تاب نہ لا پاتا۔ آیئے اسی بارے میں دو(2) واقعات سُنتی ہیں:

(1) یزید بن رُکانہ سے مقابلہ

بیان کے شروع میں ہم نے رُکانہ پہلوان کا واقعہ سنا تھا۔ اس کا ایک بیٹا جس کا نام یزید تھا وہ بھی مانا ہوا پہلوان تھا۔ ایک بار یہ تین سو(300) بکریاں لے کر بارگاہِ نبوت

---

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۸/۱۷۷-۱۷۹ ملتقطا

میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے محمد! آپ مجھ سے کُشتی لڑیئے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر میں نے تمہیں پچھاڑ دیا تو تم کتنی بکریاں مجھے انعام میں دو گے؟ اس نے کہا کہ ایک سو (100) بکریاں میں آپ کو دے دوں گا۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تیار ہو گئے اور اس سے ہاتھ ملاتے ہی اس کو زمین پر پٹخ دیا اور وہ حیرت سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا منہ تکنے لگا اور وعدہ کے مطابق ایک سو (100) بکریاں اس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دے دیں مگر پھر دوبارہ اس نے کُشتی لڑنے کے لئے چیلنج دیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسری مرتبہ بھی اس کی پیٹھ زمین پر لگا دی۔ اس نے پھر ایک سو (100) بکریاں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دے دیں۔ پھر تیسری بار اس نے کُشتی کے لئے للکارا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا چیلنج قبول فرما لیا اور کُشتی لڑ کر اِس زور کے ساتھ اس کو زمین پر دے مارا کہ وہ چِت ہو گیا۔ اس نے باقی ایک سو (100) بکریاں بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوالے کر دیں اور کہنے لگا کہ اے محمد! سارا عرب گواہ ہے کہ آج تک کوئی پہلوان مجھ پر غالب نہیں آ سکا مگر آپ نے تین بار جس طرح مجھے کُشتی میں پچھاڑا ہے اس سے میرا دل مان گیا کہ یقیناً آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا کے نبی ہیں، یہ کہا اور کلمہ پڑھ کر دامنِ اسلام میں آ گیا۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُس کے مسلمان ہو جانے سے بے حد خوش ہوئے اور اس کی تین سو (300) بکریاں واپس کر دیں۔[1]

(2) ابو الاسود سے مقابلہ

اسی طرح ابو الاَسْوَد جُمَحی بھی بڑا طاقتور پہلوان تھا، اس کے بارے میں آتا ہے

---

1 . . . شرح الزرقانی علی المواھب، الفصل الثانی فیما اکرمه الله . . . الخ، ۱۰۳/۶

کہ وہ اتنا طاقتور تھا کہ وہ ایک چمڑے پر بیٹھ جاتا تھا اور دس پہلوان اس چمڑے کو کھینچتے تھے تاکہ وہ چمڑا اس کے نیچے سے نکل جائے مگر وہ چمڑا پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے باوجود اس کے نیچے سے نہیں نکلتا تھا۔ ایک بار اس نے بھی بارگاہِ اقدس میں آکر یہ چیلنج دیا کہ اگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے کُشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سے کُشتی لڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہی اس کو زمین پر پچھاڑ دیا۔ وہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس طاقتِ نبوت سے حیران ہو کر فوراً ہی مسلمان ہو گیا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! غور کیجئے! اللہ پاک نے اپنے محبوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کیسی جسمانی طاقت عطا فرمائی تھی۔ یاد رکھئے! شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی پیٹ بھر کے کھانا تناول نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تن سازی اور پہلوانی کی طرف متوجہ ہوئے تھے، اس کے باوجود اس قدر طاقت و توانائی کا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ظاہر ہونا یہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگ کلمہ پڑھ کر ایمان لے آئیں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس کی تمنا رکھتے تھے جبھی ابوالاُسود کے چیلنج پر اس سے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے اور جب اسے پچھاڑا تو وہ اسلام قبول کرنے والے بن گئے۔ اللہ پاک ہمیں بھی نیکیوں کی

---

1 … شرح الزرقانی علی المواهب، الفصل الثانی فیما اکرمه الله…الخ، ۱۰۳/۶

حرص عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

آیئے! شیخِ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے 101 مدنی پھول سے سونے جاگنے کی سنّتیں اور آداب سنتی ہیں:

سونے جاگنے کی سنّتیں اور آداب

☆ سونے سے پہلے بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیجئے تاکہ کوئی مُوذی کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے، ☆ سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیجئے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ یعنی اے اللہ پاک! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتی ہوں اور جیتی ہوں (یعنی سوتی اور جاگتی ہوں)۔[2] ☆ عصر کے بعد نہ سوئیں، عقل زائل ہونے کا خوف ہے۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت

---

1 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام . . . الخ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

2 . . . بخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا اصبح، ۴/۱۹۶، حدیث: ۶۳۲۵

کرے۔[1] ☆دوپہر کو قیلولہ (یعنی کچھ دیر لیٹنا) مستحب ہے۔[2] مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: غالِباً یہ ان لوگوں کے لیے ہو گا جو شب بیداری کرتے ہیں، رات میں نمازیں پڑھتے ذکرِ الٰہی کرتے ہیں یا کُتب بینی یا مطالعے میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہوئی قیلولے سے دَفع ہو جائے گی۔[3] ☆دن کے ابتدائی حصّے میں سونا یا مغرب وعشاء کے درمیان میں سونا مکروہ ہے۔[4] ☆سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور ☆کچھ دیر سیدھی کروٹ پر سیدھے ہاتھ کو رُخسار (یعنی گال) کے نیچے رکھ کر قبلہ رُو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر۔[5] ☆سوتے وَقت قَبْر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہو گا سوائے اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہو گا۔ ☆سوتے وقت یادِ خدا میں مشغول ہو، تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے (یعنی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا ورد کرتا رہے) یہاں تک کہ سو جائے کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اُسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اُسی پر اٹھے گا۔[6] ☆جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھئے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَحْیَانَا بَعْدَ مَاۤ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ یعنی تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا

---

1 . . . مسند ابی یعلی، مسند ابی یعلی الموصلی، ۴/۲۷۸ حدیث: ۴۸۹۷

2 . . . فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ۵/۳۷۶

3 . . . بہار شریعت، ۳/۷۹، حصہ: ۱۶

4 . . . فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ۵/۳۷۶

5 . . . فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ۵/۳۷۶

6 . . . فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ۵/۳۷۶

اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[1] ☆جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سُلانا چاہیے بلکہ اس عُمر کا لڑکا اتنے بڑے (یعنی اپنی عمر کے) لڑکوں یا (اپنے سے بڑے) مَردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔[2] ☆نیند سے بیدار ہو کر مِسواک کیجئے۔ ☆رات میں نیند سے بیدار ہو کر تہجُّد ادا کیجئے تو بڑی سعادت ہے۔ ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔**[3]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھَدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! **صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد**

---

1 ... بخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا اصبح، ۴/۱۹۶، حدیث: ۶۳۲۵

2 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحضر والاباحۃ، باب الاستبراء...الخ، ۹/۶۲۹

3 ... مسلم، کتاب الصیام، باب صوم المحرم، ص ۵۹۱، حدیث: ۱۱۶۳

بیان:14 ہر مبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حُضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا، اللہ پاک اُس پر دس (10) رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس (10) مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے، اللہ پاک اس پر سو (100) رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو (100) مرتبہ درودِ پاک پڑھے اللہ پاک اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنم کی آگ سے آزاد ہے اور اسے بروزِ قیامت شہداء کے ساتھ رکھے گا۔[1]

اُن پر دُرود جن کو کَسِ بے کَساں کہیں اُن پر سَلام جن کو خَبَر بے خَبَر کی ہے

(حدائقِ بخشش، ص۲۰۹)

مختصر وضاحت: ہمارے پیارے آقا، مکّی مَدَنی مصطفٰے عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر بے حد دُرُود و سلام ہوں جو بے سہاروں کا سہارا ہیں اور انہیں ہر بے خبر کی بھی خبر ہے۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

1 ...معجم اوسط، ۵/۲۵۲ حدیث: ۷۲۳۵

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ**" مُسلمان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (1)

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِین کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اسلام محض چند عقائد و فرائض کی ادائیگی کا

1…معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

نام نہیں بلکہ اسلام تو ہمیں زندگی گزارنے کے سنہری اُصول سکھاتا اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی سے چمکاتا ہے، ہماری زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں کہ جہاں اسلام رہنمائی نہ فرماتا ہو، اسلام نے جہاں ایک دوسرے کے حُقوق (Rights) بیان فرمائے، وہیں اسلام سے قبل معاشرے کے ظلم وستم کی چکی میں پِسی ہوئی عورت کو ظُلم و ستم کی دلدل سے نکال کر اسے وہ تمام جائز حُقوق دلائے، جن سے وہ محروم رکھی جاتی تھی، الغرض اسلام نے عورتوں کو عزّت کا تاج پہنا کر انہیں معاشرے (Society) میں وہ حقیقی مقام دیا، جس کا تصوّر بھی اسلام سے پہلے یعنی زمانۂ جاہلیت میں عورت کے وہم وگمان میں نہ تھا، اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا، آج ہم اسی بارے میں سنیں گی۔ آیئے سب سے پہلے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

فاروقِ اعظم نے دریا کو جاری کر دیا

اَمیرِ اَہلسنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے **"کراماتِ فاروقِ اعظم"** میں ایک حکایت نقل فرماتے ہیں: جب مصر فتح ہوا تو ایک روز اَہلِ مِصر نے حضرت عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے عرض کی: اے امیر! ہمارے دریائے نیل کی ایک رَسْم ہے جب تک اُس کو ادا نہ کیا جائے دریا جاری نہیں رہتا۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: کونسی رسم؟ انہوں نے کہا: ہم ایک کنواری لڑکی کو اُس کے والِدَین سے لے کر عُمدہ لباس اور نفیس زیور (Jewelry) سے سجا کر دریائے نیل میں ڈالتے ہیں۔ حضرت عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: اسلام میں ہر گز ایسا نہیں ہو سکتا اور اسلام پُرانی واہیات رَسموں کو مٹاتا ہے۔ پس وہ رَسْم موقوف رکھی (یعنی روک دی) گئی اور دریا کی روانی کم ہوتی

گئی، یہاں تک کہ لوگوں نے وہاں سے چلے جانے کا قَصْد (یعنی ارادہ) کیا، یہ دیکھ کر حضرت عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرت عُمَر بن خَطّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی خدمت میں تمام واقعہ لکھ کر بھیجا، تو حضرت عُمَر بن خَطّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے جواب میں تحریر فرمایا: تم نے ٹھیک کیا بے شک اسلام ایسی رسموں کو مٹاتا ہے۔ میرے اس خط (Letter) میں ایک رُقعہ ہے اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

حضرت عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس جب اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرت عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا خط پہنچا اور اُنہوں نے وہ رُقعہ اس خط میں سے نکالا تو اُس میں لکھا تھا: (اے دریائے نیل!) اگر تُو خود جاری ہے تو نہ جاری ہو اور اگر اللہ پاک نے جاری فرمایا تو میں ربِّ کریم سے عرض گزار ہوں کہ تجھے جاری فرما دے۔ حضرت عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے یہ رُقعہ دَریائے نیل میں ڈالا، ایک رات میں 16 گز پانی بڑھ گیا اور یہ رَسْم مِصر سے بالکل ختم ہو گئی۔[1]

چاہیں تو اِشاروں سے اپنے، کایا ہی پلٹ دیں دُنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالَم کیا ہو گا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ حکایت سے معلوم ہوا کہ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی حکمرانی کا پرچم دریاؤں کے پانی پر بھی لہراتا تھا اور دریاؤں کی رَوانی بھی آپ کی نافرمانی نہیں کرتی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وجودِ کائنات میں اسلامی تعلیمات کا نور پھیلنے سے پہلے بہت سی عجیب وغریب غیر شرعی رسومات

1 . . . العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، ص ۳۱۸، رقم ۹۴۰، ملخصا۔ کرامات فاروق اعظم، ص ۱۵

نے مُعاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا، مثلاً جب دریائے نیل خشک ہونے لگتا تو اہلِ مصر نے اس کا یہ دل خراش حل نکالا کہ وہ لوگ ہر سال ایک بے گناہ نوجوان لڑکی کو زیورات سے آراستہ کرکے اُسے دریا کی بھینٹ چڑھاتے یعنی دریا میں ڈال دیا کرتے اور یہ باطل خیال قائم کر لیتے کہ دریائے نیل کو جاری رکھنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے ورنہ یہ خشک ہو جائے گا، مگر **قربان جایئے!** نگاہِ نُبُوَّت سے فیض یافتہ ،بارگاہِ رِسالت کے تعلیم وتربیت یافتہ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر کہ جب آپ کو ان کی اس جاہلانہ رَسم کا علم ہوا تو عورتوں کے حقوق کے اس علمبر دار اور اسلام کے شیدائی کی غیرتِ ایمانی کو جوش آیا اور آپ نے اپنے اختیارات (Authority) کا استعمال کرتے ہوئے اَہلِ مِصر کی خلافِ اسلام اس شرمناک رَسْم کا سختی سے نوٹس لیا اور اسے فوری بند کروا کر عورتوں کا وقار بلند کیا اور انہیں ان کا حقیقی مقام دلوانے میں وہ شاندار کردار ادا کیا کہ خود انسانیت کو بھی آپ پر فخر رہے گا۔

بہر حال یہ تو وہ دور تھا کہ جب اسلام جلوہ گر ہو چکا تھا، اگر ہم اسلام سے قبل یعنی زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کی حیثیت (Status) کا جائزہ لیں تو ہم پر یہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ ان پر ڈھائے جانے والے مَظالم اپنی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ اسلام سے پہلے عورت کو کیسی کیسی دل سوز مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، آیئے اس بارے میں سنتی ہیں، چنانچہ

عورت اسلام سے پہلے

اسلام سے پہلے عورتوں کا حال بہت خراب تھا، دنیا میں عورتوں کی کوئی عزّت و اہمیت ہی نہیں تھی، عورتیں دن رات مردوں کی خدمت کرتیں یہاں تک کہ محنت مزدوری کر

کے جو کچھ کماتی تھیں، وہ بھی مَردوں کو دے دیا کرتیں مگر ظالم مرد پھر بھی ان عورتوں کی قدر نہیں کرتے تھے بلکہ جانوروں کی طرح ان کو مارتے پیٹتے تھے، ذرا ذرا سی بات پر عورتوں کے کان ناک وغیرہ اَعضا کاٹ لیا کرتے تھے اور کبھی تو قتل بھی کر ڈالتے تھے۔

باپ کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے جس طرح باپ کی جائیداد اور سامان کے مالک ہو جایا کرتے تھے، اسی طرح اپنے باپ کی بیویوں کے مالک بن جایا کرتے تھے۔ عورتوں کو ان کے ماں باپ، بھائی بہن یا شوہر کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا نہ عورتیں کسی چیز کی مالک ہوا کرتی تھیں۔

عرب کے بعض قبیلوں میں یہ ظالمانہ دستور تھا کہ بیوہ ہو جانے کے بعد عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا، وہ جھونپڑے سے باہر نہیں نکل سکتی تھیں، نہ غسل کرتی تھیں نہ کپڑے بدل سکتی تھیں، کھانا پانی اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرتی تھیں۔ بہت سی عورتیں تو گُھٹ گُھٹ کر مر جاتی تھیں اور جو زندہ بچ جاتی تھیں تو ایک سال کے بعد ان کے دامن میں اُونٹ کی مینگنیاں ڈال دی جاتی تھیں اور ان کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنے بدن کو رگڑیں پھر سارے شہر کا اسی گندے لباس میں چکر لگائیں اور اِدھر اُدھر اُونٹ کی مینگنیاں پھینکتی ہوئی چلتی رہیں۔ یہ اس بات کا اعلان ہوتا تھا کہ ان عورتوں کی عدّت ختم ہو گئی ہے۔ اسی طرح دوسری خراب رسمیں بھی تھیں جو غریب عورتوں کے لئے مصیبتوں اور بلاؤں کا پہاڑ بنی ہوئی تھیں اور بے چاری مصیبت کی ماری عورتیں گُھٹ گُھٹ کر اپنی زندگی کے دن گزارتی تھیں۔ سالہا سال تک یہ ظلم و

ستم کی ماری دکھیاری عورتیں اپنی اس بے کسی اور لاچاری پر روتی بلبلاتی اور آنسو بہاتی رہیں مگر دنیا میں کوئی بھی ان عورتوں کے زخموں پر مرہم رکھنے والا اور ان کے آنسوؤں کو پُونچھنے والا دُور دُور تک نظر نہیں آتا تھا، نہ دنیا میں کوئی بھی ان کے دُکھ درد کی فریاد سننے والا تھا نہ کسی کے دل میں ان عورتوں کے لئے رحم و کرم کا کوئی جذبہ تھا۔

عورت اسلام کے بعد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اسلام سے پہلے عورتوں پر ہونے والے ظُلم وسِتم کو روکنے کیلئے اللہ پاک نے نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اسلامی احکامات دے کر بھیجا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد سے ساری دنیا میں انوکھا انقلاب برپا ہوا اور لاچار عورتوں کے بھی دکھ درد دُور ہوگئے۔ جب ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ پاک کی طرف سے **"دِینِ اسلام"** لے کر تشریف لائے تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ اسلام کی بدولت ظالم مردوں کے ظلم و ستم سے کُچلی اور روندی ہوئی عورتوں کا درجہ اس قدر بلند و بالا ہوا کہ عبادات و معاملات بلکہ زندگی (Life) سے لے کر موت تک کے ہر مرحلے اور ہر موڑ پر عورتوں کو باوقار مقام حاصل ہوا، مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر ہوگئے، ان کے حقوق کی حفاظت کیلئے احکامات نازل ہوئے۔ عورتوں کو مالکانہ حقُوق حاصل ہوگئے، عورتیں اپنے مہر کی رقم، اپنی جائیدادوں کی مالک بنادی گئیں اور اپنے والدین، بھائی بہن، اولاد اور شوہر کی وراثت میں حصہ دار قرار دی گئیں۔ الغرض وہ

عورتیں جو مردوں کی جوتیوں سے زیادہ ذلیل و خوار اور انتہائی مجبور و لاچار تھیں، وہ مردوں کے دلوں کا سکون اور ان کے گھروں کی ملکہ بن گئیں، چنانچہ

ربِّ کریم نے پارہ 21 سورۂ روم آیت نمبر 21 میں صاف صاف لفظوں میں اعلان فرمایا:

خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ (پ ۲۱، روم: ۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام پاؤاور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اسلام ہی وہ پیارا مذہب ہے کہ جس نے دنیا میں عورت جیسی مظلوم ہستی کے آنسوؤں کو پونچھا، اسلام ہی وہ پیارا مذہب ہے جس نے عورتوں کے زخموں پر شفقت و محبّت کا مرہم رکھا، اسلام ہی وہ پیارا مذہب ہے جس نے عورتوں کو ظلم و ستم کی چکی میں پستا چھوڑنے کے بجائے معاشرے میں عزت دار بنایا، اسلام ہی وہ پیارا مذہب ہے جس نے عورت پر ڈھائے جانے والے مظالم کا باب (Gate) ہمیشہ کے لئے بند کر دیا اور اسلام ہی وہ پیارا مذہب ہے جس نے عورت کو وہ تمام جائز حقوق دلوائے کہ جن کی وہ حقدار تھی، بِلا شبہ عورتوں پر اسلام کا یہ وہ عظیمُ الشّان احسان ہے کہ تا قیامت جس پر اِنسانیت کو بھی فخر رہے گا۔

یاد رہے! عورت اپنی زندگی میں مختلف مراحل سے گزرتی ہے مثلاً کبھی بیٹی کے رُوپ میں رحمت کا ذریعہ بنتی نظر آتی ہے، تو کبھی بہن کے رُوپ میں الفت و محبت کے رشتے میں دکھائی دیتی ہے، کبھی بیوی کے رُوپ میں گھر کو چار چاند لگاتی ہے اور کبھی ماں کے

رُوپ میں شفقت کا سایہ دراز کرتی دکھائی دیتی ہے۔ عورت چاہے کسی بھی رُوپ میں ہو، جب بھی اس کے ساتھ کوئی ناانصافی ہوئی تو اسلام نے اس کے جذبات واحساسات کو ذرّہ برابر بھی ٹھیس نہ پہنچنے دی، بلکہ اسے ظلم وجبر سے بچا کر ایک نئی زندگی بخشی، خصوصاً اسلام سے قبل بیٹیوں کے معاملے میں برسوں سے جاری ظالمانہ، وحشیانہ رسومات کا دروازہ بند کرنے اور معاشرے میں انہیں ایک منفرد مقام دلوانے میں دینِ اسلام کا کردار لائقِ تحسین ہے۔ آیئے! اسلام سے قبل ان ننّھی کلیوں کے ساتھ ہونے والے اذیت ناک سلوک کی درد بھری داستان سنتی ہیں: چنانچہ

اسلام سے قبل بیٹی کی حیثیت

اسلام سے پہلے کے ظالم معاشرے میں بیٹی کی پیدائش کو باعثِ شرمندگی سمجھا جاتا تھا، بسا اوقات کسی شخص کو معلوم ہوتا کہ اس کے یہاں بیٹی کی وِلادَت (Birth) ہوئی ہے تو وہ کئی دِنوں تک لوگوں کے سامنے نہ آتا اور غور کرتا رہتا کہ وہ اس معاملے میں کیا کرے؟ آیا ذِلّت برداشت کرکے بیٹی کی پَرْوَرِش کرے یا شرمندگی سے بچنے کے لیے اپنی بیٹی کو زمین میں زِندہ دفن کردے۔ اسی بات کو پارہ 14 سُوْرَۃُ النَّحْل کی آیت نمبر 58 اور 59 میں یوں بیان کیا گیا ہے:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۵۸﴾ یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس

فِي التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ (پ ۱۴، النحل: ۵۸، ۵۷)

بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا۔ ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔

لیکن اس پتھر دل مُعاشَرے میں ایسے رحم دل لوگ بھی موجود تھے کہ جو بچیوں کی بے کسی پر خون کے آنسو بہاتے اور جہاں تک ممکن ہوتا بچیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچانے کی کوششیں کرتے، مثلاً امیرُ المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے چچا زاد بھائی اور حضرت سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے والد زید بن عَمْرو بن نُفَیل کو جب پتہ چلتا کہ فُلاں کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور وہ اس کو زندہ دفن کرنا چاہتا ہے تو دوڑ کر اس کے پاس جاتے اور اس بچی کی پرورش اور اس کی شادی وغیرہ کے اخراجات (Expenses) کی ذِمّہ داری اُٹھاتے اور اس طرح اس ننھی کلی کو کھلنے سے پہلے مسل دیئے جانے سے بچا لیتے۔

حضرت صَعْصَعہ بن ناجیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا بھی یہی معمول تھا، چنانچہ آپ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے زمانۂ جاہلیت میں 360 بچیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچایا اور ہر ایک کے بدلے دو دو (2،2) دس (10) ماہ والی حاملہ اُونٹنیاں اور ایک ایک اُونٹ بطورِ فدیہ ان کے باپوں کو دیا، کیا مجھے اس عمل کا کوئی اجر ملے گا؟ تو سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس عمل کا اجر تو تمہیں مل گیا، اللہ پاک نے تمہیں اسلام لانے کی توفیق مرحمت فرمائی اور نعمتِ ایمان سے سرفراز کر دیا۔[1]

1 ... معجم کبیر، ۸/۷۷، حدیث: ۷۴۱۲

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے کہ اسلام سے پہلے ان بھولی بھالی، نازک کلیوں کو کس قدر دردناک انداز میں کچلا گیا، ان پر زمین تنگ کردی گئی، ان سے جینے کا حق چھینا گیا اور ان پتھر دل باپوں نے ان پھول جیسی بیٹیوں کو زمانے کی ملامت کے ڈر سے اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت کی وادیوں میں دھکیلنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، اَلْغَرَض! دورِ جاہلیت میں بیٹیاں خاندان کی عزّت نہیں بلکہ نحوست کی علامت سمجھی جاتی تھیں۔

افسوس کہ اس ترقی یافتہ دور میں بھی زمانۂ جاہلیت کی یادیں تازہ کرنے والوں کی کمی نہیں، آج بھی بعض نادان مسلمان ایسے ہیں جو بیٹیوں سے محبت کرنے اور ان پر شفقت ومہربانی کا ہاتھ رکھنے کے بجائے بیٹی کے وجود سے نفرت کرتے ہیں، اس بیچاری کو پیدائش سے قبل ماں کے پیٹ میں ہی مروادیا جاتا ہے جبکہ دنیا میں آنے والی بعض بچیوں کو ماؤں سمیت موت کی نیند سُلادیا جاتا ہے یا اس بچی کو کچرا کونڈی میں پھینک دیا جاتا ہے، جہاں وہ ننھی سی بچی کُتّے بلیوں اور چیل کوّوں کی خوراک بن جاتی ہے یا پھر انہیں مختلف فلاحی وسماجی اداروں کے حوالے کردیا جاتا ہے۔ یقیناً یہ سب علمِ دِین سے دُوری کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسلام نے بیٹیوں کے ساتھ ہونے والی بدسُلوکی اور ظلم وزیادتی سے منع فرمایا اور رحمتِ عالم، سراپا جُود وکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی پرورش کرنے اور ان سے حُسنِ سُلوک سے پیش آنے پر جنت میں داخلے کی بشارتیں عطا فرمائی ہیں۔ آیئے! اس کے متعلق 4 فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنتی ہیں، چنانچہ

اسلام میں بیٹیوں کا مقام و مرتبہ

(1) ارشاد فرمایا: جس شخص کی بیٹی ہو تو وہ اسے زندہ دفن نہ کرے، اُسے ذلیل نہ سمجھے اور اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ پاک اسے جنت میں داخل کرے گا۔[1]

(2) ارشاد فرمایا: بیٹیوں کو بُرا مت کہو، میں بھی بیٹیوں والا ہوں۔ بے شک بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والیاں، غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔[2]

(3) ارشاد فرمایا: جو شخص 3 بیٹیوں یا بہنوں کی اس طرح پرورش کرے کہ ان کو ادب سکھائے اور ان سے مہربانی کا برتاؤ کرے یہاں تک کہ اللہ پاک انہیں بے نیاز کر دے (مثلاً ان کا نکاح ہو جائے) تو اللہ پاک اس کے لیے جنّت واجب فرما دیتا ہے۔ یہ ارشادِ نبوی سن کر ایک صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے عرض کی، یا رسولَ اللہ! اگر کوئی شخص 2 لڑکیوں کی پرورش کرے؟ تو ارشاد فرمایا: اس کے لئے بھی یہی اَجر و ثواب ہے۔ (راوی فرماتے ہیں) یہاں تک کہ اگر لوگ ایک (بیٹی) کا ذکر کرتے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بارے میں بھی یہی فرماتے۔[3]

(4) ارشاد فرمایا: جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ پاک اس کے گھر فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ پھر فرشتے اس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک کمزور

1...ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیما، ۴/۴۳۵، حدیث: ۵۱۴۶

2...مسند الفردوس، ۲/۴۱۵، حدیث: ۷۵۵۶

3...شرح السنہ، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب کافل الیتیم، ۶/۴۵۲، الحدیث: ۳۳۵۱

جان ہے، جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے، جو شخص اس کمزور جان کی پرورش کی ذمہ داری لے گا تو قیامت تک مددِ خدا اس کے شاملِ حال رہے گی۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! مکّی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہ صرف اپنے ارشادات سے بیٹی کے حقیقی مقام کو اُجاگر فرمایا ہے بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے کردار سے بھی ہمیں یہی سکھایا ہے کہ ایک عقلمند باپ کو اپنی بیٹی کے ساتھ کس طرح کا سُلوک کرنا چاہئے۔ آیئے! بطورِ ترغیب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اپنی لاڈلی شہزادی، شہزادیِ کونین سیّدہ خاتونِ جنت فاطمۃُ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا پر شفقت و مہربانی کی ایک ایمان افروز جھلک ملاحظہ کیجئے اور اپنا ایمان تازہ کیجئے چنانچہ

حضرت بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا جب آقا کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ سراپا شفقت میں حاضر ہوتیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کھڑے ہو جاتے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بوسہ دیتے، پھر اُن کو اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ دیکھ کر کھڑی ہو جاتیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مبارک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چُومتیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ

---

1 . . . مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاولاد، ۸/۲۸۵، حدیث: ۱۳۴۸۴

2 . . . ابو داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی القیام، ۴/۴۵۴، حدیث: ۵۲۱۷

بیٹیوں پر شفقت و مہربانی کرنا اور انہیں خوش رکھنا حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنتِ مبارکہ ہے، لٰہذا والدین کو چاہئے کہ وہ بیٹیوں کی پیدائش پر غمگین ہونے، انہیں اپنے لئے باعثِ شرمندگی سمجھنے، دل چھوٹا کرنے یا خاندان والوں کے طعنوں کی پرواکرنے کے بجائے ان سے محبت و شفقت کا برتاؤ کریں، ان کی جائز خواہشات کا احترام (Respect) کریں، حتی الامکان انہیں خوش رکھنے کی کوشش کریں، خلوصِ دل کے ساتھ ان کی تعلیم و تربیت اور ان کی پرورش کرنے کی سعادت حاصل کر کے اس کے نتیجے میں ملنے والے ثوابِ آخرت کو اپنے پیشِ نظر رکھیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اسلام میں ماں کا مقام

پیاری پیاری اسلامی بہنو! عورت ماں کے روپ میں وہ عظیم ہستی ہے کہ جس کا وجود باعثِ برکت ہے، جو گھر کی زینت ہے، گھر کا سکون جس کے دَم سے قائم رہتا ہے، جسے محبّت کے ساتھ دیکھنے سے **حجِ مقبول کا ثواب** ملتا ہے، جس کی خدمت رِضائے الٰہی کا سبب ہے اور جس کے بغیر گھر اُجڑا ہوا چمن لگتا ہے، اسی کی گود سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ جیسی جلیلُ القدر ہستیوں نے جنم لیا، ماں کے احسانات کی کوئی حد نہیں، ماں تکلیفوں پر صبر کرتی ہے، ماں اولاد کی خواہشات کی خاطر اپنی خواہشات کو قربان کر دیتی ہے، ماں اولاد کی ولادت، دودھ پلانے، اس کی تربیت اور راتوں کو جاگنے کی تکلیفیں اُٹھاتی ہے۔ ماں بھوکی سو جاتی ہے مگر اولاد کو بھوکا سونے نہیں دیتی، الغرض ماں اپنی اولاد کے سکھ کی خاطر سب

کچھ برداشت کرلیتی ہے مگر افسوس کہ بدلے میں اسے دکھ اور تکلیفیں ہی ملتی ہیں، ماں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا اور اسے ہر دور میں تختۂ مشق بنایا جاتا رہا، خصوصاً بڑھاپے میں اس کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا جاتا رہا ہے اس کے تصور (Imagination) سے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (الامان والحفیظ)

لہٰذا اِسلام نے اس دکھ درد کی ماری ماں کے دکھوں کا مداوا کرنے کے لئے سب سے پہلے آوازِ حق بلند کی اور دنیا کو بتایا کہ ماں وہ محترم ہستی ہے کہ جس کے حقوق کی ادائیگی کے بغیر چارہ نہیں، ربِّ کریم کی رِضا ماں کی رِضامندی میں پوشیدہ ہے، انسان چاہے کتنے ہی بڑے مقام و منصب پر پہنچ جائے مگر ماں کی اطاعت و فرمانبرداری سے بَرِیُ الذِّمَّہ نہیں ہو سکتا۔ آیئے! بطورِ ترغیب ماں کی شان و عظمت میں ایک حدیثِ پاک سنتی ہیں: چنانچہ

حُسنِ اخلاق کا زیادہ حقدار کون؟

ایک شخص رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے حُسنِ اخلاق کا زیادہ حق دار کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے دوبارہ عرض کی: اس کے بعد کون؟ ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ تیسری بار عرض کی: اس کے بعد کون؟ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مرتبہ بھی یہی ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پھر عرض کی: اس کے بعد کون؟ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تیرا باپ۔[1]

---

1 ... بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، ۴/۹۳، حدیث: ۵۹۷۱

زخمی انگلی

حضرتِ بَایَزید بِسطامی رَحمۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سردیوں کی ایک سخت رات میں میری والدہ نے مجھ سے پانی مانگا، میں آبخورہ (یعنی گلاس) بھر کر لے آیا، مگر ماں کو نیند آگئی تھی، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا، پانی کا آبخورہ (پیالہ) لئے اس انتظار میں ماں کے قریب کھڑا رہا کہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں، کھڑے کھڑے کافی دیر ہو چکی تھی اور آبخورے سے کچھ پانی بہہ کر میری انگلی پر جم کر برف بن گیا تھا۔ بہر حال جب والدۂ محترمہ بیدار ہوئیں تو میں نے آبخورہ پیش کیا، برف کی وجہ سے چپکی ہوئی انگلی (Finger) جوں ہی آبخورے سے جدا ہوئی، اس کی کھال اُدھڑ گئی اور خون بہنے لگا، ماں نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا؟ میں نے سارا ماجرا عرض کیا، انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تُو بھی اس سے راضی ہو جا۔ [1]

اَمیرِ اَہلِ سُنّت دَامَتْ بَرَکاتُہُمُ الْعَالِیَہ ماں باپ کی **اِطاعت و فرمانبرداری** اور ان سے محبّت کو اُجاگر کرتے ہوئے، کتنے پیارے انداز میں اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کر رہے ہیں کہ:

مُطیع اپنے ماں باپ کا کر میں ان کا ہر اِک حکم لاؤں بجا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۰۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 . . . سمندری گنبد، ص ۴

اسلام میں بہن کا مقام

پیاری پیاری اسلامی بہنو! جس طرح اسلام نے ماں کے حقوق متعین فرمائے ہیں، اسی طرح اسلام نے سگی بہن کے حقوق بھی اُجاگر فرمائے اور اپنے ماننے والوں کو اپنی سگی و رِضاعی بہنوں کے ساتھ بھی حُسنِ سُلُوک سے پیش آنے کا درس دیا ہے، کیونکہ بہنیں ہی بھائیوں کے نخرے برداشت کرتی ہیں، ان کی فرمائشیں پوری کرتی ہیں، دُکھ سکھ کی گھڑی میں بھائیوں کا ساتھ دیتی ہیں، والدہ کے انتقال کے بعد گھر کا سارا کام کاج اپنے ذمے لے کر والدہ کی کمی محسوس نہیں ہونے دیتیں، جبکہ زمانۂ جاہلیت میں ان کے ساتھ انتہائی بُرا سُلوک کیا جاتا تھا، اللہ کے محبوب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بھائیوں کو بہنوں کی عزّتوں کا رکھوالا بناتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: جس کی 3 بیٹیاں یا 3 بہنیں یا 2 بیٹیاں یا 2 بہنیں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ حُسنِ سُلوک کیا اور ان کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرتا رہا تو اسے جنت ملے گی۔[1]

رضاعی بہن سے حُسنِ سلوک

رحمتِ کونین، نانائے حسنین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اپنے **عمل** سے اپنی رضاعی (یعنی دودھ شریک) بہن حضرت شیما رَضِیَ اللهُ عَنْهَا کے ساتھ یوں حُسنِ سُلوک فرمایا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اپنی رضاعی بہن کا استقبال کھڑے ہو کر فرمایا۔[2] اپنی مبارک چادر بچھائی پھر ارشاد فرمایا: مانگو! تمہیں عطا کیا جائے گا، سفارش کرو!

---

1 . . . ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة ... الخ، ۳/۳۶۷، حدیث: ۱۹۲۳

2 . . . سبل الهدیٰ والرشاد، ۵/۳۳۳

تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔[1] اس مثالی کرم نوازی کے دوران آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اگر چاہو تو عزت و تکریم کے ساتھ ہمارے پاس رہو، جب وہ واپس جانے لگیں تو حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 غلام اور ایک لونڈی، ایک یا دو(2) اُونٹ بھی عطا فرمائے۔ جب مقامِ جِعرانہ میں دوبارہ اس رضاعی بہن سے ملاقات ہوئی تو بھیڑ بکریاں بھی عطا فرمائیں۔[2]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے کہ حضور نبیِ کریم، رءوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی رضاعی بہن کے ساتھ کس قدر شفیق و مہربان تھے کہ جس طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ازواجِ مطہرات، صحابیات اور دیگر خادماؤں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے، اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطاؤں اور نوازشوں کا سلسلہ اپنی رضاعی بہن کے ساتھ بھی قابلِ دید تھا کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضاعی بہن حضرت شیما رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی تشریف آوری پر خوشی سے کھڑے ہو جاتے، ان کی دلجوئی فرماتے اور ان پر خوب نوازشیں بھی فرماتے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اسلام میں بیوی کا مقام

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اسلام سے پہلے مال کے لیے جانوروں

---

1 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، ۵/ ۲۰۰

2 ... سبل الھدی والرشاد، ۵/ ۳۳۳ ملتقطا

اور دوسرے ساز و سامان کی طرح بیویوں کو بھی رہن (گروی) رکھ دیا جاتا۔[1]

ایسے میں رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صورت میں اسلام کا نور بکھیرتا ہوا ایسا سُورج طلوع ہوا جس نے عورت کو نہ صرف ظلم و ستم سے چھٹکارا دیا بلکہ مَردوں پر اس کے حقوق مقرر فرمائے۔ یہ اسلام ہی تو ہے، جس نے نکاح کے ذریعے عورت سے قائم ہونے والے رشتے کو مرد کے آدھے ایمان کا محافظ قرار دیا۔ یہ اسلام ہی تو ہے جس نے بیویوں کو شوہروں کی جانب سے ملنے والے حق مہر اور بیوہ ہو جانے کی صورت میں شوہر کی وراثت میں سے حقوق عطا فرمائے۔ اسلام نے نہ صرف اس سوچ کی حوصلہ شکنی کی کہ **"بیوی شوہر کے پاؤں کی جوتی ہے"** بلکہ اللہ پاک نے بیویوں کو شوہروں کے آرام اور سکون کا ذریعہ ارشاد فرمایا۔ اسلام نے ہی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والے کو سب سے بہترین قرار دیا۔ چنانچہ

نبیِ کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو اور میں تم سب سے اپنے اہل کے لئے بہتر ہوں۔[2]

حضرت حکیم بن معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے نبیِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب وہ کھائے تو اُسے بھی کھلائے، جب لباس پہنے تو اُسے بھی پہنائے، اُس کے چہرے پر نہ مارے، نہ اُسے بدصورت کہے اور (اگر سمجھانے کے لیے)

---

1 ... بخاری، کتاب الرھن، باب رھن السلاح، ۱۴۸/۲، حدیث: ۲۵۱۰ ماخوذا

2 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی، ۴۷۵/۵، حدیث: ۳۹۲۱

اس سے علیحدگی اختیار کرنی ہی پڑے تو گھر میں ہی (علیحدگی) کرے۔[1]

زمانۂ جاہلیت میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ شوہر اپنی بیویوں سے مال طلب کرتے، اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو کئی کئی سال ان کے **"پاس نہ جانے"** کی قسم کھا لیتے۔ الغرض! اسلام نے ہی حقیقی معنوں میں بیویوں کو معاشرے میں ایک منفرد مقام و مرتبہ عطا فرمایا، ان کے حقوق مقرر فرمائے اور شوہروں کو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا درس دیا، بالفرض اگر کسی کی بیوی بدمزاج ہو، بدکلامی کر جاتی ہو یا کھانا وغیرہ پکاتے وقت کسی چیز میں کمی بیشی کر دیتی ہو تو شوہر کو چاہئے کہ وہ آپے سے باہر ہونے، گالیاں بکنے، اسے گھر سے نکالنے، میکے بھیجنے یا طلاق دینے کی دھمکیاں دینے کے بجائے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیشہ درگزر سے کام لے اور ایک اچھے شوہر کی طرح اپنی بیوی کے احسانات کو یاد رکھے کہ یہی وہ چیز ہے کہ جس کی اسلام ہمیں تعلیم ارشاد فرماتا ہے چنانچہ

بیویوں سے مُتَعَلِّق اسلامی تعلیمات

تَنۡبِیۡہُ الۡغَافِلِیۡن میں ہے کہ ایک شخص اَمیرُالمُؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا۔ جب وہ آپ کے دروازے پر پہنچا تو ان کی زوجہ اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا کو ناراضی کے عالم میں گفتگو کرتے سنا۔ وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ گیا کہ میں تو اپنی بیوی کی شکایت کرنے کے ارادے سے ان کے پاس آیا تھا (مگر) یہی معاملہ تو خود ان کے ساتھ بھی ہے۔ (لہٰذا یہ کیونکر میرا مسئلہ حل کر پائیں گے؟)۔ اَمیرُالمُؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ نے اسے بلوایا اور آنے کا

---

1 ... ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حق المرأة على الزوج، ۲/۴۰۹، حديث: ۱۸۵۰

مقصد دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کی: میں تو آپ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت کرنے کے ارادے سے آیا تھا، جب میں نے (آپ کے بارے میں) آپ کی زوجۂ محترمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی گفتگو سنی تو (مایوس ہو کر) واپس لوٹ گیا۔

اَمیرُالمؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اس سے ارشاد فرمایا: میری بیوی کے مجھ پر چند حُقوق (Rights) ہیں، جن کی بنا پر میں اس سے درگزر کرتا ہوں: (1) وہ میرے لئے جہنم سے آڑ ہے، اس کی وجہ سے میرا دل حرام سے بچا رہتا ہے۔ (2) جب میں اپنے گھر سے نکل جاتا ہوں تو وہ میری خزانچی اور میرے مال کی نگہبان بن جاتی ہے۔ (3) میری دھوبن ہے، میرے کپڑے دھوتی ہے۔ (4) میرے بچے کی پرورش کرتی ہے اور (5) میرے لئے روٹیاں اور کھانا پکاتی ہے۔ یہ سُن کر وہ شخص بولا کہ بے شک مجھے بھی اپنی بیوی سے وہی فائدے حاصل ہوتے ہیں جو آپ کو حاصل ہیں، مگر میں نے اس کے ساتھ کبھی درگزر سے کام نہ لیا، لہٰذا اب میں بھی درگزر سے کام لوں گا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج کے بیان سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اسلام نے عورت کو بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے، عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی صورت میں وہ حقوق عطا کئے ہیں جن کا پہلے کے دور میں تصور بھی نہیں تھا۔ اسلامی بہنوں کو چاہیے کہ وہ اس پر شکرانے میں دِین کی پاسداری کریں، اسلامی احکامات کی پابندی کریں، گناہوں سے بچیں، نیکیوں کی کثرت کریں۔ یہ سب کام کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ دعوتِ

---

1 . . . تنبیہ الغافلین، باب حق المرأۃ علی الزوج، ص ۲۸۰

اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں اور اسلامی بہنوں کے آٹھ مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کریں، مدرسۃُ المدینہ بالغات میں شرکت کریں، مدنی مذاکرہ دیکھنے سننے کا معمول بنائیں اور ہر دم اسی مدنی ماحول سے وابستہ رہیں۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بیٹھنے کی چند سُنّتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے بیٹھنے کی چند سنتیں اور آداب سنتی ہیں ☆ چار زانو (یعنی پالتی مار کر) بیٹھنا ہم گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔ ☆ جہاں کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں ہو وہاں نہ بیٹھیں۔ اللہ پاک کی عطا سے غیب کی خبریں دینے والے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم میں سے کوئی سائے میں ہو اور اس پر سے سایہ رخصت ہو جائے اور وہ کچھ دھوپ کچھ

1 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

چھاؤں میں رہ جائے تو اسے چاہیے کہ وہاں سے اٹھ جائے۔[1] ☆قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں۔[2] ☆جب کبھی اِجتماع یا مجلس میں آئیں تو لوگوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ ☆جب بیٹھیں تو جوتے اتار لیں آپ کے قدم آرام پائیں گے۔[3] ☆مجلس سے فارغ ہو کر یہ دعا تین بار پڑھ لیں تو گناہ معاف ہو جائیں اور جو اسلامی بہن مجلسِ خیر و مجلسِ ذکر میں پڑھے تو اس کیلئے اس خیر پر مہر لگا دی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے: **"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"** ترجمہ: تیری ذات پاک ہے اور اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتی ہوں اور تیری طرف توبہ کرتی ہوں۔[4] ☆جب والدین آئیں تو تعظیماً کھڑے ہو جانا ثواب ہے۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

---

1 . . . سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الجلوس بین الظل والشمس، ۳۳۸/۴ حدیث ۴۸۲۱

2 . . . رسائل عطاریہ، حصہ ۲، ص ۲۲۹

3 . . . جامع صغیر، حدیث ۵۵۴، ص ۴۰

4 . . . سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی کفارۃ المجلس، الحدیث: ۴۸۵۷، ۳۴۷/۴

بیان:15 ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حضورِ اکرم، شفیعِ اُمَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھا اللہ کریم اُس پر 10 رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر 10 مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے، اللہ کریم اُس پر 100 رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر 100 مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے، اللہ کریم اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور دوزخ کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے قِیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔ (1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”**نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ**“ مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (2)

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

---

1 ... معجم اوسط، ۵/۲۵۲، حدیث: ۷۲۳۵

2 ... معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِین کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گھُورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج کے ہمارے بیان کا موضوع ہے **"فیضانِ رَبِیْعُ الْآخِر"** جس میں حُضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ایثار پر مشتمل ایک ایمان افروز واقعہ اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی سیرت کی چند جھلکیاں بیان ہوں گی، ماہِ رَبِیْعُ الْآخِر کو کس طرح گزارنا چاہیے، بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم نے اس مہینے کی مناسبت سے کن کن عبادات کا ذکر فرمایا ہے، یہ بھی سنیں گی۔ آخر میں اِنْ شَآءَ اللّٰہ ماہِ رَبِیْعُ الْآخِر اور حُضُور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی نسبت سے گیارہویں کی تعریف اور برکتیں بھی بیان

ہوں گی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اہم نِکات (Points) ہم سنیں گی۔ اے کاش! ہمیں سارا بیان اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ سننے کی سعادت نصیب ہو جائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

ربیعُ الآخِر کے مہینے کو ربیعُ الآخِر کہنے کی وجہ

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اسلامی سال کا چوتھا مہینا رَبِیْعُ الْاٰخِر ہے اور جب اِسلامی مہینوں کے نام رکھے گئے، تب رَبِیْعُ الْاٰخِر کا مہینا موسمِ بہار کے آخر میں پڑتا تھا لہٰذا اسے رَبِیْعُ الْاٰخِر کا نام دیا گیا۔(1)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ماہِ رَبِیْعُ الْاٰخِر کو سرکارِ بغداد، حضور غوثِ پاک شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے خاص نسبت ہے یقیناً آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اللہ کریم کے نیک بندے، مقبول ترین ولی بلکہ تمام ولیوں کے سردار ہیں اور حضرت سُفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔(2) لہٰذا آج ہم بھی ماہِ رَبِیْعُ الْاٰخِر کی مناسبت سے حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا ذِکرِ خیر کرکے اللہ پاک کی رحمتیں لوٹنے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ آیئے! پہلے حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے جذبۂ ایثار پر مشتمل ایک ایمان افروز حکایت سنتی ہیں، چنانچہ،

---

1 ... غیاث اللغات، باب رائے مہملہ، ص۲۹۵

2 ... حلیۃ الاولیاء، سفیان بن عیینہ، ۷/۳۳۵، رقم: ۱۰۷۵۰

زمین سے چُن چُن کر ٹکڑے کھانا

حضرت شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں شہر میں کھانے کے ارادے سے گرے پڑے ٹکڑے یا جنگل کی کوئی گھاس یا پتّا اٹھانا چاہتا اور جب دیکھتا کہ دوسرے فُقَراء بھی اسی کی تلاش میں ہیں تو اپنے بھائیوں پر ایثار کرتے ہوئے نہ اٹھاتا بلکہ یونہی چھوڑ دیتا تاکہ وہ اُٹھا کر لے جائیں اور خود بھوکا رہتا۔ جب بھوک کے سبب کمزوری حد سے بڑھی اور موت کے قریب ہوگیا تو میں نے پھول والے بازار سے ایک کھانے کی چیز جو زمین پر پڑی تھی اُٹھائی اور ایک کونے میں جاکر اسے کھانے کیلئے بیٹھ گیا۔ اِتنے میں ایک عجمی نوجوان آیا، اُس کے پاس تازہ روٹیاں اور بُھنا ہوا گوشت تھا وہ بیٹھ کر کھانے لگا، اُس کو دیکھ کر میری کھانے کی خواہش ایک دَم شِدَّت اختیار کرگئی، جب وہ اپنے کھانے کے لیے لُقمہ اٹھاتا تو بھوک کی بے تابی کی وجہ سے بے اختیار جی چاہتا کہ مُنہ کھول دوں تاکہ وہ میرے منہ میں لقمہ ڈال دے۔ آخِر میں نے اپنے نفس کو ڈانٹا کہ ”بے صبری مت کر! اللہ کریم میرے ساتھ ہے، چاہے موت آجائے مگر میں اس نوجوان سے مانگ کر ہرگز نہیں کھاؤں گا۔“

اچانک وہ نوجوان میری طرف مُتَوَجِّہ ہوا اور کہنے لگا: بھائی! آجایئے! آپ بھی کھانے میں شریک ہوجایئے! میں نے انکار کیا، اُس نے اِصرار کیا، میرے نفس نے مجھے کھانے کے لئے بہت اُبھارا لیکن میں نے پھر بھی انکار ہی کیا مگر اُس نوجوان کے مسلسل اِصرار پر میں نے تھوڑا سا کھانا کھالیا، اُس نے مجھ سے پوچھا: آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا: جِیلان کا۔ وہ بولا: میں بھی جِیلان ہی کا ہوں۔ اچّھا یہ بتایئے کہ آپ

مشہور بزرگ حضرت سیّد ابو عبدُاللہ صومعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نواسے عبدُ القادِر کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ تو میں ہی ہوں۔ یہ سُن کر وہ بے قرار ہو گیا اور کہنے لگا: میں بغداد آنے لگا تو آپ کی امّی جان نے آپ کو دینے کے لئے مجھے 8 سونے کی اشرفیاں دی تھیں، میں یہاں بغداد آکر آپ کو تلاش کرتا رہا مگر آپ کا کسی نے پتا نہ دیا یہاں تک کہ میری اپنی تمام رقم خرچ ہو گئی، تین دن تک مجھے کھانے کو کچھ نہ ملا، میں جب بھوک سے نِڈھال ہو گیا اور میری جان پر بن گئی تو میں نے آپ کی امانت میں سے یہ روٹیاں اور بُھنا ہوا گوشت خریدا۔ حُضُور! آپ بھی خوشی سے اِسے تناوُل فرمایئے کہ یہ آپ ہی کا مال ہے، پہلے آپ میرے مہمان (Guest) تھے اور اب میں آپ کا مہمان ہوں، بقیّہ رقم پیش کرتے ہوئے بولا: میں مُعافی کا طلب گار ہوں، میں نے مجبوری کی حالت میں آپ کی رقم ہی سے کھانا خریدا تھا۔ (غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:) میں بہُت خوش ہوا۔ میں نے بچا ہوا کھانا اور مزید کچھ رقم اُس کو پیش کی، اس نے قبول کی اور چلا گیا۔[1]

طلب کا منھ تو کس قابِل ہے یاغوث
مگر تیرا کرم کامِل ہے یاغوث

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ابھی جو ہم نے حکایت سنی، یہ حکایت امیر اَہلسنّت حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"سانپ نُما جِنّ"** کے صفحہ نمبر 11 سے بیان کی گئی ہے۔ اس رسالے میں اَمیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ

---

1 … الذیل علی طبقات الحنابلۃ لابن رجب الحنبلی، جزء ۱، ۲۵۰/۳

اَلْعَالِیَہ نے غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی سیرت سے متعلق مزید ایمان اَفروز حکایات نقل فرمائی ہیں، لہٰذا اس رسالے کو ہدیۃً طلب فرمائیے اوراس کا مطالعہ فرمائیے، دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے اس رسالے کو پڑھا بھی جاسکتا ہے، ڈاؤن لوڈ اور پرنٹ آوٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ حِکایت میں ہمارے لئے کئی نِکات موجود ہیں، دیکھئے تو سہی! ایک طرف ہمارے پیر و مُرشِد حضور غوثُ الْاَعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہیں، جنہوں نے سخت ضرورت اور بھوک کے باوُجود غذا اور رقم کے مُعاملے میں بے مثال اِیثار سے کام لیا جبکہ دُوسری طرف ہمارا حال ہے بھوکی رہنے کی توفیق تو دُور رہی، بالفرض گیارھویں شریف کی نیاز کی بریانی ہی سامنے آجائے تو حِرص کا ایسا غلبہ طاری ہو جائے کہ جی چاہے بس سارے کا سارا تھال (Tray) میں ہی کھاڈالوں، بوٹی تو دور کی بات ہے کسی کو چاول کا ایک دانہ بھی نہ جانے پائے! پیاری اسلامی بہنو! آپ کو جب کبھی دوسری اسلامی بہنوں کے ساتھ مل کر کھانے کا اِتّفاق ہو، بڑے بڑے نوالے بِغیر چبائے جلد جلد نگلنے اور عمدہ بوٹیاں اپنی طرف کھینچ لینے کا لالچ غالب آئے اُس وقت اپنے پیر و مُرشد غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بیان کردہ حِکایت کے ساتھ ساتھ یہ فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی ذِہن میں لائیے، چنانچہ

اللہ پاک کے نبی، مکی مَدَنی مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بخشش نشان ہے: جو اُس چیز کو جس کی خود اِسے حاجت ہو دوسرے کو دے دے تو اللہ پاک اُسے

بخش دیتا ہے۔[1]

اس کے علاوہ فیضانِ سنّت جلد اوّل صفحہ 482 پر حضرتِ ابو سُلَیمان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کا یہ ارشاد پاک بھی لکھا ہے کہ نَفس کی کسی خواہش کو چھوڑ دینا 12 ماہ کے روزوں اور رات کی عبادتوں سے بھی بڑھ کر دل کو فائدہ دیتا ہے۔[2]

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

غوثِ پاک کا مختصر تعارف

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! اب حضور غوثِ پاک رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کا مختصر تعارف بھی سُن لیجئے، چنانچہ،

حضور غَوثُ الاَعْظَم شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کی ولادتِ باسعادت یکم (First) رمضان 470ھ جمعۃُ المبارک کو جیلان میں ہوئی۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کی کنیت ابو محمد ہے جبکہ مُحیُ الدِّین، محبوبِ سبحانی، غوثِ اعظم، غوثِ ثَقَلَیۡن وغیرہ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے القابات ہیں۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے والدِ محترم کا نام حضرت ابو صالح مُوسیٰ جنگی دوست رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ اور والدۂ محترمہ کا نام اُمُّ الْخَیۡر فاطمہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہَا ہے، آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ والدِ محترم کی طرف سے حَسَنی اور والدہ ماجدہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہَا کی طرف سے حسینی سَیِّد ہیں۔ علّامہ ابنِ جوزی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: حضرت شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے 11 ربیعُ الآخر 561 ہجری میں بعد نمازِ مغرب بغداد شریف میں وصال

---

1 ... احیاء العلوم، کتاب ذم البخل... الخ، بیان الایثار وفضلہ، ۹/۷۷۹

2 ... احیاء العلوم، کتاب کسر الشھوتین، بیان طریق الریاضۃ... الخ، ۳/۱۱۸

فرمایا، وصال کے وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی عمر شریف تقریباً 91 سال تھی، نمازِ جنازہ شہزادۂ غوثِ اعظم حضرت سیّد سَیفُ الدّین عبدُ الوہّاب قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پڑھائی اور لاتعداد لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزارِ پُرانوار عراق کے مشہور شہر بَغداد شریف میں ہے جہاں دن رات زیارت کرنے والوں کا ہجوم رہتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! پیرانِ پیر روشن ضمیر شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ وہ عظیم ولی ہیں جن کی ساری زندگی اللہ کریم کی عبادت اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں گزری۔ اللہ کریم نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بے شمار خُوبیوں سے نوازا تھا۔ آیئے! سرکارِ بغداد، حضورِ غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ذات میں پائی جانے والی خُوبیوں کی چند جھلکیاں ملاحظہ کیجئے، چنانچہ

جنوری 2018 کے "**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" میں لکھا ہے: ☆اللہ کریم نے پیرِ لاثانی، شہبازِ لامکانی، غوثِ صَمَدانی، قُطبِ ربّانی، شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اچّھے اَخلاق سے نوازا تھا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ذکر و فکر میں مشغول رہتے، مخلوقِ خدا کی خیر خواہی کرتے، مہربان، شفیق اور مہمان نواز تھے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بڑے سخی تھے، سوالی کو خالی ہاتھ نہ لَوٹاتے تھے، مسکینوں اور غریبوں پر بے حد شفقت فرماتے، کمزوروں کے ساتھ بیٹھا کرتے، بیماروں کی عِیادت فرماتے تھے، ☆آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اَصحاب میں سے کوئی حاضرِ خدمت نہ ہوتا تو اس کی خبر گیری فرماتے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ساتھی کی عزّت کرتے

---

1 ۔۔۔ الذیل علی طبقات الحنابلة لابن رجب الحنبلی، جزء ۱، ۲۵۱/۳

اور اس کے ساتھ اچّھے طریقے سے پیش آتے، جب اُسے غم کی حالت میں دیکھتے تو اس کے غم دُور فرما دیتے، آپ کا ہر ساتھی یہی سمجھتا کہ وہی آپ رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کے نزدیک عزّت والا ہے، ☆آپ رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه ہر رات دستر خَوان بچھانے کا حکم دیتے اور مہمانوں کے ساتھ کھانا تناوُل فرماتے، جب آپ رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کے پاس کوئی تحفہ (Gift) آتا تو حاضرین میں تقسیم کر دیتے، تحفہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ عطا فرماتے، اپنے نفس کے لئے غصہ نہ کرتے تھے۔[1] ☆آپ رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کی خاموشی آپ رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کے کلام سے زیادہ ہوتی تھی۔[2] ☆سلام میں پہل فرمایا کرتے، آپ رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کبھی امیروں اور سرداروں کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے اور نہ ہی وزیروں اور بادشاہوں کے دروازے پر گئے۔[3]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے! ہمارے غوثِ پاک رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کس قدر اچّھی عادتوں والے تھے۔ اے کاش! صد کاش! ہماری عادتیں (Habbits) بھی اچّھی ہو جائیں، اے کاش! ہمارے اخلاق بھی اچّھے ہو جائیں، اے کاش! ہم بھی "**نیک بننے کے طریقے**" نامی رسالے میں غور و فکر کرنے میں مشغول رہنے والیاں بن جائیں، اے کاش! ہمیں بھی اسلامی بہنوں کی خیر خواہی کرنے والا ذہن عطا ہو جائے، اے کاش! ہم بھی مہربانی، شفقت اور مہمان نوازی کرنے والیاں بن جائیں، اے کاش!

---

1 ... بهجة الاسرار، ذکر شيء من شرائف اخلاقه... الخ، ص ١٩٩ - ٢٠١ ملتقطا

2 ... قلائد الجواهر، ص ٦

3 ... قلائد الجواهر، ص ١٩ ملتقطا

ربِّ کریم ہمیں بھی سخاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اے کاش! ہم بھی حاجت مندوں کی حاجات پوری کرنے والیاں بن جائیں، اے کاش! ہم بھی غریب اسلامی بہنوں پر شفقت کرنے والیاں بن جائیں، اے کاش! ہمیں بھی بیمار اسلامی بہنوں کی عیادت کرنے والی سوچ عطا ہو جائے، اے کاش! ہمیں بھی مدنی کاموں مثلاً سُنّتوں بھرے اِجتماعات میں حاضری نہ دینے والی اسلامی بہنوں کی خبر گیری کی توفیق مل جائے، اے کاش! ہم بھی اسلامی بہنوں کو عزت دینے والیاں، ان سے اچّھے طریقے سے پیش آنے والیاں اور ان کے غموں کو دُور کرنے والیاں بن جائیں، اے کاش! ہم بھی لنگرِ رضویہ میں اپنے پلّے سے خرچ کرکے اَمیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی دعاؤں میں سے حصہ پانے والیاں بن جائیں، اے کاش! ہم بھی اپنی ذات کی خاطر بلاوجہ غصّہ کرنے سے بچنے والیاں بن جائیں، اے کاش! ہم بھی اپنی زَبان کو فضولیات سے بچاتے ہوئے دن کا اکثر حصّہ خاموشی اختیار کرنے والیاں بن جائیں، اے کاش! ہم بھی ہر اسلامی بہن کو سلام کرنے والیاں بن جائیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! رَبِیْعُ الْاٰخِر کامہینا جاری و ساری ہے۔ حضرت شاہ کلیمُ اللہ جہاں آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو کوئی اس ماہ (یعنی رَبِیْعُ الْاٰخِر) کی چھٹی، بارہویں، بیسویں اور چھبیسویں تاریخ کو روزہ رکھے تو اسے بے حد ثواب ملے گا۔[1]

1 ... مرقع کلیمی، ص۱۹۸

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اس مہینے میں ثواب کے خزانے لوٹنے کے لئے نفل روزوں کی کثرت کریں۔ یاد رہے! رَبِیْعُ الْاٰخِر کے روزے نہ فرض ہیں نہ ہی واجب بلکہ نفل ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! فرض روزوں کے عِلاوہ نَفْل روزے رکھنے کے بے شُمار دینی و دُنیوی فوائد ہیں، مثلاً:

نفل روزوں کی برکتیں

روزوں کی بَرَکت سے اللہ کریم راضی ہوتا ہے، **روزوں کی بَرَکت سے** ایمان کی حفاظت ہوتی ہے، **روزوں کی بَرَکت سے** دوزخ سے نَجات نصیب ہوتی ہے، **روزوں کی بَرَکت سے** جنَّت میں داخلہ نصیب ہوجاتا ہے، **روزوں کی بَرَکت سے** معدے کی تکالیف اور اس کی بیماریاں ٹھیک ہوجاتی اور نظامِ ہضم بہتر ہوجاتا ہے، **روزوں کی بَرَکت سے** شوگر لیول (Sugar Level)، کولیسٹرول اور بلڈ پریشر میں اعتدال رہتا ہے اور اس کی وجہ سے دل کا دورہ پڑنے کا خطرہ نہیں رہتا، **روزوں کی بَرَکت سے** خون کی مقدار میں کمی ہوجاتی اور اس کی وجہ سے دل کو انتہائی فائدہ مند آرام پہنچتا ہے، **روزوں کی بَرَکت سے** جسمانی کھچاؤ، ذہنی تناؤ، ڈپریشن اور نفسیاتی امراض کا خاتمہ ہوتا ہے، **روزوں کی بَرَکت سے** موٹاپے میں کمی واقع ہوتی اور اضافی چربی ختم ہوجاتی ہے اور **روزوں کی برکت سے** بے اولاد خواتین کے ہاں اولاد ہونے کے امکانات کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔ آیئے! ترغیب کے لئے روزوں کے فضائل پر مشتمل 3 فرامینِ مُصْطَفٰے سنئے اور دعوتِ اسلامی کے ساتھ نَفْل روزوں کی تحریک میں شامل ہوجایئے، چنانچہ

نفل روزوں کے فضائل

(1) ارشاد فرمایا: جس نے ایک نفلی روزہ رکھا اللہ کریم اُس کیلئے جنّت میں ایک دَرَخْت لگائے گا جس کا پھل اَنار سے چھوٹا اور سیب سے بڑا ہو گا۔ وہ (موم سے الگ نہ کئے ہوئے) شہد جیسا میٹھا اور (موم سے الگ کئے ہوئے خالص شہد کی طرح) خوش ذائِقہ ہو گا۔ اللہ پاک قیامت کے دن روزہ دار کو اس دَرَخْت کا پھل کِھلائے گا۔[1]

(2) ارشاد فرمایا: روزہ دار کا ہر بال اس کے لئے تسبیح کرتا ہے، قیامت کے دن عَرش کے نیچے روزے داروں کے لئے موتیوں اور جَواہِر سے جَڑا ہوا سونے کا ایسا دستر خوان بچھایا جائے گا جو اِحاطۂ دُنیا کے برابر ہو گا، اِس پر قِسم قِسم کے جنّتی کھانے، مَشروب اور پھل فروٹ ہوں گے وہ کھائیں گے پئیں گے اور عیش و عشرت میں ہوں گے حالانکہ لوگ سخت حساب میں ہوں گے۔[2]

(3) ارشاد فرمایا: قِیامت کے دن روزے دار قبروں سے نکلیں گے تو وہ روزے کی بُو سے پہچانے جائیں گے اور ان کے منہ مُشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبو دار ہوں گے، انہیں کہا جائے گا کہ کھاؤ کل تم بھوکے تھے، پیو کل تم پیاسے تھے، آرام کرو کل تم تھکے ہوئے تھے تو وہ کھائیں گے اور آرام کریں گے حالانکہ لوگ حساب کی تکلیف اور پیاس میں مُبْتَلا ہوں گے۔[3]

1…معجم کبیر، ۳۶۶/۱۸، حدیث: ۹۳۵

2…مسند الفردوس، ۴۹۰/۵، حدیث: ۸۸۵۳

3…کنز العمال، کتاب الصوم، باب فی صوم الفرض، جز۸، ۳۱۳/۴، حدیث: ۲۳۶۳۹

روزہ داروں کے واسطے واللہ
مغفرت کی نَوِید ہوتی ہے

(وسائلِ بخشش مُرمَّم، ص۷۰۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم نفل روزوں کے فضائل سُن رہی تھیں۔ یاد رہے! ماہِ رَبِیْعُ الْآخِر کی برکات کو پانے کے لئے جس طرح نفل روزے رکھنا باعثِ سعادت ہے اسی طرح نفل نمازوں کے ذریعے بھی ہم اس مہینے کی برکتوں کو آسانی کے ساتھ پاسکتی ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اللہ کریم کی رضا پانے کے لئے نوافل ادا کرنا بہت بڑی سعادت کی بات ہے، ربِّ کریم کا قُرب حاصل کرنے کے لئے فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی ذوق وشوق سے ادائیگی کرنا ہر دن اور ہر مہینے میں پسندیدہ (Liked) ہے۔ ہمارے پیارے آقا، مدینے والا داتا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نوافل ادا کرنے کی بھی ترغیب دلائی ہے اور ان پر اجر و ثواب کی خوشخبری بھی ارشاد فرمائی ہے، جیسا کہ

فرائض کو نوافل سے پورا کرو

نبیِ کریم، محبوبِ ربِّ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے قِیامت کے دن بندے سے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ کامل ہوئی تو کامل لکھ دی جائے گی اور اگر مکمل نہ ہوئی تو اللہ پاک فرشتوں سے فرمائے گا: کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہیں؟ اگر اس کے پاس نوافل ہوئے تو اللہ کریم فرمائے گا:

اس کے فرائض کو نوافل کے ذریعے پورا کر دو۔ پھر اسی طرح زکوٰۃ اور دیگر اعمال کا حساب لیا جائے گا۔[1]

حکیمُ الاُمّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حدیثِ پاک کے حصے **"فرائض کو نوافل کے ذریعے پورا کر دو"** کی شرح میں فرماتے ہیں: یہاں کمی سے ادا میں کمی مراد نہیں بلکہ طریقۂ ادا میں کمی مراد ہے یعنی اگر کسی نے فرائض ناقص طریقہ سے ادا کئے ہوں گے تو وہ کمی نوافل سے پوری کر دی جائے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بندہ فرض نماز نہ پڑھے، نفل پڑھتا رہے اور وہاں نفل فرض بن جائیں۔[2]

رَبیعُ الآخِر کے نوافل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! بعض بزرگوں نے رَبِیْعُ الْاٰخِر کے نوافل اور ان کے فضائل ذکر فرمائے ہیں۔ آیئے! ہم بھی ان نوافل کے بارے میں سنتی ہیں، چنانچہ،

پہلے دن اور پہلی رات کے نوافل کی فضیلت

حضرت شاہ کلیمُ اللّٰہ شاہ جہاں آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس مہینے (رَبِیْعُ الْاٰخِر) کی پہلی رات اور پہلے دن چار رکعت نوافل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص (قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَد) نو (9) مرتبہ پڑھے تو (اِنْ شَآءَ اللّٰہ) ڈھیروں ثواب پائے گا۔ اگر سورۂ اخلاص پچیس (25) مرتبہ پڑھے تو اَسّی (80)

---

1 . . . ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی کل صلاۃ۔۔۔الخ، ۱/۳۲۹، حدیث: ۸۶۴، ۸۶۶

2 . . . مرآۃ المناجیح، ۲/۳۰۷

نیکیاں حاصل ہوں گی اور اَسّی (80) گناہ معاف ہوں گے۔[1]

پہلی، پندرہویں اور انتیسویں کے نوافل کی فضیلت

ماہِ رَبِیْعُ الْاٰخِر کی پہلی اور پندرہویں اور انتیسویں تاریخوں میں جو کوئی چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں اَلْحَمْد شریف کے بعد سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَاللهُ اَحَد) پانچ پانچ مرتبہ پڑھے۔ تو اس کے لیے ایک ہزار (1000) نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ایک ہزار (1000) گناہ مٹادیئے جاتے ہیں اور اس کے لیے چار (4) حوریں پیدا ہوتی ہیں۔[2]

تیسری رات کے نوافل

رَبِیْعُ الْاٰخِر کے مہینے کی تیسری رات کو چار (4) رکعت نماز ادا کرے، قرآنِ حکیم میں سے جو کچھ یاد ہے پڑھے۔ سلام کے بعد یہ کہے: "یَابَدُوْحُ یَابَدِیْعُ۔"[3]

پہلی اور پندرہویں تاریخ کے نوافل کی فضیلت

اسی طرح جو کوئی اس ماہِ مُبارک کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو چار (4) رکعت نفل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں (سورۂ فاتحہ کے بعد) پانچ (5) مرتبہ سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَاللهُ اَحَد) پڑھے تو اجرِ عظیم حاصل ہوگا اور اِنْ شَآءَ الله جنّت میں داخل ہوگا۔[4]

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّد

1...مرقع کلیمی، ص ۱۹۸

2...فضائل الایام والشہور، ص ۳۷۵

3...لطائفِ اشرفی، ۲/ ۲۳۱

4...جواھر خمسه، ص ۲۱

رَبِیْعُ الْآخِر "گیارہویں کا مہینا ہے"

پیاری پیاری اسلامی بہنو! رَبِیْعُ الْآخِر کو سرکارِ بغداد، حضورِ غوثِ پاک شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے نسبت ہے کیونکہ اس ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا وصال ہوا تھا۔[1] اس لئے عاشقانِ اولیا حضور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے نذر و نیاز کرتے ہیں۔ اسی مناسبت سے اس ماہ کو "**گیارہویں شریف**" کا مہینا بھی کہا جاتا ہے۔

گیارہویں شریف کیا ہے؟

بہارِ شریعت کے مُصَنِّف حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ماہِ رَبِیْعُ الْآخِر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینے کی گیارہویں کو حُضور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے، کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔[2]

حکیمُ الاُمّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عام مسلمان رَبِیْعُ الْآخِر شریف میں گیارہویں شریف حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی مجلسیں کرتے ہیں، جس میں حضرت غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے حالات پڑھ کر سامعین کو سناتے ہیں، بعد میں فاتحہ دلائی جاتی ہے اور شیرینی تقسیم کرتے ہیں یا مسلمانوں کو کھانا

1 . . . مرآۃ الاسرار، ص۵۷۱

2 . . . بہارِ شریعت، ۳/۶۴۴، حصہ ۱۶:

کھلاتے ہیں۔[1]

گیارہویں شریف کی برکت

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس مہینے میں ہر مسلمان اپنے گھر میں حضور غوثِ پاک سرکارِ بغداد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی فاتحہ کرے۔ سال بھر تک بہت بَرَکت رہے گی۔[2]

ہر مہینے گیارہویں شریف کیجئے!

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہو سکے تو ہر مہینے گیارہویں شریف کیجئے۔ ضروری نہیں کہ اس کے لیے ہزاروں روپے ہی خرچ کیے جائیں بلکہ جتنا آسانی سے میسّر ہو اسی سے اللہ پاک کے اس ولیِ کامل کی نیاز کیجئے، چنانچہ

حکیمُ الاُمّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر ہر چاند کی گیارہویں شب یعنی دسویں اور گیارہویں تاریخ کی درمیانی رات کو مقرّر پیسوں کی شیرینی خرید کر پابندی سے گیارہویں کی فاتحہ دیا کرے تو رزق میں بہت ہی بَرَکت ہوگی اور اِنْ شَآءَ اللہ کبھی پریشان حال نہ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ کوئی تاریخ ناغہ (Vacant) نہ کرے اور جتنے پیسے مقرّر کر دے اس میں کمی نہ ہو اتنے ہی پیسے مقرر کرے جتنے کی پابندی کر سکے۔ خود میں اس کا سختی سے پابند ہوں اور اللہ پاک

---

1 . . . اسلامی زندگی، ص ۷۱

2 . . . اسلامی زندگی، ص ۱۳۳

کے فضل سے اس کی خوبیاں بے شمار پاتا ہوں۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اُمُّ الْمُؤمنین حضرت زینب بنتِ خُزیمہ

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ماہِ رَبِیْعُ الْآخِر وہ عظیم مہینا ہے جس کی 4 تاریخ کو اُمُّ المؤمنین حضرت زینب بنتِ خُزیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کا یومِ وصال ہے۔ آیئے! اسی مناسبت سے آپ کی پاکیزہ سیرت کی چند جھلکیاں ملاحظہ کیجئے:

☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کا نام زینب ہے۔☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کے والد خُزیمہ بن حارث ہیں۔☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نے حضرت عبدُ اللہ بن جحش رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شہادت کے بعد حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجیّت کا شرف پایا اور اُمُّ المؤ منین یعنی مومنوں کی ماں کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئیں۔[2]☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نہایت سخی تھیں۔☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا یتیموں، مسکینوں کے ساتھ مہربانی اور شفقت کے ساتھ پیش آنے اور انہیں کثرت کے ساتھ کھانا کھلانے کے باعث اُمُّ الْمَسَاکِین یعنی مسکینوں کی ماں کے لقب سے مشہور ہو گئیں تھیں۔☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کا وصال پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے نکاح میں آنے کے فقط آٹھ ماہ بعد ہی ربیعُ الآخر چار ہجری میں ہوا۔☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کی عمر مبارک اس وقت 30 برس تھی۔☆آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کی نمازِ جنازہ سَرورِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

1 . . . اسلامی زندگی، ص۱۳۳

2 . . . طبقات ابن سعد، رقم، ۴۱۳۳، زینب بنت خزیمة، ۹۱/۸

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پڑھائی اور اپنے پیارے ہاتھوں سے دفن بھی فرمایا۔[1] ☆ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کا اِنتقال مدینے شریف میں ہوا اور ☆ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کا مزارِ مبارک **جَنَّۃُ الْبَقِیْع** شریف میں موجود ہے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے محبّت کی اُس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔[3]

سنّتیں عام کریں دِین کا ہم کام کریں نیک ہوجائیں مسلمان مدینے والے

خُوشبو کی سُنّتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! خُوشبو کی سنّتیں اور آداب کے بارے میں چند آداب سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ پہلے فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ملاحظہ کیجئے: چار چیزیں نبیوں کی سُنّت میں داخل ہیں: نکاح، مسواک، حیا اور خوشبو لگانا۔[4] ☆ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے

---

1 . . . طبقات ابن سعد، رقم، ۴۱۳۳، زینب بنت خزیمۃ، ۹۲/۸

2 . . . طبقات ابن سعد، رقم، ۴۱۳۳، زینب بنت خزیمۃ، ۹۲/۸

3 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام۔۔۔الخ، ۵۵/۱، حدیث: ۱۷۵

4 . . . مشکاۃ، کتاب الطہارۃ، باب السواک، ۸۸/۱، حدیث: ۳۸۲

تھے۔[1] ☆نماز میں ربِّ کریم سے مُناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا عطر لگانا مُستَحَب ہے۔[2] ☆آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیشہ عمدہ خُوشبو استعمال کرتے اور اسی کی دوسرے لوگوں کو بھی تلقین فرماتے۔[3] ☆ناخوشگوار بُو یعنی بدبو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناپسند فرماتے۔[4] ☆عورتوں کے لئے مہک کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ وہ خوشبو اجنبی مَردوں تک پہنچے، اگر وہ گھر میں عطر لگائیں جس کی خُوشبو خاوند یا اولاد، ماں باپ تک ہی پہنچے تو حرج نہیں۔[5] ☆اسلامی بہنوں کو ایسی خوشبو نہیں لگانی چاہیے جس کی خوشبو اُڑ کر غیر مَردوں تک پہنچ جائے۔[6] ☆ فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی بدکارہ ہے۔[7]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

1 . . . سنتیں اور آداب، ص ۸۵

2 . . . نیکی کی دعوت، ص ۲۰۷

3 . . . سنتیں اور آداب، ص ۸۳

4 . . . سنتیں اور آداب، ص ۸۳

5 . . . سنتیں اور آداب، ص ۸۵

6 . . . سنتیں اور آداب، ص ۸۶

7 . . . ترمذی، کتاب الادب، باب ماجآء فی کراھیۃ خروج . . . الخ، ۴/۳۶۱، حدیث: ۲۷۹۵

بیان:16 ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُود شریف کی فضیلت

حُضُور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ کریم کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، تین شخص اللہ کریم کے عرش کے سائے میں ہوں گے (1) وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے (2) میری سُنّت کو زِندہ کرنے والا (3) مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔[1]

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں دُرود دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں دُرود

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بَیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[2]

1…البدور السافرة، ص ۱۳۱، حدیث: ۳۶۶

2…معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچھّی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِین کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب، اُذْكُرُوا اللّٰه، تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کیلئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلام و مُصافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی، نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اُسے سُن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اُسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ماہِ رَبِیْعُ الآخر جاری و ساری ہے۔ یہ وہ مبارک مہینا ہے کہ جس کی **11 تاریخ کو**، پیرانِ پیر، روشن ضمیر، حضرت شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کا **عُرس مُبارک** منایا جاتا ہے، جس کو عاشقانِ غوثِ اعظم **بڑی گیارھویں شریف** بھی کہتے ہیں، اسی مُناسَبت سے آج ہم اُس مُقدّس ہستی کا **ذِکْرِ خَیر، فضائل و کرامات، اوصاف اور مختصر تعارف** (Introduction) سُنیں گی، جنہیں دُنیا **"غَوثِ اَعْظَم"**

کے لقب سے جانتی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سارا بیان دلجمعی اور اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ سننے کی سعادت حاصل کرلیں۔

آیئے! سب سے پہلے حضور غوثِ پاک رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کی شان سے متعلق ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

علم وحکمت کا سمندر

حافظ اَبُوالعباس احمد رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه فرماتے ہیں کہ میں حضرت علّامہ عبدُالرحمٰن ابنِ جوزِی رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کے ساتھ ایک مرتبہ حُضُور غوثِ پاک رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه کے بیان کے اجتماع میں حاضر ہوا، ایک قاری صاحب نے قرآنِ کریم کی تلاوت کی، تلاوت کے بعد حُضُور غوثِ پاک رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه نے وعظ کا آغاز کیا اور تلاوت کی گئی آیاتِ مُبارکہ میں سے ایک آیت کی تفسیر بیان کی اور اس کا ایک معنی بیان فرمایا، حضرت اَبُوالعباس رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه فرماتے ہیں: میں نے علّامہ ابنِ جوزِی رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه سے پوچھا: کیا آپ کو اس تفسیر کا علم تھا؟ اُنہوں نے جواب دیا: ہاں! مجھے یہ تفسیری قول معلوم تھا۔ پھر حُضُور غوثِ پاک رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه نے اسی آیتِ مُبارکہ کی دوسری تفسیر بیان کی، حضرت اَبُوالعباس رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه فرماتے ہیں: میں نے پھر علّامہ ابنِ جوزِی رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه سے پوچھا: کیا یہ تفسیر آپ کو معلوم ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! مجھے معلوم ہے، پھر تیسری تفسیر بیان کی، میں نے پھر پوچھا: کیا یہ تفسیر بھی آپ کو پتہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں مجھے پتہ تھی۔ پھر غوثِ پاک رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه نے اسی آیتِ مبارکہ کی چوتھی، پھر پانچویں، پھر چھٹی یہاں تک کہ دس تفسیریں بیان فرمائیں، میں ہر تفسیر کے بعد علّامہ ابنِ جوزِی رَحۡمَۃُ اللهِ عَلَیۡه سے پوچھتا: کیا آپ کو یہ تفسیر

معلوم ہے؟ تو وہ ہر بار یہی جواب دیتے کہ ہاں! یہ تفسیر مجھے معلوم ہے۔ حتی کہ حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اسی آیت کی گیارہویں تفسیر بیان فرمائی۔ اس بار بھی میرے پوچھنے پر علّامہ ابنِ جَوزِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا جواب وہی تھا کہ ہاں! مجھے یہ تفسیر معلوم ہے۔ گیارہویں کے بعد حُضُور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اُسی آیتِ مُبارکہ کی بارہویں تفسیر بیان فرمائی۔ میں نے علّامہ ابنِ جَوزِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا کیا آپ کو یہ تفسیر بھی معلوم ہے؟ تو وہ سر ہلاتے ہوئے کہنے لگے: نہیں! یہ تفسیر میرے علم میں نہیں ہے۔ پھر غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اسی آیت کی تیرہویں تفسیر بیان فرمائی پھر چودھویں بیان فرمائی پھر پندرہویں، سولہویں، پھر اس کے بعد بیس (20) تفسیریں، پھر پچیس (25)، یہاں تک کہ تفسیروں کی تعداد تیس (30) تک پہنچ گئی۔ گیارہویں تفسیر کے بعد اب ہر تفسیر پر علّامہ ابنِ جَوزِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا جواب یہی ہوتا کہ میں اس تفسیر سے واقف نہیں ہوں۔ یہ تفسیر میرے علم میں نہیں ہے۔

تیس (30) تفسیریں بیان فرمانے کے بعد حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس آیت کی مزید تفسیریں بیان فرمانا شروع کیں، یہاں تک کہ اُسی ایک مجلس میں غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اُس ایک آیتِ کریمہ کی چالیس (40) تفسیریں بیان فرمائیں اور ہر تفسیر کے ساتھ اس کے قائل کا نام بھی بیان فرماتے رہے۔ جبکہ علّامہ ابنِ جَوزِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ گیارہویں تفسیر کے بعد ہر تفسیر پر یہی جواب دیتے رہے کہ یہ تفسیر میرے علم میں نہیں ہے۔[1]

1 . . . بهجة الاسرار، ذکر علمه . . . الخ، ص ۲۲۴ بتغیر

مُظْہِرِ عظمتِ غفّار ہیں غوثِ اعظم مُظْہِرِ رِفْعَتِ جبّار ہیں غوثِ اعظم

نائبِ احمدِ مُختار ہیں غوثِ اعظم اور سب ولیوں کے سردار ہیں غوثِ اعظم

میرے مُرشد مری سرکار ہیں غوثِ اعظم میرے رہبر مرے غمخوار ہیں غوثِ اعظم

حشر کے روز ہماری بھی شفاعت کرنا آہ! ہم سخت گنہگار ہیں غوثِ اعظم

(وسائلِ بخشش مُرمم، ص۵۵۹-۵۶۱)

اشعار کی مختصر وضاحت: غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اللہ پاک کی معاف کرنے والی صفت کی عظمت اور غضب فرمانے والی صفت کی بلندی کے مظہر ہیں۔ غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جنابِ احمدِ مختار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نائب اور سب ولیوں کے سردار ہیں۔ میری رہنمائی کرنے والے، میرے سرکار، میرے پیشوا اور مصیبت کے وقت میری مدد کرنے والے بھی غوثِ پاک ہیں۔ افسوس! ہم بہت گنہگار ہیں مگر اے غوثِ اعظم! آپ سے التجا ہے کہ بروزِ محشر ہماری بھی شفاعت کیجئے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! عموماً جب کسی کو بیان کرنا ہوتا ہے تو وہ پہلے سے اس کی تیاری کرتی ہے، کئی کئی کُتب کا مطالعہ کرتی ہے، بیان کی ایک ترتیب اور خاکہ اپنے ذہن میں بٹھاتی ہے بلکہ کبھی تو مکمل بیان یا کچھ ضروری نکات بھی لکھ کر ساتھ لاتی ہے تاکہ بیان کرنے میں آسانی رہے، جیسے مثال کے طور میں آپ کے سامنے بیان کر رہی ہوں تو مکمل بیان ایک ترتیب کے ساتھ میرے سامنے موجود ہے، مگر قربان جائیے! حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عِلمی شان و شوکت اور آپ کی بے مثال ذَہانت پر

کہ آپ نے انہی آیات پر بیان فرمایا جو قاری صاحب نے تلاوت کی تھیں اور ان آیات کی ایک نہیں بلکہ چالیس (40) تفسیریں اور ہر ہر قول کے قائل کا نام بھی بیان فرمایا اور ایسی عِلم و حِکمت سے بھرپور تفسیریں بیان فرمائی کہ جنہیں سُن کر علّامہ عبدُ الرَّحمٰن ابنِ جوزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جیسے وقت کے بہت بڑے عالِم واِمام بھی حیران رہ گئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعہ سے حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی قرآنِ کریم سے والہانہ محبّت ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ علم کا سمندر ہونے کے باوجود قرآنِ کریم کی کئی کئی تفاسیر کو پڑھتے اور بیان کرتے۔ کثرت سے عبادت و رِیاضت اور قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پندرہ (15) سال تک رات بھر میں ایک قرآنِ پاک ختم کرتے رہے۔[1]

فی زمانہ ہم غوثِ پاک کی محبت کا دم بھرنے والیاں اپنی حالت پر غور کریں تو ہمیں قرآن پڑھنا نہیں آتا، دنیوی تعلیم میں تو مہارت حاصل کی جاتی ہے، زیادہ سے زیادہ کورسز کرنے کا شوق ہوتا ہے لیکن افسوس قرآنِ پاک سیکھنے کا شوق نہیں۔ اسی طرح شروع میں موبائل چلانا نہیں آتا تھا، لیکن پوچھ پوچھ کر یہ بھی سیکھ لیا اور کسی سے پوچھنے میں کوئی شرم بھی محسوس نہیں کی۔ اسی طرح انگلش بولنے کی مثال لے لیجئے، ہمارے ہاں کوئی بھی انگریزی سیکھ کر پیدا نہیں ہوتی، مادَری زبان کچھ اور ہوتی ہے لیکن جب انگلش سیکھ لی تو فر فر بولنا بھی آگئی، بلکہ اب تو اولاد کو اتنی انگلش سکھائی جاتی ہے کہ وہ انگریزوں کو

---

1 … بهجة الاسرار، ذكر فصول من كلامه… الخ، ص ۱۱۸ ملخصا

بھی اِنگلش پڑھا سکے، مگر قرآنِ کریم اِتنا بھی نہیں پڑھاتیں کہ جس سے یہ بیچارے اپنی نماز دُرست کر سکیں۔

افسوس صد افسوس! ☆ دنیا کا ہر کام سیکھ لیا مگر قرآن پڑھنا نہیں سیکھا۔ ☆ موبائل چلانا سیکھ لیا مگر قرآن پڑھنا نہیں سیکھا۔ ☆ لوگوں کو بیوقوف بنانا سیکھ لیا مگر قرآن پڑھنا نہیں سیکھا۔ ☆ کیبل اور ڈش کے چینلز کے بارے میں سیکھ لیا مگر قرآن پڑھنا نہیں سیکھا۔ ☆ کہانیاں اور ڈائجسٹ پڑھنے سیکھ لئے مگر قرآن پڑھنا نہیں سیکھا۔ آج ہم نے قرآنِ کریم کو خوبصورت جزدان میں الماریوں کی زینت بنا کر رکھ دیا، اب صرف خاص مواقع پر ہی قرآن پڑھنے کی توفیق ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ وہ عظیم الشّان اور بَرَکت والی کتاب ہے جس کا پڑھنا پڑھانا، سننا سنانا، جس کا چُھونا اور حتّٰی کہ جس کی زیارت کرنا بھی کارِ ثواب اور عبادت ہے، چنانچہ

حدیثِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے: اَلنَّظْرُ فِی الْمُصْحَفِ عِبَادَۃٌ یعنی قرآنِ کریم کو دیکھنا عِبادت ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں چاہئے کہ نہ صرف خود کثرت سے تلاوتِ قرآن کی عادت (Habit) بنائیں، بلکہ اپنے گھر والوں، دوست اَحباب اور دیگر اسلامی بہنوں کو بھی تلاوتِ قرآن کرنے کی دعوت دیں، کیونکہ اپنے بچوں کو قرآنِ کریم سکھانے کی ترغیب، پیارے آقا، مدینے والے مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمائی ہے: چنانچہ

---

1 ... شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۱۸۷، حدیث: ۷۸۶۰ ملتقطا

اولاد کو قرآن سکھایئے

نبی کریم، رؤف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: **اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ، حُبِّ نَبِیِّکُمْ، وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِہٖ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ** یعنی اپنی اَولاد کو تین باتیں سکھاؤ۔(1) اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبّت (2) میرے اہلِ بیت کی محبت (3) اور تلاوتِ قرآن۔[1]

دے شوقِ تلاوت دے ذوقِ عبادت رہوں باوضو میں سدا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۰۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی شان و عظمت، آپ کے فضائل و مراتب اور کرامات کے بارے میں سن رہی تھیں، اَولیائے کرام میں محبوبِ سُبحانی، غَوثِ صَمَدانی، عَبدُ القادر جِیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ، اللہ پاک کے وہ اعلیٰ ترین ولی ہیں، جو تمام اَولیاء کے سردار ہیں اور اُن کی شَخصیت عوام ہوں یا خواص سبھی کے لئے لائقِ عقیدت و احترام ہے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا تعلق اعلیٰ اور عظیمُ الشّان خاندان سے ہے، آیئے! اسی مُناسبت سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا مُختصر تَعارُف سنتی ہیں: چنانچہ

مختصر تعارف

☆حَضرت غَوثِ اَعْظَم، شیخ عبدُالقادر جِیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی وِلادتِ باسَعادت، یکُم رَمضان ۴۷۰ ہجری جمعۃُ المُبارک کو جِیلان میں ہوئی۔☆آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا نامِ نامی،

1 ... جامع صغیر، ص ۲۵، حدیث: ۳۱۱

اسمِ گرامی عبدُ القادر اور کُنیت ابُو محمد ہے۔☆مُحیُّ الدِّین، مَحْبُوبِ سُبحانی، غَوثِ اعظم اور غَوثُ الثَّقَلَین وغیرہ اَلقابات ہیں۔☆آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اہلِ بیت یعنی سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔☆آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا خاندان زُہد وتقویٰ کی وجہ سے بہت مشہور (Famous) تھا۔☆آپ کی والدہ کا نام **"سیِّدہ فاطمہ"** ہے۔والدہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا کی کُنیت **"اُمُّ الْخَیْر"** جبکہ لقب **"اَمَۃُ الْجَبَّار"** تھا۔(1) ☆آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والدِ گرامی کا نام مُبارک **"سیِّد موسیٰ"** کُنیت **"ابُو صالح"** جبکہ لقب **"جنگی دوست"** ہے۔☆حُضُور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ والد کی نِسبت سے حَسَنی (اور والدہ ماجِدہ کی طرف سے حُسینی سیِّد) ہیں۔ ☆آپ کے والدِ گرامی حضرت ابُو صالح مُوسیٰ جنگی دوست رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے وقت کے مشہورِ زمانہ اولیائے کرام میں سے تھے۔(2)

اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ خاندانِ غوثِ پاک کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مُکَرَّم شہا تیرے سارے کے سارے ہیں آباء و اَجداد یا غوثِ اعظم

(وسائلِ بخشش مرمم، ص ۵۵۵)

شعر کی مختصر وضاحت: اے غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپ کے خاندان اور آباء و اجداد کی تو کیا ہی بات ہے وہ تو سارے کے سارے عزّت و عظمت والے ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! عموماً بچّہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو

---

1 . . . سیرت غوث اعظم، ص ۷۲ ملخصا

2 . . . غوث پاک کے حالات، ص ۱۵

وہ دُنیا اور دُنیا میں جو کچھ بھی ہے، اس سے بالکل بے خبر ہوتا ہے، پھر جب دُنیا میں آجاتا ہے تب بھی اُسے ہوش سنبھالنے میں ایک لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے مگر قربان جائیے! سردارِ اَوْلِیاء، حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ذاتِ بابرکات پر، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نہ صرف بچپن میں بلکہ جب آپ اپنی والدۂ محترمہ کے شکمِ اطہر میں تھے تب بھی آپ کا حال سب سے جُدا تھا۔ آپ بچپن ہی سے صاحبِ کَرامت تھے، بلکہ اس دُنیا میں جلوہ گری سے قبل اور بعدِ ولادت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کئی کَرامات بھی ظاہر ہوئیں، چنانچہ

بچپن کی کرامات

اَمیرِ اہلسنت، حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے **"منّے کی لاش"** میں حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بچپن کی کَرامات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَنقول ہے کہ جب حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی والدۂ ماجدہ کے پیٹ میں تھے اور والدۂ محترمہ چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتیں تو آپ پیٹ ہی میں جواباً یَرْحَمُكِ اللہُ کہتے۔[1]

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رَمَضَانُ الْمُبارَک کی پہلی تاریخ کو پیر کے دن صبحِ صادِق کے وَقْت دُنیا میں جَلْوہ گر ہوئے، اُس وَقْت ہونٹ آہِستہ آہِستہ حَرکت کر رہے تھے اور اللہ اللہ کی آواز آرہی تھی۔[2]

1...منے کی لاش، ص۳

2...منے کی لاش، ص۳

رونقِ کُل اَولیا یاغوثِ اعظم دَستْ گیر | پیشوائے اَصفیا یاغوثِ اعظم دَستْ گیر
آپ ہیں پیروں کے پیر اور آپ ہیں روشن ضمیر | آپ شاہِ اَتقیا یاغوثِ اعظم دَستْ گیر

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۵۴۷)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یقیناً یہ ربِّ کریم کا فضل واحسان تھا کہ اس نے آپ کو بچپن میں ہی کثیر کرامات سے نوازا تھا، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی شان و عظمت اور کَرامات کے بارے میں حضرت شیخ عبدُالحق مُحدِّث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

موتیوں کی لڑی

مشائخِ اَولیاء میں سے کوئی بھی کَرامات کے لحاظ سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا ہم پلّہ نہیں، یہاں تک کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ حضور غوثِ پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی کَرامات کا حال تو موتیوں کی لڑی جیسا ہے کہ جب ٹُوٹتی ہے تو ایک کے بعد ایک موتی گرتے چلے جاتے ہیں، غوثِ پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی کَرامات اَعدادو شُمار سے باہر (Uncountable) ہیں۔[1]

حضور غوثِ پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی ذاتِ بابرکت تو کرامات و کمالات کا مجموعہ ہے ہی، صرف آپ کے مُبارک نام کی یہ برکت ہے کہ جہاں پُکارا جائے، مُوذِی جانوروں سے چُھٹکارا مل جاتا ہے۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ذرا سوچئے کہ جب حضور غوثِ پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے نام کی یہ بَرَکت و عظمت اور کَرامت ہے کہ درندے آپ کا نام سن کر حملہ نہیں کرتے، مُوذی جانور تکلیف نہیں پہنچاتے تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی ذات کیسی باکَرامت اور

---

1 ۔۔۔ اشعة اللمعات، کتاب الفتن، باب الکرامات، ۴/ ۶۱۰ مفهوما

بُلند مَرتبہ ہوگی۔ کَرامت کسے کہتے ہیں، آیئے! کَرامت کی تعریف سنتی ہیں: چنانچہ

کرامت کی تعریف اور اس کا حکم

دعوتِ اسلامی کے اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **"کراماتِ صحابہ"** صفحہ 36 پر ہے کہ مومنِ مُتّقی سے اگر کوئی ایسی نادرُ الوجود اور تَعَجُّب خیز چیز صادِر و ظاہر ہو جائے جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی تو اس کو **کَرامت** کہتے ہیں۔ اسی قسم کی چیزیں اگر انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اعلانِ نبوّت کرنے سے پہلے ظاہر ہوں تو اِرہاص اور اعلانِ نبوّت کے بعد ہوں تو **معجزہ** کہلاتی ہیں اور اگر عام مومنین سے اس قسم کی چیزوں کا ظُہور ہو تو اُس کو **معونت** کہتے ہیں اور کسی غیر مسلم سے کبھی اُس کی خواہش کے مُطابق اِس قسم کی چیز ظاہر ہو جائے تو اُس کو **اِسْتِدراج** کہا جاتا ہے۔[1]

حضرت علّامہ مولانا مُفتی محمد امجد علی اَعظمی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں کہ کَرامتِ اَوْلیاء حق ہے، اِس کا مُنکِر (انکار کرنے والا) گمراہ ہے۔[2] کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں، مثلاً مُردوں کو زندہ کرنا، اَندھوں اور کوڑھیوں کو شِفا دینا، لمبی مسافتوں کو لمحوں میں طے کرلینا، پانی پر چلنا، ہواؤں میں اُڑنا، دل کی بات جان لینا اور دُور کی چیزوں کو دیکھ لینا وغیرہ۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ کَرامت کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، مگر حضور غوثِ پاک رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ پر یہ ربِّ کریم کا خاص فضل و کرم اور احسان تھا کہ

1...نبراس، ص ۲۷۲ ملخصا

2...بہار شریعت، ۱/۲۶۸، حصہ ۱:

اللہ پاک نے آپ کو دیگر اَولیائے کِرام سے بڑھ کر کَرامات عطا فرمائی تھیں، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اللہ پاک کی عطا سے کبھی مُردوں کو زندہ کر دیتے تو کبھی اندھوں (Blinds) کو بِینا کر دیتے۔ کبھی کوڑھ کے مرض والوں کو شفاء دیتے تو کبھی بیماروں اور پریشان حالوں کی مدد فرماتے۔ کبھی دور سے مدد کے لئے بلانے والوں کی امداد فرماتے تو کبھی حاجت مندوں کی حاجت پوری فرما دیتے۔ کبھی کسی کے دل میں آنے والے خیالات کو جان لیتے تو کبھی اپنی بارگاہ میں آنے والوں کی مشکلات کو دور فرما دیتے۔ کبھی چوروں اور ڈاکوؤں پر نگاہِ کرم ڈال کر نیک بنا دیتے تو کبھی فاسق و فاجر لوگوں کو اپنی نگاہِ ولایت سے ربِّ کریم کا محبوب بندہ بنا دیتے۔ آیئے! آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ایک کَرامت سنتی ہیں: چنانچہ

دل میری مُٹھی میں ہیں

حضرتِ عُمَر بزّار رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں، ایک بار جمعۃُ المُبارک کے روز میں حُضُورِ غَوثِ اَعْظَم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ساتھ جامع مسجد کی طرف جا رہا تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ حیرت ہے، جب بھی میں مُرشِد کے ساتھ جُمعہ کو مسجد کی طرف آتا ہوں تو سلام و مُصافحہ کرنے والوں کی بِھیڑ بھاڑ کے سبب گُزرنا مشکل ہو جاتا ہے، مگر آج کوئی نظر تک اُٹھا کر نہیں دیکھتا! میرے دل میں اِس خیال کا آنا ہی تھا کہ حُضُور غَوثِ اَعْظَم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ میری طرف دیکھ کر مُسکرائے اور بس، پھر کیا تھا! لوگ لپک لپک کر مُصافَحہ کرنے کے لئے آنے لگے، یہاں تک کہ میرے اور مُرشِدِ کریم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے درمیان ایک ہُجُوم (Crowd) حائل ہو گیا۔ میرے دل میں آیا کہ اِس سے تو وُہی حالت بہتر تھی۔ دل میں یہ خیال آتے ہی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: اے عُمَر! تم

ہی تو ہجُوم کے طلبگار تھے، تم جانتے نہیں کہ لوگوں کے دل میری مُٹّھی میں ہیں، اگر چاہوں تو اپنی طرف مائل کرلوں اور چاہوں تو دُور کردوں۔[1]

کُنجیاں دِل کی خُدا نے تجھے دِیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبّت کا خزینہ تیرا

(حدائقِ بخشش، ص ۳۱)

شعر کی وضاحت: اے میرے غوثِ اعظم! رَبُّ العالَمِین نے دِلوں کی چابیاں آپ کو عنایت فرمادی ہیں، تو اب مہربانی فرمائیے کہ میرا سینہ اپنی محبت سے بھر دیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! **صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد**

سُبْحٰنَ اللہ! کیا بات ہے ہمارے **غوثِ اعظم** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ربِّ کریم کی عطا سے لوگوں کے دلوں میں آنے والے خیالات کو جان لیتے، ان کے دلوں میں آنے والی خواہشات اور تمناؤں کو پورا فرمادیتے، کیونکہ ربِّ کریم نے لوگوں کے دل آپ کی مٹّھی میں دے دیئے تھے۔ یقیناً ہم یہ سوچتی ہوں گی کہ حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اس قدر شان و عظمت اور بُلند مرتبہ کیسے نصیب ہوا ہے، تو یاد رکھئے! جو لوگ اپنی زندگی ربِّ کریم کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزارتے ہیں، تو اللہ کریم انہیں اپنی حقیقی محبّت عطا فرماتا ہے اور انہیں کئی کَرامات سے نوازتا ہے یہی وجہ تھی کہ

شانِ غوثِ پاک

☆ **ہمارے غوثِ پاک** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ شریعتِ مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے گزرتا تھا۔ ☆ **ہمارے غوثِ پاک** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرائض و واجبات کی پابندی فرمایا

---

1 ... بهجة الاسرار، ذكر فصول من كلامه ... الخ، ص ۱۴۸ ملتقطا

کرتے تھے۔☆**ہمارے غوثِ پاک** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھ لیا تھا۔ ☆**ہمارے غوثِ پاک** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی جب چار یا پانچ برس کی عمر میں بِسْمِ اللّٰہ خوانی کی رسم ادا کی گئی تو آپ نے تَعَوُّذ (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم) اور تَسْمِیَہ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) کے بعد 18 پارے زبانی سُنا دیئے اور فرمایا: میری ماں (رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهَا) کو بھی اِتنا ہی یاد تھا، وہ پڑھا کرتی تھیں تو میں نے سُن کر یاد کر لیا۔[1] ☆**ہمارے غوثِ پاک** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے 40 سال (Forty years) تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔☆**ہمارے غوثِ پاک** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه جب بے وضو ہوتے تو اسی وقت وضو فرما کر 2 رکعت نماز نفل پڑھ لیا کرتے تھے۔[2] ☆**ہمارے غوثِ پاک** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه روزانہ ایک ہزار (1000) رَکعت نفل ادا فرماتے تھے۔[3] ☆**ہمارے غوثِ پاک** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے دستِ کرامت پر پانچ سو (500) سے زائد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو، چور، فساق و فُجّار، فسادی اور بڑے بڑے گناہ کرنے والوں نے توبہ کی۔[4]

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم سرکار غوثِ اعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی کَرامات، فضائل و بَرَکات اور اَوصاف کے بارے میں سُن رہی تھیں۔ ہمارے غوثِ پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بے شمار اوصاف کے پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ عِبادت و رِیاضت، وِلایت و کَرامت

1 . . . منے کی لاش، ص ۴

2 . . . بهجة الاسرار، ذكر طريقه . . . الخ، ص ۱۶۴

3 . . . غوث پاک کے حالات، ص ۳۲

4 . . . بهجة الاسرار، ذكر وعظه . . . الخ، ص ۱۸۴

میں تو اپنی مثال آپ تھے ہی، مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ زُہد وتقویٰ اور قناعت پسندی میں بھی باکمال تھے، دُنیوی مال ودَولت کے خواہش مَند بِالکل نہ تھے، اگر کوئی مالدار شخص (Richman) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو مال و دَولت پیش کرتا تو آپ قبول نہ فرماتے بلکہ سامنے والے کو نیکی کی دعوت دیتے اور اِصلاح کی کوشش کرتے، چنانچہ

زُہد و تقویٰ

شَیخ ابُوالعَبّاس خِضر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم بغداد میں شَیخ عبدُ القادِر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مَدرَسے میں تھے، ایک خَلیفہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خِدمت میں آیا اور سَلام کے بعد عَرض کی کہ مجھے کچھ نَصیحت فرمائیے اور مال ودولت کی دَس (10) تھیلیاں پیش کیں، جن کو خادِم اُٹھائے ہُوئے تھے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے اِن تھیلیوں کی ضَرُورت نہیں، مگر خَلیفہ نے واپس لینے سے اِنکار کیا اور قبول کرنے کے لیے اِصرار کیا، پَس آپ نے ایک تھیلی اپنے داہنے ہاتھ میں لی اور دُوسری بائیں میں اور دونوں کو دَبا کر نِچوڑا تو اُن میں سے خُون بہنے لگا، پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اُس خَلیفہ سے فرمایا: کیا تُو اللہ پاک سے حَیا نہیں کرتا کہ لوگوں کا خُون لے کر میرے پاس آیا ہے؟ یہ سُن کر وہ بے ہوش ہو گیا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ واقعے سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ حُضُور غَوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ زہد و تقویٰ کے پیکر اور دُنیوی مال و دَولت سے

1... بھجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ...الخ، ص ۱۲۰

بے رغبت تھے، جبھی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اُس خَلِیفَہ کی دَوْلَت ٹھکرا دِی، دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جاہ و منصب رکھنے والوں کے رُعب و دبدبے سے متاثر نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی اُونچے منصب والوں کی خُوشامد وچاپلوسی کرتے تھے بلکہ اُن کو گناہوں میں مُلَوَّث دیکھ کر اُنہیں نیکی کی دعوت دیتے، وعظ و نَصیحت فرماتے اور ہر طرح سے ان کی اِصلاح کی کوشش فرماتے۔ کیونکہ دولت مندوں کی خُوشامد تو وہ کرے، جسے دُنیا کی ذلیل دَولت پانے کا لالچ ہو، جبکہ اللہ والے تو قَناعت کی قیمتی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں، اللہ والوں کی نظر دولت مندوں کے فانی مال پر نہیں بلکہ اللہ والوں کو رَحمتِ الٰہی پر بھروسا ہوتا ہے۔ یاد رکھئے! مالداروں کی دولت کے سبب ان کی تعظیم کرنا شرعاً ممنوع ہے، چُنانچِہ

دو تہائی دِین چلا جاتا ہے

مَنْقُول ہے: جو کسی مالدار کی اِس کے مالدار ہونے کے سبب آؤ بھگت کرے، اُس کا دو تہائی دِین جاتا رہا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں چاہئے کہ دنیاوی مالداروں کی خوشامد وچاپلوسی کرنے اور جگہ جگہ ان کی جھوٹی تعریفوں کے پل باندھنے کے بجائے ان کو نیکی کی دعوت اور فکرِ آخرت کا ذہن دیں، ان کو ہر دم گناہوں سے بچانے کی کوشش کریں، تو وہ دن دور نہیں کہ جب ہمارے مُعاشرے (Society) سے بُرائیاں ختم ہونا شروع ہو جائیں گی، ہر طرف نیکیوں کی بہاریں ہوں گی، ہر طرف **سُنّتوں کی مدنی بہاریں** آجائیں

1...کشف الخفاء، حرف المیم، ۲/۲۱۵

گی، نفرتوں کی دِیواریں **محبّتوں کی فضاؤں** میں تبدیل ہونا شروع ہو جائیں گی، ناراض اسلامی بہنیں آپس میں مِل جائیں گی، رُوٹھی ہوئی مان جائیں گی، گناہ کرنے والیاں نیکیاں کرنے والی بن جائیں گی، نمازیں قضا کرنے والیاں نمازوں کی پابند بن جائیں گی، تلاوتِ قرآن میں سستی کرنے والیاں قرآنِ کریم پڑھنے والی بن جائیں گی، گناہوں کو پھیلانے والیاں نیکی کی دعوت دینے والیاں بن جائیں گی۔ آیئے! مل کر دعا کرتی ہیں۔

مجھے تم ایسی دو ہمّت آقا، دُوں سب کو نیکی کی دعوت آقا
بنا دو مجھ کو بھی نیک خصلت، نبیِّ رَحمت شفیعِ اُمّت

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۲۰۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

سخاوت و ایثار

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمارے غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ زہد و تقویٰ، قناعت پسندی، پرہیزگاری اور نیکی کی دعوت عام کرنے کے ساتھ ساتھ غَرِیبوں، تنگدَستوں اور حاجت مندوں کی مدد کرنے جیسے وصف میں بھی اپنی مثال آپ تھے، غریبوں، تنگدستوں اور حاجت مندوں کی خدمت کرنے کا جَذبہ بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاکیزہ کِردار کا حِصّہ تھا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کبھی کسی سائِل کا سُوال رَدّ نہ فرماتے، کبھی کسی حاجت مند کو خالی واپس نہ لوٹاتے بلکہ یوں فرماتے تھے کہ

میں نے تمام اَعمال کی تَفتِیش کی، اُن میں کھانا کِھلانے سے اَفْضل کوئی عَمَل نہ پایا۔ کاش! میرے ہاتھ میں ہوتا کہ بُھوکوں کو کھانا کِھلاتا۔

شَیخ عبدُ اللہ جبائی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حُضُور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک بُھوکوں کو کھانا کھلانا اور لوگوں سے حُسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آنا کامل اور زیادہ فضیلت والے اعمال ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: میرے ہاتھ میں پیسہ نہیں ٹھہرتا، اگر صُبح کو میرے پاس ہزار (1000) دِینار آئیں تو شام تک ان میں سے ایک پیسہ بھی نہ بچے کہ غریبوں اور مُحتاجوں میں تقسیم کر دوں اور بُھوکے لوگوں کو کھانا کھلا دُوں۔ (1)

تِرے دَر سے ہے منگتوں کا گزارا یاشہِ بغداد	یہ سُن کر میں نے بھی دامن پسارا یاشہِ بغداد
مِری قسمت کا چمکا دو ستارہ یاشہِ بغداد	دِکھا دو اپنا چہرہ پیارا پیارا یاشہِ بغداد
غمِ شاہِ مدینہ مجھ کو تم ایسا عطا کر دو	جگر ٹکڑے ہو دل بھی پارہ پارہ یاشہِ بغداد
مجھے اچھا بنا دو مُرشدی بے شک یقیناً ہیں	مِرے حالات تم پر آشکارا یاشہِ بغداد

(وسائلِ بخشش مرمم، ص ۵۴۲-۵۴۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی سَخاوَت اور غَرِیبوں کی مدد سے مُتعلّق ایک بہت ہی پیارا واقعہ سنتی ہیں، چنانچہ

یہ سب اس رات کی برکت ہے

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے حضرت علّامہ عَبْدُ الرَّزّاق قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ جب میرے والد مشہور ہو گئے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے صرف ایک دفعہ حج

1 . . . قلائد الجواھر، ص ۸ ملخصا

فرمایا، اس حج کی آمد ورفت میں، میں آپ کی سواری کی باگ پکڑتا تھا، جب ہم بغداد کے جنوب میں واقع ایک شہر میں پہنچے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ یہاں سب سے غریب گھر کی تلاش کرو، اس لیے ہم نے ایک ویرانہ دیکھا جس میں اُون کا ایک خیمہ تھا، اس میں ایک بوڑھا، ایک بڑھیا اور ایک لڑکی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس بُوڑھے سے اجازت لی اور مع اَصحاب اس وِیرانے میں اُترے، اُس شہر کے مشائخ اور امیر لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور درخواست کی کہ آپ ہمارے غریب خانوں میں یا کسی اور اچھے مکان میں تشریف لے چلیں، مگر آپ نے منظور نہ فرمایا۔ والیِ شہر نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے لیے بہت سی گائیں بکریاں، کھانا، سونا، چاندی اور سامان بھیجا اور سفر کے لیے سواریاں بھیجیں اور لوگ ہر طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اس تمام سامان میں سے میں نے اپنا حصّہ اس گھر والوں کو بخش دیا۔ یہ سُن کر اُنہوں نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا اپنا حصّہ بخش دیا، اس طرح وہ تمام مال اس بوڑھے، بڑھیا اور لڑکی کو دیا گیا، رات کو آپ وہاں رہے اور صُبح کو روانہ ہوئے، (آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں) کئی سال کے بعد اُس شہر سے میرا گزر ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بوڑھا وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ مالدار ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ سب کچھ اس رات کی برکت ہے، ان گائے بکریوں نے بچے دیئے اور وہ بڑے ہوگئے، یہ اِنہی سے ہے۔ [1]

مل گیا مجھ کو غوث کا دامن، فضلِ ربِّ کریم سے روشن
مِری تقدیر کا ستارہ ہے، واہ کیا بات غوثِ اعظم کی

---

1 ۔۔۔ بهجة الاسرار، ذكر شي من شرائف ۔۔۔ الخ، ص ۱۹۸

غوث رنج و اَلَم مِٹاتے ہیں، اُس کو سینے سے بھی لگاتے ہیں
آ گیا جو بھی غم کا مارا ہے، واہ کیا بات غوثِ اعظم کی

(وسائل بخشش مرمم، ص۵۷۷-۵۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ **تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوّت** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحبّت کی اُس نے مجھ سے مَحبّت کی اور جس نے مجھ سے مَحبّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔**[1]

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا جنّت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

بیعت ہونے کے نکات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! بیعت ہونے کے بارے میں چند نکات سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں: ☆ دنیا میں کسی نیک کو اپنا اِمام بنالینا چاہیے شَرِیْعَت میں تَقْلید کرکے اور طریقت میں بَیْعَت کرکے تاکہ حَشْر اچھوں کے ساتھ ہو۔[2] ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ کسی مرشِد کامل سے مرید ہونا بھی ہے۔[3] ☆ شیخ جامع شرائط

---

1 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام۔۔۔الخ، ۱/۵۵، حدیث:۱۷۵
2 . . . آداب مرشد کامل، ص۱۳
3 . . . آداب مرشد کامل، ص۱۲

سے بیعت ہونا سنّتِ مُتوارِثہ مسلمین ہے اور اس میں بے شمار مَنافع وبرکتِ دِین و دنیا و آخرت ہیں۔[1] ☆پیر اُمورِ آخرت کے لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اُس کی راہنمائی اور باطنی توجّہ کی بَرَکت سے مرید اللہ پاک ورسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی والے کاموں سے بچتے ہوئے رِضائے رَبُّ الانام کے مَدَنی کام کے مطابق اپنے شب و روز گزار سکیں۔[2] ☆جو کسی شیخ جامِع شَرائط سے بیعت ہو تو دوسرے سے بیعت نہ ہو۔[3] ☆حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا مرید بننے میں ایمان کے تحفظ، مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق، جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلے جیسے عظیم منافع موجود ہیں۔[4] ☆مرید بننے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔[5] ☆ایک مرید کے دو شیخ نہیں ہو سکتے۔[6] ☆جو مرید دو پیروں کے درمیان مشترک ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا۔[7] ☆جو پیر سنی صحیح العقیدہ عالم غیر فاسق ہو اور اس کا سلسلہ آخر تک متصل ہو اس سے بیعت کیلئے والدین خواہ شوہر کسی کی اجازت کی حاجت نہیں۔[8] ☆بذریعہ خط بیعت ہو سکتی ہے۔[9]

---

1 . . . فتاوی رضویہ، ۲۶/ ۵۷۵

2 . . . آداب مرشد کامل، ص۱۳

3 . . . فتاوی رضویہ، ۲۶/ ۵۷۹

4 . . . فکر مدینہ، ص۱۶۱

5 . . . آداب مرشد کامل، ص۲۲

6 . . . فتاوی رضویہ، ۲۱/ ۵۸۰

7 . . . فتاوی رضویہ، ۲۶/ ۱۳۶

8 . . . فتاوی رضویہ، ۲۶/ ۵۸۴

9 . . . فتاوی رضویہ، ۲۶/ ۵۸۵

☆بذریعہ قاصد یا خط مرید ہوسکتے ہیں۔[1] ☆پیر کے افعال واقوال پر اعتراض سخت حرام اور موجبِ محرومیِ برکاتِ دارَین ہے۔[2] ☆مرید کو ملنے والا فیض بظاہر کسی بھی بُزُرگ یا صاحبِ مزار سے ملے مگر اسے اپنے مرشِد کامل کا فیض ہی تصور کرنا چاہے۔[3] ☆مرید کو ہر وقت محتاط اور باادَب رہنا چاہئے کہ ذرا سی غفلت اور بے احتیاطی دِین و دنیا کے کسی ایسے بڑے نقصان کا سبب بن سکتی ہے جس کی شاید تلافی بھی نہ ہوسکے۔[4] حضرت ذُوالنُّون مِصری رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب کوئی مرید اَدَب کا خیال نہیں رکھتا، تو وہ لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا۔[5]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

1... فتاوی رضویہ، ۲۶/ ۵۸۵

2... فتاوی رضویہ، ۲۶/ ۵۸۸

3... آداب مرشد کامل، ص ۹۸

4... آداب مرشد کامل، ص ۷۰

5... الرسالۃ القشیریۃ، باب الآدب، ص ۳۱۹

بیان: 17 ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُودِ پاک کی فضیلت

سرکارِ عالی وقار، محبوبِ رَبِّ غفّار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عافیت نشان ہے: قیامت کے روز اللہ پاک کے عَرش کے سِوا کوئی سایہ نہ ہو گا، تین شخص اللہ پاک کے عَرش کے سائے میں ہوں گے: (۱) وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے (۲) میری سنّت زندہ کرنے والا (۳) مجھ پر کثرت سے دُرُود پڑھنے والا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **"نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ"** "مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔"[2]

مَدَنی پھول: نیک اور جائز کام میں جِتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

---

1 ... البدور السافرۃ، باب الاعمال الموجبۃ لظل العرش... الخ، ص ۹۳

2 ... معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کے لئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب، اُذْکُرُوا اللّٰہَ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلام و مُصافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ماہِ ربیعُ الآخر جاری و ساری ہے، اس مہینے کو پیرِ پیراں، میرِ میراں، شاہِ جیلاں حضور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے نسبت ہے، ابھی ان کی بڑی گیارہویں شریف گزری ہے، اس میں شک نہیں کہ حضورِ غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مادرزاد یعنی پیدائشی ولیُ اللّٰہ تھے۔ حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ولادت کے وقت جو حیرت انگیز واقعات ہوئے وہ بڑے مشہور ہیں۔

غوثِ پاک مادر زاد ولی

ایک بات یہ کہ جس رات حضرتِ شیخ عبدُ القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی وِلادت

ہوئی، اُس رات جِیلان شریف کی جن عورتوں کے ہاں بچہ پیدا ہوا، اُن سب کو اللہ کریم نے لڑکا ہی عطا فرمایا اور ہر نو مَوْلُود لڑکا اللہ پاک کا وَلی بنا۔[1]

حضور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدۂ ماجِدہ حضرت اُمُّ الْخَیْر فاطمہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا فرمایا کرتی تھیں: جب میرا بیٹا عبدُ القادِر پیدا ہوا تو وہ رَمَضانُ الْمُبارَک میں دن کے وَقْت میرا دُودھ نہیں پیتا تھا، اگلے سال رَمَضان کا چاند غُبار کی وَجہ سے نظر نہ آیا تو لوگ میرے پاس دَرْیافْت کرنے کے لئے آئے تو میں نے کہا کہ "میرے بچے نے دُودھ نہیں پیا۔" پھر مَعْلُوم ہوا کہ آج رَمَضان کا دن ہے اور ہمارے شہر میں یہ بات مَشْہُور ہوگئی کہ سَیِّدوں میں ایک بچّہ پیدا ہوا ہے جو رَمَضانُ الْمُبارَک میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔[2]

آپ کی بعض کرامات تو ماں کے پیٹ سے بھی ظاہر ہوئیں، جیسا کہ

مَنقول ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اور ماں کو جب چھینک آتی اور اس پر وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہتیں، تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پیٹ ہی میں جواباً "یَرْحَمُكَ اللہ" کہتے، اسی طرح جس وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دُنیا میں جلوہ گر ہوئے، اُس وَقْت ہونٹ آہِستہ آہِستہ حَرَکت کر رہے تھے اور اللہ اللہ کی آواز آ رہی تھی۔[3]

اَمیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مَولانا محمد الیاس عطّار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہ حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شان میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے

---

1 . . . منے کی لاش، ص۵

2 . . . بهجة الاسرار، ذكر نسبه وصفته، ص ۱۷۲

3 . . . منے کی لاش، ص۴-۵ ملتقطاً

ہوئے فرماتے ہیں:

رونقِ کُل اولیا یاغوثِ اعظم دَسْت گیر
پیشوائے اَصفیا یاغوثِ اعظم دَسْت گیر
آپ ہیں پیروں کے پیر اور آپ ہیں روشن ضمیر
آپ شاہِ اَتقیا یاغوثِ اعظم دَسْت گیر
پیدا ہوتے ہی رکھے رمضاں میں روزے، دن میں دودھ
کا نہ اک قطرہ پیا یاغوثِ اعظم دَسْت گیر

(وسائل بخشش مرمم، ص۵۴۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! پیروں کے پیر، روشن ضمیر، پیر دَسْت گِیر حضرتِ شیخ عبدُ القادِر جیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے علاوہ اور بھی ایسے کئی بُزرگانِ دین ہیں جو پیدائشی طور پر اللہ پاک کے ولی تھے، آج ہم ان میں سے کچھ کے بارے میں سننے کی سعادت حاصل کریں گی۔ سب سے پہلے اس کمسن ولیہ کا تذکرہ سنتی ہیں جس کا ذکر اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے۔

حضرت بی بی مریم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا کا تذکرہ

یہ اللہ پاک کے پیارے نبی حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی والدہ حضرتِ بی بی مریم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا ہیں۔ بی بی مریم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا کے والد کا نام حضرتِ عمران رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور والدہ کا نام حضرت بی بی حَنَّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا ہے۔ بی بی مریم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا کے والد حضرت

عمران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اللہ پاک کے نبی حضرت زکریّا عَلَیْہِ السَّلَام کے ہم زلف تھے، یعنی حضرت عمران کی زوجہ محترمہ اور حضرت زَکَرِیّا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زوجہ محترمہ دونوں بہنیں تھیں۔ حضرتِ عمران اور حضرتِ حَنَّہ کی شادی کو ایک عرصہ ہو گیا تھا لیکن اولاد کی نعمت انہیں حاصل نہیں ہوئی تھی۔ وقت گزرتا رہا اور اب یہ عمر کے اس حصّے کو پہنچ چکے تھے جس میں عام طور پر اولاد ہونے کی امید ختم ہو جاتی ہے لیکن یہ ناامید نہیں تھے، ایک دن حضرت حَنَّہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کسی دَرَخْت کے سائے تلے بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک پَرندے پر نظر پڑی جو اپنے بچوں کو دانہ کھِلا رہا تھا۔ اس سے آپ کے دل میں اولاد کا شوق اور بڑھ گیا، تب آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ کریم مجھے اولاد عطا فرمائے گا تو اسے میں بَیْتُ الْمَقْدِس کے لیے وقف کر دوں گی۔[1] اس دور میں بَیْتُ الْمَقْدِس کی خدمت کے لیے لڑکے وَقف کئے جاتے تھے، لڑکیاں وقف نہیں کی جاتی تھیں۔ یہ بچے بالغ ہونے تک وہاں کی خدمت کرتے، بالغ ہونے کے بعد وہ چاہتے تو اسی طرح رہتے اور اگر چاہتے تو دنیا کے کام کاج میں مشغول ہو جاتے تھے۔[2] شب وروز گزرتے رہے پھر ایک دن وہ پُر مَسَرَّت گھڑی بھی آ پہنچی جب حضرت حَنَّہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کے ہاں بیٹی کی وِلادت ہوئی، یہ ان کے لیے بڑی خوشی کا موقع تھا مگر چونکہ بیٹے کی امید پر یہ اسے بَیْتُ الْمَقْدِس کی خدمت کے لیے وَقْف کرنے کی نذر مان چکی تھیں اور اب خِلَافِ اُمّید لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کے باعث نذر پوری ہونا بَظاہِر ناممکن ہو گیا تھا،

---

1 ... تفسیر خازن، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ:۳۵، ۱/۲۴۰، ملتقطا

2 ... تفسیرِ نعیمی، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیہ:۳۵، ۳/۳۷۱۔تفسیر خازن، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ:۳۵، ۱/۲۳۹، بتغیر۔

حضرت حَنَّہ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا نے اس بچی کا نام رکھا اور چونکہ آپ اسے بَیْتُ الْمَقْدِس میں رکھنے کی نِیَّت کر چکی تھیں اس لیے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر بَیْتُ الْمَقْدِس کی طرف چل دیں۔ بَیْتُ الْمَقْدِس میں اس وقت چار ہزار خُدَّام رہتے تھے اور ان کے سردار ستائیس (27) یا ستر (70) تھے۔ جن کے امیر حضرت زَکَرِیَّا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے۔[1] حضرتِ حَنَّہ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا اپنی بیٹی کو لے کر جب یہاں پہنچیں تو اسے یہاں کے عُلَماء کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا: یہ میری بیٹی ہے جسے میں نے (اللہ پاک کی عِبادت اور بَیْتُ الْمَقْدِس کی خدمت کے لیے) آزاد (یعنی وَقْف) کر دیا ہے۔ اگرچہ لڑکیاں اس خدمت کی صلاحیت نہیں رکھتیں مگر (چونکہ میں اسے وَقْف کر چکی ہوں اس لیے) میں اسے لوٹا کر گھر بھی نہیں لے جاسکتی لہٰذا آپ حضرات میری یہ نذر قبول فرمالیجئے۔[2] ان علماءِ کرام نے اس بچی کی پرورش کو اپنے لیے عزت و وقار کا سبب جانا اور ہر ایک اس کے لیے اپنی خدمات پیش کرنے لگا۔ بالآخر اس پاک باز بچی کی پرورش کا ذمہ حضرت زَکَرِیَّا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ملا جو اُن عُلَما کے سردار اور بچی کے خالو تھے۔[3]

آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے بَیْتُ الْمَقْدِس میں فرشِ مسجِد سے قدرے بلند ایک کمرہ بنایا اور وہاں اس بچی کو رکھا یہاں سِوائے آپ کے اور کوئی نہ جاتا تھا۔ کھانے پینے وغیرہ کا

1... تفسیر نعیمی، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیہ: ۳۷، ۳/ ۳۸۱ بتغیر قلیل۔

2... تفسیر درمنثور، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ: ۳۶، ۲/ ۱۸۳۔

3... تفسیر خازن، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ: ۳۷، ۱/ ۲۴۱ مختصرا۔ تفسیر جلالین مع حاشیۃ الصاوی، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ: ۳۷، ۱/ ۲۳۱ مختصرا۔ تفسیر نعیمی، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیہ: ۳۷، ۳/ ۳۸۱ بتغیر۔

سامانِ ضرورت بھی آپ ہی لے کر جاتے۔[1] اور واپسی پر تمام دروازے بند کر کے تالا لگا آتے۔[2] آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جب کھانے پینے کا سامان لے کر وہاں پہنچتے تو اس بچی کے پاس بے موسم کے پھل دیکھتے۔یعنی گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں پاتے۔[3] ایک مرتبہ حضرت زَکَرِیَّا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے مُخاطب کر کے پھلوں کے بارے میں پوچھا کہ

اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ (پ۳، آل عمران:۳۷) تَرجَمۂ کنزالایمان: یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟

بچپن کی ننھی سی عمر میں اس بچی نے کیسا ایمان افروز جواب دیا، کہنے لگیں:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۞ (پ۳، آل عمران:۳۷) تَرجَمۂ کنزالایمان: وہ اللہ کے پاس سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔

حضرت زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَام کی دعا

حضرت زَکَرِیَّا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جب بچی کی یہ کرامت دیکھی کہ ان کے پاس بے موسم جنّتی پھل آتے ہیں اور ان کا وہ جواب سنا تو آپ کے دل میں فرزند کا شوق پیدا ہوا۔[4] اس وقت آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور آپ کی زوجہ محترمہ دونوں عمر رسیدہ ہو چکے تھے اور اس عمر میں عام طور پر اولاد نہیں ہوا کرتی، لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے یقین

1…جلالین مع الصاوی، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ:۳۷، ۱/ ۲۳۱

2…روح المعانی، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ:۳۷، ۳/ ۱۸۶ بتغیر قلیل

3…جلالین مع الصاوی، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ:۳۷، ۱/ ۲۳۱

4…جلالین مع الصاوی، پ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ:۳۸، ۳/ ۲۹۰ بتغیر قلیل

کرلیا کہ جو ربّ اس بچی کو بے موسم میوے دینے پر قادِر ہے اور جو خدمتِ بَیْتُ الْمُقَدَّس کے لیے بجائے لڑکے کے لڑکی اور بجائے جوان کے بچی کو قبول فرمالیتا ہے اور جو اس بچی کو بچپن میں بولنے کی طاقت دیتا ہے اور جو بغیر گمان رِزْق دینے پر قادِر ہے وہ مجھ جیسی عمر والے کو میری بانجھ (یعنی بچے سے ناامید) بیوی سے اولاد بخشنے پر بھی قادِر ہے، چنانچہ اسی وَقْت اور اسی جگہ جہاں اس بچی سے یہ گفتگو ہوئی تھی، انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی۔ عرض کیا کہ اے مولیٰ! مجھے اس بڑھاپے میں خاص اپنی طرف سے ایک پاک و ستھرا بیٹا عطا فرما، تُو دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ جب تُو نے حَنّہ کی دعا قبول کی تو میری دعا کو بھی ضرور قبول فرمائے گا۔[1] قرآنِ کریم میں ان کے اس جگہ دعا کرنے کا ذِکْر موجود ہے، چنانچہ پارہ تین، سورۂ آلِ عمران، آیت نمبر 38 میں ارشاد ہوتا ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ (پ۳، آلِ عمران:۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: یہاں پکارا زکریّا اپنے ربّ کو بولا اے ربّ میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا۔

اللہ پاک نے ان کی دُعا کو بھی شَرَفِ قبولیت بخشا اور کچھ عرصے بعد ان کے ہاں ایک نیک و صالِح فرزند کی وِلادت ہوئی جس کا نام "یحییٰ" رکھا گیا۔ حضرت زَکَرِیَّا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرح ان کے فرزند حضرت یحییٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی منصبِ نبوت پر فائِز ہوئے۔

جبکہ حضرت مریم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کو اللہ کریم نے بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام

1 ...جلالین مع الصاوی، ۳/۲۹۰ بتغیر قلیل وملتقطا

کی صورت میں فرزند عطا فرمایا۔ اللہ رَبُّ الْعِزّت کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حِساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

حضرت مریم کے واقعے سے ملنے والے نکات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حضرت مریم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کے اس واقعے میں ہمارے لیے کئی درس موجود ہیں۔ ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ جو اللہ پاک کی رحمت سے امید رکھے اس کی امید پوری ہوتی ہے۔ جب بھی امید کے ساتھ ربِّ کریم کی بارگاہ میں خلوصِ نیت اور صِدْقِ دل سے دعا کی جائے وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے، غور کیجئے! جب حضرت مریم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کی والدہ حضرت حَنَّہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تو باوجود بڑھاپے کے، باوجود ایسی عمر کے کہ جس میں اولاد نہیں ہوتی اللہ پاک نے انہیں ایسی بیٹی عطا فرمائی جو مادرزاد ولیہ تھیں۔ اور ان کا حال یہ ہوا کہ دودھ پینے کی عمر میں ان سے کرامات کا اظہار ہونے لگا۔

اس آیت سے اور بھی کئی درس ملتے ہیں، جن کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے مشہور مفسرِ قرآن، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: (یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ) کچھ لوگوں کا اپنے آپ کو دین کے لیے خالِص کر دینا ضروری ہے اگر سب لوگ دنیا میں مشغول ہو جائیں تو دین کیسے قائم رہے۔ کاش! مسلمان اس سے عبرت پکڑیں اور اپنی بعض اولاد کو خدمتِ دین کے لیے وَقْف کر دیں جنہیں بچپن سے اس کے لیے تیار کریں، مگر افسوس کہ اب مسلمان کی نظر روٹی پر رہ گئی، مگر یاد

رکھو کہ تمہاری عزت دین سے ہے اور دین کا باقی رہنا عُلَماء اور صالحین سے ہے، اگر اپنی بقا چاہتے ہو تو اپنی جماعت میں ایسے لوگ زیادہ بناؤ۔ ربِّ کریم فرماتا ہے:(1)

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىٕفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ (پ ۱۱، التوبہ: ۱۲۲)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

بزرگوں کی دعا کی برکتیں

حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک اور نکتے کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ بُزرگوں کی دعا سے ربِّ کریم اپنے قانون بدل دیتا ہے، ☆ دیکھو! ربّ نے حضرت حَنَّہ کی دعا سے اس زمانہ کا شرعی قانون بدل دیا، ☆ حُضُور (اکرم) صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواہش سے بَیْتُ الْمَقْدِس کے قبلہ ہونے کا قانون تبدیل کر دیا، ☆ حضرت ابراہیم و زَکَرِیَّا عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا سے بانجھ بوڑھی عورتوں کو اولاد بخشی یہ بھی قانونِ وِلادت کے خِلَاف ہے، ☆ (حضرت) عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی دعا سے آسمان سے روٹی و مچھلی کا دستر خوان آیا حالانکہ آسمان سے پانی آنے کا قانون ہے وہاں سے روٹی آنے کا قانون نہیں، ☆ حضرت حِزْقِیل و عُزَیر عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا سے مَرے ہوؤں کو زندہ فرمایا صدیوں کے بعد حالانکہ قیامت سے پہلے مُردہ زندہ ہونا خِلَافِ قانون ہے۔ معلوم ہوا:

1... تفسیر نعیمی، پ ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ: ۳۶، ۳/ ۳۷۵

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں [1]

مفتی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک اور نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نُزُولِ رحمت کے وَقْت دُعا مانگنا سنّتِ انبیاء ہے۔ دیکھو! حضرت زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت مریم (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا) کے پاس بے موسم پھل دیکھ کر دُعا کی۔ حدیث شریف میں ہے کہ بارش کے وَقْت دعا مانگو کہ یہ نُزُولِ رحمت کا وَقْت ہے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

تذکرۂ بابا فرید الدین گنج شکر

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم کمسنی میں مرتبۂ ولایت پر فائز ہونے والے اللہ پاک کے نیک بندوں کے بارے میں سن رہی تھیں۔ ان میں سے ایک شیخُ الْاِسلام، حضرت بابا فریدُ الدِّین مسعود گنجِ شکر چشتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

حضرت بابا فرید گنجِ شکر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے نیک گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والدِ گرامی قاضی سلیمان عالمِ دین تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدہ نیک نمازی اور تہجُّد گزار ہونے کے ساتھ ساتھ ولیہ بھی تھیں۔[3] ایک دفعہ اُنتیس (29) شعبان کو آسمان پر بادل تھا۔ لوگ ایک اَبدال کے پاس گئے جو اُسی قصبے میں رہتے تھے۔ جب ان سے رمضان کے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: آج رات

---

1 . . . تفسیر نعیمی، پ ۳، آلِ عمران، تحت الآیۃ: ۳۶، ۳/ ۳۷۵۔

2 . . . تفسیر نعیمی، تحت الآیۃ: ۳۸، ۳/ ۳۹۱۔

3 . . . انوار الفرید، ص ۴۳، حیاتِ گنج شکر، ص ۲۵۳ وغیرہ

قاضی سلیمان کے ہاں ایک لڑکے کی ولادت ہو گی جو قُطبِ وقت ہو گا۔ اگر وہ بچہ کل دودھ نہ پیئے تو تم روزہ رکھ لینا ورنہ نہیں۔ چنانچہ اسی رات قاضی سلیمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ہاں نیک بخت لڑکے کی ولادت ہوئی اور اس نے اگلے روز دودھ نہ پیا اور روزہ رکھا۔ اسے دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا۔ یہ بچہ کوئی اور نہیں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجِ شکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تھے۔ (1)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! غور کیجئے! ہمارے بزرگانِ دین کا بچپن ہی ایسا تھا کہ چاند نظر نہ آتا تو ان کے معمولات دیکھ کر روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی ان بزرگوں کی نیک سیرت کو اپنائیں، ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے اندر نماز روزے کی اُلفت پیدا کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنی ساری زندگی فرائض و واجبات کی پابندی کریں، ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے اندر عبادت کا ذوق و شوق پیدا کریں۔ ہمیں چاہیے کہ عشق و مستی میں ڈوب کر عبادت کرنے والیاں بنیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی عبادتوں میں خشوع و خضوع پیدا کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی علمِ دین سیکھنے والیاں بنیں۔ ہمارے بزرگانِ دین بھی علم کے شیدائی تھے۔ جیسا کہ منقول ہے:

شرفِ بیعت کا واقعہ

دورانِ طالبِ علمی حضرت بابا فرید گنجِ شکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مسجد میں تشریف لے جاتے اور قبلہ رُخ بیٹھ کر اپنے اَسباق یاد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سُلطانُ المشائخ

1 . . . اقتباس الانوار، ص ۴۳۴، حیاتِ گنجِ شکر، ص ۲۵۵

حضرت قُطبُ الدین بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ملتان میں جلوہ گر ہوئے اور اسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حَسبِ عادت مُطالَعہ میں مصروف تھے کہ ایک خوشگوار احساس نے آپ کو نظر اٹھانے پر مجبور کردیا۔ نظر اٹھنے کی دیر تھی کہ ایک ولیٔ کامل کے روشن اور نورانی چہرے کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہونے لگیں چنانچہ بے ساختہ احترام میں کھڑے ہوئے اور قریب آکر دو زانو بیٹھ گئے۔ حضرت قُطبُ الدین بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد سے فارغ ہوکر دریافت فرمایا: کیا پڑھ رہے ہو؟ عرض کی: فقہ کی کتاب ''اَلنَّافِع'' ہے، فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کتاب سے نفع ہوگا؟ عرض کی: حضور! نفع تو آپ کی نظرِ کرم سے ہوگا۔ جواب سُن کر حضرت قُطب الدین بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت خوش ہوئے اور شفقت فرماتے ہوئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اپنے مریدوں میں شامل فرمالیا۔ جب حضرت قُطب الدین بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ملتان شریف سے واپس روانہ ہوئے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی پیچھے پیچھے چلنے لگے یہ دیکھ کر حضرت قُطب الدین بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: پہلے خوب علمِ دین حاصل کرو پھر میرے پاس دہلی آنا کیونکہ بے علم زاہد (یعنی علم نہ رکھنے والا پرہیز گار) شیطان کا مسخرہ (کھلونا) ہوتا ہے۔[1]

علم حاصل کرنے کی برکتیں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! علمِ دین حاصل کرنا بہت بڑی سعادت اور افضل عبادت ہے۔ علم کی روشنی سے جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نجات ملتی

1 . . . سیر الاولیاء مترجم، ص ۱۲۱، خزینۃ الاصفیاء، ۲/ ۱۱۰ ملخصاً

ہے۔ علم ہی سے اللہ پاک کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔ علم کے بغیر عمل کرنے والے کے اَعمال اکثر اوقات بجائے دُرُستی اور ثواب کے خراب اور باعثِ عذاب بن جاتے ہیں۔ علمِ دِین سیکھنے کا ذہن بنانے کے لیے اِس پُرفتن دَور میں "**مدنی چینل**" بہت مُعاوِن و مددگار ہے، ☆**مدنی چینل** پر چلنے والے علمِ دِین سے مالامال مختلف سلسلے عِلمِ دِین سیکھنے کا شوق پیدا کریں گے، **ہفتہ وار مدنی مذاکرہ** خود بھی پابندی سے دیکھیں اور اپنے گھر والوں کو بھی دِکھائیں، اس سے بھی **علمِ دین سیکھنے** کا شوق پیدا ہوگا، ☆**ہر ہفتہ وار مدنی رِسالے** کے مطالعہ کا معمول بنالیں، اس کی برکت سے بھی **علمِ دین سیکھنے** کا شوق پیدا ہوگا ☆**ماہنامہ فیضانِ مدینہ** کے مطالعہ کی برکت سے بھی **علمِ دین سیکھنے** کا شوق پیدا ہوگا، ☆دعوتِ اِسلامی کی ویب سائٹ (www.dawateislami.net) کا وِزٹ کیجیے، سینکڑوں موضوعات پر **سُنّتوں بھرے بیانات** (آڈیو/ ویڈیو)، **مدنی مذاکرے** دیکھنے سُننے، علمِ دِین سے مالامال **کُتب و رسائل** کے مطالعہ کی برکت سے **علمِ دِین سیکھنے** کا شوق پیدا ہوگا۔

عِلمِ دِین کے فضائل کی تو کیا ہی بات ہے! مکتبۃُ المدینہ کی کتاب بہارِ شریعت جلد 3 ص618 پر لکھا ہے: ☆علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو، ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے ☆اس کا حاصل کرنا بلندی کی علامت ہے۔ ☆یہی وہ چیز ہے جس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے ☆یہی وہ چیز ہے جس سے دنیا و آخرت سُدھرتی ہے۔ ☆(اور علم سے) وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو ☆یہی وہ علم ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں

سنورتی ہیں ☆یہی وہ علم ہے جو ذریعۂ نجات ہے ☆یہی وہ علم ہے جس کی قرآن و حدیث میں تعریفیں آئی ہیں ☆اور یہی وہ علم ہے جس کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔[1] **یادرہے!** بعض علوم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ حضورِ اکرم، رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ" یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔[2] اس حدیثِ پاک سے اسکول کالج کی مُرَوَّجہ دُنیوی تعلیم نہیں بلکہ ضَروری دِینی علم مُراد ہے۔☆لہٰذا سب سے پہلے اسلامی عقائد کا سیکھنا فرض ہے۔☆اس کے بعد نَماز کے فرائض و شرائط و مُفسِدات (یعنی نَماز کس طرح دُرُست ہوتی ہے اور کس طرح ٹُوٹ جاتی ہے) یہ سیکھنا فرض ہے۔☆پھر رَمَضانُ المُبارَک کی تشریف آوری ہو تو جس پر روزے فرض ہوں اُس کیلئے روزوں کے ضَروری مسائل (سیکھنا فرض ہیں)۔☆جس پر زکوٰۃ فرض ہو اُس کے لئے زکوٰۃ کے ضَروری مسائل (سیکھنا فرض ہیں۔)☆اسی طرح حج فرض ہونے کی صورت میں حج کے (مسائل سیکھنا فرض ہیں۔)☆نکاح کرنا ہے تو اس کے (مسائل سیکھنا فرض ہیں۔) ☆(الغرض!) ہر مسلمان عاقِل و بالغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عَین ہے۔☆اِسی طرح ہر ایک کے لئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہے۔☆اسی طرح باطِنی فرائض مثلاً عاجِزی و اِخلاص اور توکُّل وغیرہ اور ان کو حاصِل کرنے کا طریقہ (یہ سیکھنا بھی فرض ہے۔)☆باطِنی گناہ مثلاً تکبُّر، رِیاکاری، حَسَد، بدگمانی، بُغض و کینہ، شُماتَت (یعنی کسی کی مصیبت پر خوش ہونا) وغیرہا اور ان کا علاج

---

1 . . . بہارِ شریعت، ۳/۶۱۸، حصہ:۱۶ بتغیر

2 . . . ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضل العلماء . . . الخ ۱/۱۴۶، حديث: ۲۲۴

سیکھنا (بھی) ہر مسلمان پر فرض ہے۔☆ **مُہلِکات یعنی ہَلاکت میں ڈالنے والی چیزیں** جیسا کہ وعدہ خِلافی، جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان، بدنِگاہی، دھوکا، ایذائے مسلم وغیرہ وغیرہ تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں کے بارے میں ضَروری اَحکام سیکھنا بھی فرض ہے تاکہ اِن سے بچا جاسکے۔[1] ان علوم کی مزید تفصیلات جاننے کے لیے امیرِ اہلسنّت کی تصنیف "**نیکی کی دعوت**" کے صفحہ 135 کا مطالعہ اِنتہائی مُفید ہے۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! واقعی **عِلْمِ دِین** ایک لازوال دولت ہے، **علمِ دِین** انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کی میراث ہے، **علمِ دین** قُربتِ الٰہی کا راستہ ہے، **علمِ دین** ہدایت کا سرچشمہ ہے، **علمِ دِین** گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے، **علمِ دین** خوفِ خدا کو بیدار کرنے کا نسخہ ہے، **علمِ دین** دنیا وآخرت میں عزّت پانے کا سبب ہے، **علمِ دِین** مُردہ دلوں کی حیات (Life) ہے، **علمِ دین** ایمان کا محافظ ہے، **علمِ دین** خَلقِ خُدا کی محبّت پانے کا سبب ہے۔ اَلْغَرَض! **علمِ دین** بے شمار خوبیوں کا جامع ہے، **علمِ دین** میں دِین بھی ہے، **علمِ دین** میں دنیا بھی ہے، **علمِ دین** میں سکون بھی ہے، **علمِ دین** میں اطمینان بھی ہے، **علمِ دین** میں لذّت بھی ہے، **علمِ دین** میں آرام بھی ہے، لہٰذا عقل مند وہی ہے جو **علمِ دین** کی طلب میں مشغول ہو کر دنیا کے ساتھ نجاتِ آخرت کی بہتری کا بھی سامان کر جائے۔ افسوس! ہمارے معاشرے کی اکثریت نہ تو خود عِلمِ دِین سیکھنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور نہ ہی اپنی اولاد کو عِلمِ دِین سکھاتی ہے۔ اپنے ہونہار (لائق وذہین) بچوں کو دُنیاوی علوم وفنون تو خُوب سکھائے جاتے ہیں مگر فرض عُلوم، قرآنِ کریم پڑھانے اور سُنّتیں سکھانے کی

1... نیکی کی دعوت، ص ١٣۵ بتغیر

طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ یہ خواہش تو کی جاتی ہے کہ میرا بیٹا ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر اور کمپیوٹر پروگرامر بنے مگر اپنی اولاد کو عالمِ دین، مفتیِ اسلام اور شیخ الحدیث بنانے کی سوچ ختم ہوتی جارہی ہے۔ **اے کاش!** ہم اپنی اولاد کو علمِ دین سکھا کر اپنے لیے **صدقۂ جاریہ** چھوڑ کر جانے میں کامیاب ہوجائیں، **اے کاش!** ہماری یہ تمنا ہو کہ مرنے کے بعد میری اولاد میرے لیے **ایصالِ ثواب** کرے، مگر **یاد رکھئے!** یہ تمنّائیں جبھی پوری ہوسکیں گی جب ہماری اولاد **علمِ دِین کی لازوال دولت** سے مالا مال ہوگی۔ اللہ پاک ہمیں علمِ دین سیکھنے سکھانے کا جذبہ نصیب فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

تذکرۂ بہاءُ الدّین مُلتانی

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم چھوٹی عمر میں ہی تاجِ ولایت سجانے والے اَولیائے کرام کے بارے میں سن رہی تھیں۔ ان میں سے ایک حضرت شیخ الاسلام بہاءُ الدّین زکریّا مُلتانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ بھی مادر زاد (پیدائشی) اَولیائے کرام میں سے ہیں۔ بُزُرگی کے آثار تو وقتِ ولادت ہی سے ظاہر تھے۔ منقول ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بچپن میں بھی رَمَضَانُ الْمُبارک میں دن کے وقت دودھ نہ پیتے تھے۔[1] آپ کی علاماتِ ولایت بچپن ہی سے ظاہر ہونے لگی تھیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے والدِ ماجد حضرت وجیہ الدین محمد غوث رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ آپ کے پاس تلاوتِ قرآنِ کریم کرتے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ماں کا دودھ چھوڑ کر تلاوت کی طرف متوجہ ہو

1 . . . تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، ص ۴۰، اللہ کے ولی، ص ۴۰۲ ملخصا

جاتے۔ گویا قرآن سُن رہے ہوں۔ [1] باوجود مادرزاد ولی ہونے کے سنِ شعور کو پہنچتے ہی حضرت بہاءُ الدین زَکریّا ملتانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه علمِ دین سیکھنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اللہ پاک کی عطا کردہ صلاحیتوں اور کریم اُستاد کی شفقتوں سے آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے 7 یا 12 سال کی عمر میں ہی مکمل قرآنِ پاک قرأتِ سَبعہ کے ساتھ حفظ فرمالیا۔ پھر مقامی اَساتذہ سے اِکتسابِ علم کیا۔ [2] حضرت شیخ بہاءُ الدّین زکریا ملتانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه ابھی 12 سال کے تھے کہ والدِ گرامی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ آپ کے چچا حضرت شیخ احمد غوث رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے سر پر والدِ ماجد کی دستار باندھی اور آباءواَجداد کی مَسنَد پر بٹھا کر خانقاہ کے سارے انتظامات آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے سپرد کردیئے۔ [3] آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے دل میں علمِ دین حاصل کرنے کا جذبہ تھا، آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے اپنے چچاجان کو سارے انتظامات سنبھالنے کی اِلتجا کی اور خود علمِ دین حاصل کرنے کے لئے اِجازت چاہی اور ان کی اِجازت سے علمِ دین سیکھنے چلے گئے۔ [4]

اولاد کی دینی تربیت کیجئے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی اولاد کو علمِ دین حاصل کرنے کا ذہن دیں اور جو علمِ دین حاصل کرنے کا ذوق شوق رکھتے ہوں ان کی

---

1 . . . تذکرہ اولیائے پاک وہند، ص٣٦، تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، ص٤٠، اللہ کے خاص بندے، ص ٥٤٠، اللہ کے ولی، ص٤٠٣ ملخصا

2 . . . تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، ص٤١، تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ، ص١٤٢

3 . . . تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، ص٤١ ملخصا، تذکرہ اولیائے پاک وہند، ص٣٦ ملخصا

4 . . . اللہ کے ولی، ص٤٠٣، ٤٠٤

حوصلہ افزائی بھی کریں۔

یاد رکھئے! آپ کا پیارا بیٹا، آپ کے جگر کا ٹکڑا اور آپ کی آنکھوں کا تارا ہی سہی لیکن یہ مت بھولئے کہ وہ اللہ پاک کا بندہ، اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُمّتی اور اسلامی مُعاشَرے کا ایک فرد ہے۔ اگر آپ کی تربیَت اسے اللہ پاک کی دُرُست طریقے پر عبادت، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتیں اور اسلامی مُعاشَرے میں اس کی ذمّے داری نہ سکھا سکی تو اُسے اپنا اطاعت گزار فرزند دیکھنے کے سنہرے خواب بھی مت دیکھئے کیونکہ یہ اسلام ہی تو ہے جو ایک مسلمان کو اپنے والِدَین کی اطاعت اور ان کے حُقُوق کی بجا آوری کا درس دیتا ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ جب اَولاد کی تربیَت سے غفلت کے اثرات سامنے آتے ہیں تو یہی والِدَین ہر کسی کے سامنے اپنی اولاد کے بگڑنے کا رونا روتے دکھائی دیتے ہیں، انہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اولاد کو اس حال تک پہنچانے میں خود ان کا اپنا ہی ہاتھ ہے۔ انہوں نے اپنے بچے کو A.B.C بولنا تو سکھایا مگر قرآن پڑھنا نہ سکھایا، مغربی تہذیب کے طور طریقے تو سمجھائے مگر رسولِ عَرَبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتیں نہ سکھائیں، جنرل نالج (معلوماتِ عامہ) کی اَہمیّت پر تو اس کے سامنے گھنٹوں لیکچر دیئے مگر فرض دینی عُلوم کے حُصُول کی رَغبت نہ دلائی، اس کے دل میں مال کی مَحبّت تو ڈالی مگر عشقِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شَمع نہ جلائی، اسے دُنیوی ناکامیوں کا خوف تو دلایا مگر قبر و حشر کے امتحان کی ناکامی کے بھیانک نتائج سے نہ ڈرایا، اسے "ہیلو! ہاؤ آر یُو!" کہنا تو سکھایا مگر سلام کرنے کا صحیح طریقہ نہ بتایا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول ایک زبردست نعمت ہے۔ قرآن و احادیث اور اقوالِ بُزرگانِ

دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین کی روشنی میں اولاد کی تربیت کا طریقہ جاننے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی 188 صفحات پر مشتمل کتاب، "تربیتِ اولاد" کا ضرور مطالعہ کیجئے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں، تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے جس نے میری سنّت سے محبّت کی اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔[2]

مہمان نوازی کے نکات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "قبر کا امتحان" سے مہمان نوازی کے متعلق کچھ نکات سنتی ہیں۔

پہلے دو (2) فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُلاحظہ کیجئے: (1) ارشاد فرمایا: جو اللہ پاک اور قِیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ مہمان کا احترام کرے۔[3] حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: مہمان کا

---

1 . . . نیکی کی دعوت، ص۵۴۶ ملخصا

2 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

3 . . . بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ . . . الخ، ۴/۱۰۵، حدیث: ۶۰۱۸

اِحترام یہ ہے کہ اس سے خَندہ پیشانی سے ملے اس کے لئے کھانے اور دوسری خدمات کا اِنتِظام کرے حتَّی الاِمکان اپنے ہاتھ سے اس کی خدمت کرے۔[1] (2) ارشاد فرمایا: جب کوئی مِہمان کسی کے یہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب اس کے یہاں سے جاتا ہے تو صاحِبِ خانہ کے گناہ بخشے جانے کا سبب ہوتا ہے۔[2] ☆جب آپ کسی کے پاس بطورِ مہمان جائیں تو مُناسب ہے کہ اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ حسبِ حیثیت میزبان یا اس کے بچّوں کے لئے تحفے لیتے جایئے ☆صَدرُ الشَّریعہ، بَدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مہمان کو چار باتیں ضَروری ہیں: (۱) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے (۲) جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو، (۳) بِغیر اجازتِ صاحبِ خانہ (یعنی میزبان سے اجازت لئے بغیر) وہاں سے نہ اٹھے اور (۴) جب وہاں سے جائے تو اس کے لئے دُعا کرے۔[3] ☆گھر یا کھانے وغیرہ کے مُعامَلات میں کسی قسم کی تنقید کرے نہ ہی جھوٹی تعریف۔ میزبان بھی مہمان کو جھوٹ کے خطرے میں ڈالنے والے سُوالات نہ کرے مثلاً کہنا ہمارا کھانا کیسا تھا؟ آپ کو پسند آیا یا نہیں؟ ایسے موقع پر اگر نہ پسند ہونے کے باوُجود مہمان مُروَّت میں کھانے کی جھوٹی تعریف کرے تو گناہ ہو گا، اِس طرح کا سُوال بھی نہ کرے کہ "آپ نے پیٹ بھر کر کھایا یا نہیں؟" کہ یہاں بھی جواباً جھوٹ کا اندیشہ ہے کہ عادتِ کم خوری یا پرہیزی یا کسی بھی مجبوری کے تحت کم کھانے

---

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۶/ ۵۲

2 . . . کنز العمال، کتاب الضیافۃ، باب الترغیب فی الضیافۃ، جزء: ۹، ۵/۱۰۷، حدیث: ۲۵۸۳۱

3 . . . عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، باب الھدایا و الضیافات، ۵/۳۴۴

کے باوُجُود اِصرار و تکرار سے بچنے کیلئے مِہمان کو کہنا پڑ جائے کہ "میں نے خوب ڈٹ کر کھایا ہے" میزبان کو چاہئے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ "اور کھاؤ" مگر اس پر اِصرار نہ کرے کہ کہیں اِصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھاجائے اور یہ اس کے لئے نقصان دہ ہو۔[1]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

---

[1] ... عالمگیری، کتاب الکراھیة، باب الھدایا والضیافات، ۵/۳۴۴

بیان:18 ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ رحمت نشان ہے: تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو، کیونکہ تمہارا مجھ پر دُرُود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نُور ہو گا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بَیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ "**نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" "مُسلمان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔"[2]

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

---

1 ...جامع صغیر، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰

2 ...معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! کامیابی ایسی منزل ہے جس کی خواہش ہر اسلامی بہن کے دل میں ہوتی ہے، دُنیاوی مُعاملات ہو یا آخرت کے مُعاملات، اَلْغَرَض! ہر ایک زندگی کے ہر موڑ پر کامیاب ہونا چاہتی ہے اور یہ سوچتی ہے کہ کامیابی اس کے قدم چومے، کبھی بھی ناکامی اس کا مقدر نہ بنے۔ یاد رکھئے! کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لئے اِستقامت حاصل کرنا ضروری ہے، آج کے بیان میں ہم اِستقامت کیا ہے؟ کامیابی کے لئے اِستقامت کیوں ضروری ہے؟ اِستقامت حاصل کرنے کے فوائد، قُرآنِ کریم اور احادیثِ طیّبہ میں اِستقامت حاصل کرنے کے طریقے، اللہ والوں کی اِستقامت کے واقعات اور اِستقامت کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کے متعلق سُنیں گی، اللہ پاک

ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیّتوں اور مکمل توجّہ کے ساتھ سننا نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن

بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

آیئے! سب سے پہلے ایک واقعہ سنتی ہیں، چنانچہ

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں

صحابیِ رسول، حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو غیر مسلم رومیوں نے قید کرکے اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو بادشاہ نے آپ سے کہا: تم اپنے دین سے پھر جاؤ، میں تمہیں اپنی بادشاہت میں شریک کرلوں گا، اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں گا، تو حضرتِ عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جواب دیا: اگر تم اپنی ساری بادشاہت بھی مجھے دے دو، پھر بھی میں آنکھ جھپکنے کے برابر اپنے دین سے نہیں پھروں گا، تو اس غیر مسلم بادشاہ نے کہا: پھر تجھے قتل کردوں گا، حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جواب دیا: یہ تجھے اختیار ہے، تو بادشاہ کے حکم سے اس کے تیر اندازوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ہاتھ، پاؤں اور جسم پر تیر برسانا شروع کردیے اور باربار کہتے اب بھی اپنے دین کو چھوڑ دو، مگر صَبْر و اِستقلال کے پیکر، حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے کہ ہرگز نہیں۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا: اسے سولی سے اتار لو اور پیتل کی بنی ہوئی دیگ میں تیل ڈال کر آگ پر رکھا جائے، جب دیگ میں تیل گرم ہوگیا تو بادشاہ نے ایک مسلمان قیدی کے بارے میں حکم دیا کہ اسے گرم تیل میں ڈال دو۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے سامنے اس مسلمان قیدی کو تیل میں ڈال دیا گیا جس سے گوشت جل گیا اور ہڈیاں تیل میں چمکنے لگیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے پھر حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سے کہا: اب ہمارا مذہب قبول کر لو، ورنہ اِسی آگ کی دیگ میں تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائے گا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پھر اپنے ایمانی جوش سے کام لے کر فرمایا: میں اپنے دین کو ہر گز نہیں چھوڑوں گا۔ بادشاہ نے حکم دیا: انہیں اس میں ڈال دو، چنانچہ

جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو آگ کی دیگ میں ڈالنے کے لیے اٹھایا گیا، تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے، بادشاہ نے یہ دیکھ کر کہا انہیں میرے پاس لاؤ۔ شاید آگ کو دیکھ کر اب اس کے خیالات پلٹ جائیں اور میری بات مان لے، لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور سوچ بے فائدہ نکلی۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: میں آگ کے ڈر سے نہیں رو رہا، بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ آہ! آج ایک ہی جان ہے، جسے راہِ خُدا میں قُربان کر رہا ہوں، کاش کہ میرے جسم کے ہر ہر حصّے میں ایک ایک جان ہوتی اور وہ سب جانیں میں راہِ خُدا میں ایک ایک کر کے قُربان کر دیتا۔[1]

ترے نام پر سر کو قربان کر کے	ترے سر سے صدقہ اتارا کروں میں
یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروروں	ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

(سامانِ بخشش، ص ١٥٢)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ایمان پر اِستقامت کا کیسا زبردست مظاہرہ کیا، ذرا سوچئے! جب جسم پر تیر برسائے جا رہے ہوں، ہاتھ، پاؤں اور جسم کو زخموں سے چور چور کیا جا رہا ہو، نگاہوں کے سامنے آگ پر تپتے ہوئے تیل میں کسی کو ڈالا جا رہا ہو تو دنیا کا بڑے سے بڑا طاقتور

---

1 ۔۔۔ تفسیر ابن کثیر، پ ١٤، النحل، تحت الآیۃ: ١٠٦، ٤/٥٢١

انسان بھی ثابت قدم نہیں رہ سکتا، مگر قربان جائیے! حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اِستقامت پر کہ جس میں ذرہ بھر بھی کوئی کمی نہیں آئی، نہ ان غیر مسلموں کی دھمکیاں ڈرا سکیں، نہ ہی قید و بند کی تکلیفیں ایمان سے ہٹا سکیں۔ حق و صَدَاقت کا پیکر مصیبتوں کی کالی کالی گھٹاؤں سے بالکل نہ گھبرایا، خُدا و مصطفٰے سے سچی محبت کرنے والا دنیا کی آفتوں کو بالکل خاطر میں نہ لایا۔ بلکہ اس راہ میں پہنچنے والی ہر مصیبت کا خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کیا، دنیا کے مال اور حُسن و جمال کا لالچ بھی آپ کی استقامت میں کوئی کمی نہ لا سکا، حتی کہ آپ نے اسلام کی خاطر دنیاوی راحتوں پر ٹھوکر ماری اور بادشاہ کو عشق و محبّت سے بھرا ایسا خوبصورت جواب دیا کہ **"یہ تو ایک جان ہے اگر میرے جسم کے ہر ہر حصے میں ایک ایک جان ہوتی تو بھی اس کو راہِ خدا میں قربان کر دیتا"** جسے سُن کر بادشاہ بھی حیران و پریشان رہ گیا۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ ان اللہ والوں کو دین و ایمان پر کیسی استقامت حاصل تھی، لہٰذا ہمیں بھی اُن کاموں میں استقامت حاصل کرنی چاہیے، جن میں اللہ پاک اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رِضا ہو، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہو، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے، جن میں دینِ اسلام کی سربلندی ہو، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیئے کہ جس میں دُنیا میں آنے کا مقصد حاصل ہو سکے، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے، جن میں مُلک و مِلّت کا فائدہ ہو، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جو سنّتوں کے پھیلانے کا

سبب بنیں، ☆ ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جو نیکیوں کی طرف لے جانے والے ہوں، ☆ ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جو مسلمانوں کو گناہوں سے بچانے کا سبب بنیں، ☆ ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جو ہمارے ایمان کو مضبوط کریں، کیونکہ

یہی استقامت حقیقت میں کامیابی کا راز ہے، یہی استقامت خوف و غم سے رہائی کا وسیلہ ہے، یہی استقامت جنت میں لے جانے کا سبب ہے، یہی استقامت ایمان کی بنیاد ہے، یہی استقامت ایسی دولت ہے جس کی برکت سے دنیا میں عزت و شرف اور آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ہے، یہی اِستقامت جنت میں داخلے کا وسیلہ بنتی ہے۔ چنانچہ

اللہ کریم پارہ 24 سورۂ حٰمٓ اَلسَّجدَہ کی آیت نمبر 30 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۲۴، حم السجدة: ۳۰)

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اُس جنّت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

تفسیرِ صراطُ الجنان میں ہے: بے شک وہ لوگ جنہوں نے اللہ پاک کے ربّ ہونے اور اُس کی وحدانیّت کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ربّ صرف اللہ پاک ہے، پھر وہ اس اقرار اور اس کے تقاضوں پر ثابت قدم رہے ان پر اللہ پاک کی طرف سے فرشتے اُترتے ہیں اور انہیں یہ بشارت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم آخرت میں پیش آنے والے حالات سے نہ ڈرو اور اہل و عیال وغیرہ میں سے جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے اُس کا غم نہ کرو

اور اُس جنّت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے دنیا میں اللہ پاک کے رسولوں کی مقدّس زبان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔[1]

اِستقامت دِین پر مجھ کو عطا فرمائیے　　یَارَسولَ اللہ برائے آلِ یاسر یا نبی!

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۳۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ آیتِ کریمہ سے اِستقامت کی فضیلت و اہمیت معلوم ہوئی، کیونکہ صاحبِ استقامت ایمان والوں پر ربِّ کریم کے فرشتے نازل ہوتے ہیں، استقامت والی اسلامی بہن ہی ترقی کرتی ہے۔ استقامت والی اسلامی بہن کبھی ناکام نہیں ہوتی۔ استقامت والی اسلامی بہن اپنی مَحبوب اشیاء کی قربانی دینے میں بھی پیچھے نہیں رہتی، استقامت والی اسلامی بہن حالات دیکھ کر لڑکھڑاتی نہیں، استقامت والی اسلامی بہن تکالیف کے طوفانوں میں ڈگمگاتی نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ راہِ حق کو اپنانے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی کوشش کریں، کیونکہ یہی دونوں جہاں میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ آیئے! استقامت کا ذہن پانے کے لئے اس کی فضیلت پر دو (2) فرامینِ مُصطفٰے سنتی ہیں: چنانچہ

اِستقامت کے فضائل

ارشاد فرمایا: تمہارے بعد صبر کا زمانہ آئے گا جو شخص اس زمانے میں دین سے مضبوطی کے ساتھ چمٹ جائے گا اس کو تم میں سے پچاس شہیدوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔[2]

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ ۲۴، حم السجدہ، تحت الآیۃ:۸، ۳۰/ ۶۳۱

2 ... کنز العمال، کتاب الفتن والاھواء، باب الفتن والھرج، جز ۶، ۱۱/ ۵۳، حدیث: ۳۰۸۴۸

حضرت سفیان بن عبدُاللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے روایت ہے: میں نے نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: مجھے اسلام کی کوئی ایسی جامع بات بتا دیجئے کہ پھر مجھے کسی اور سے اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ تو نبیِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ** یعنی کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ دوسری حدیثِ پاک میں بظاہر دو الفاظ ہیں: ”اِیمان“ اور ”اِستقامت“ مگر اصل میں یہ ایک ہی حقیقت کی دو مختلف تعبیریں ہیں۔ کیونکہ ایمان دعویٰ ہے تو استقامت اس پر دلیل ہے۔ ایمان ربِّ کریم کی وحدانیت کا اقرار ہے تو استقامت اس کا مَظہر ہے۔ ایمان ربِّ کریم کی بندگی کا نام ہے تو اِستقامت اس کی حقیقی تعبیر ہے۔ ایمان مومن مرد و عورت کی شان ہے تو اِستقامت اس کا وقار ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہر نیک کام میں استقامت حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ آیئے! استقامت کی تعریف سنتے ہیں: چنانچہ

اِستقامت کی تعریف

علامہ شریف جُرجانی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: گناہوں سے بچتے ہوئے نیک اعمال کی پابندی کرنا اِستقامت کہلاتا ہے۔[2]

---

1 ... مسلم، کتاب الایمان، باب جامع اوصاف الاسلام، ص۴۶، حدیث: ۱۵۹

2 ... التعریفات للجرجانی، باب الالف، تحت اللفظ: الاستقامة، ص ۲۰

استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یقیناً استقامت کی تعریف اور اس کی اہمیت کو سن کر ہمارے دل میں بھی استقامت حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہوئی ہو گی، کیونکہ استقامت ایک ایسا درجہ ہے جس کے ذریعے مقصد میں کامیابی نصیب ہوتی ہے، جس کام میں استقامت نہیں ہوتی وہ کام کبھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا، استقامت نیکیوں کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ ہے، جو اسلامی بہن اپنے کام میں استقامت اختیار نہیں کرتی اس کی کوشش ضائع ہو جاتی ہے اور اس کی محنت کا وہ پھل نہیں ملتا جس کی اسے تمنا و خواہش ہوتی ہے۔ جو اسلامی بہن اِستقامت سے محروم ہوتی ہے وہ کبھی بھی اپنے موجودہ مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ مشہور مقولہ ہے:

اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ یعنی استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

حضرت اَبُو علی جوزجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِستقامت اختیار کرو، کرامت کے طلب گار نہ بنو، کیونکہ تمہارا نفس کرامت کی طلب میں ہے جبکہ تمہارا ربّ تم سے اِستقامت کا مطالبہ فرماتا ہے۔[1]

اِستقامت حاصل کرنے کے طریقے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! کئی اسلامی بہنیں یہ شکوہ کرتی نظر آتی ہیں کہ ہم عمل تو شروع کر لیتی ہیں لیکن اس میں استقامت حاصل نہیں کر پاتیں، مثلاً کوئی اسلامی بہن نمازوں کی پابندی پر استقامت حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن چند دن کے بعد

---

1 . . . الرسالة القشيرية، باب الاستقامة، ص ۲۴۰

سُستی ہو جاتی ہے۔ کوئی اسلامی بہن تلاوتِ قرآن پر استقامت حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن کچھ دن کے بعد پابندی نصیب نہیں ہوتی۔ آیئے! ان امور پر استقامت حاصل کرنے کے طریقے سنتی ہیں۔

(1) سچی نیّت

یاد رکھئے! کسی بھی نیک عمل پر استقامت پانے کے لیے سب سے پہلے استقامت کی سچی نیت یعنی دل میں استقامت حاصل کرنے کا پختہ ارادہ ہونا بہت ضروری ہے جب تک پختہ اِرادہ نہیں ہو گا اس وقت تک اِستقامت کا حصول بہت مشکل ہے اور جب نیّت مضبوط ہو جاتی ہے تو پھر استقامت حاصل ہو جاتی ہے۔

(2) بارگاہِ الٰہی میں دُعا

کسی بھی نیک عمل کو شروع کرنے سے پہلے ربِّ کریم کی بارگاہ میں اس پر استقامت کی دعا مانگئے کہ دُعا دُنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، دعا ربِّ کریم کے قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، دُعا ربّ کریم کی بارگاہ سے مُرادیں پانے کا سبب ہے، دعا بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا بہترین وظیفہ ہے۔ دعا مَصائِب و مُشکِلات کے حل کا نہایت آسان ذریعہ ہے، دُعا مانگنا ربِّ کریم کے پیارے بندوں کا طریقہ ہے، دعا ایک بہترین عبادت ہے، دُعا مانگنا پیارے آقا، مدینے والے مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت ہے اور دُعا گنہگار بندوں کے حق میں بہت بڑی نعمت و سعادت بھی ہے، دعا کسی عمل میں کامیابی پانے کا ذریعہ ہے، دعا مومن کا ہتھیار ہے اور جنگ بغیر ہتھیار کے لڑنا

سمجھداری کا کام نہیں اور جنگ بھی وہ جو شیطان جیسے خطرناک دشمن کے خلاف ہو۔ لہٰذا کسی بھی نیک عمل پر استقامت حاصل کرنے کے لئے دعا کی عادت بنانی چاہئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

(3) میانہ روی اختیار کریں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم استقامت حاصل کرنے کے طریقے سن رہی تھیں، کسی بھی مقصد میں استقامت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جس عمل کو شروع کریں اس میں ابتداءً جلدی نہ کریں بلکہ اس میں میانہ روی اختیار کریں، پھر آہستہ آہستہ اس میں اضافہ کرتی جائیں، کیونکہ جلد باز انسان بہت جلد ہی ہمت ہار جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کام میں استقامت حاصل نہیں ہوتی ہے، لہٰذا اگر آپ استقامت حاصل کرنا چاہتی ہیں تو اس کام میں میانہ روی اختیار کریں، مثلاً کوئی اسلامی بہن روزانہ تلاوتِ قرآن کرنے پر استقامت حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ابتداءً ایک، دو رکوع کی تلاوت کی عادت بنائے پھر اسی پر عمل کرتی رہے، جب دیکھے کہ اب یہ میرا معمول بن چکا ہے تو مزید ایک رکوع کا اضافہ کر دے اور روزانہ کچھ نہ کچھ بڑھاتی جائے تو اس طرح استقامت پانے میں کامیابی حاصل ہو جائے گی اور تلاوتِ قرآن کریم کی عادت بن جائے گی۔

دے شوقِ تلاوت دے ذَوقِ عبادت رہوں باوُضو میں سدا یاالٰہی

(وسائل بخشش مرمم، ص ۱۰۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

(4)بزرگوں کی سیرت پر عمل کریں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! نیک اعمال پر استقامت حاصل کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ بزرگانِ دین کی سیرت کا مطالعہ کرنا اور ان اللہ والوں کی سیرت پر عمل کرنا بھی ہے، کیونکہ دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کو استقامت کا عملی نمونہ اور زندگی کے ہر معاملے میں اپنے ربِّ کریم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے، یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنے کے باوجود بھی ایمان پر ثابت قدم رہے، ان مقدّس ہستیوں کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں، کبھی جسم پر کوڑے مارے جاتے تو کبھی کئی کئی دن تک بھوکا رکھا جاتا، کبھی تپتے ہوئے صحرا میں لٹا کر جسم پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے تو کبھی پاؤں میں زنجیریں ڈال دی جاتی تھیں، کبھی گلے میں رسی ڈال کر کھینچا جاتا تو کبھی پاؤں سے ٹھوکریں ماری جاتیں، کبھی سولی پر چڑھایا جاتا تو کبھی آگ پر تپتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جاتا، مگر پھر بھی یہ اللہ والے ایمان اور محبّتِ رسول میں ثابت قدم رہے۔ آیئے! ان کی ایمان پر استقامت کا ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

سفید زخموں کے نشان

ایک مرتبہ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْن حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی نظر حضرت خَبّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی پیٹھ پر گئی، آپ نے دیکھا کہ ساری پیٹھ پر سفید سفید زخموں کے نشان ہیں۔ تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے پوچھا: اے خباب! یہ تمہاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے جواب دیا: اے اَمِیْرُالْمُومِنِین آپ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات

ہے جب آپ ننگی تلوار لے کر حضور رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے کے لئے دوڑتے پھرتے تھے۔ اس وقت ہم نے محبّتِ رسول کا چراغ اپنے دل میں جلایا اور مسلمان ہوئے۔ اس وقت غیر مسلموں نے مجھ کو آگ کے جلتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا، میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا، مگر ربِّ کریم کی قسم! جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے زبان سے کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" نکلا۔ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: اے خباب! قمیص اٹھاؤ! میں تمہاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدّس ہے جو محبّتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بدولت آگ میں جلائی گئی ہے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ذرا سوچئے! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اسلام کی سَربُلندی کیلئے کیسی کیسی قربانیاں دیں، طرح طرح کی اذیتوں کو برداشت کیا، مگر پھر بھی ان کے صبر و استقامت میں کوئی کمی نہیں آئی، یہی وجہ ہے کہ صدیاں گُزرنے کے بعد بھی ان کی عظیم قُربانیوں اور ایمان پر ثابت قدمی کے چرچے ہر طرف گُونج رہے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت موجیں مار رہی ہے، لوگ اپنے بچوں کے نام ان کے ناموں کی نسبت سے رکھتے نظر آتے ہیں، لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم صرف باتیں بنانے، فارغ بیٹھے رہنے، فُضولیات میں وقت گنوانے اور حیلے بہانے تراشنے کے بجائے عملی طور پر ان اللہ والوں کے نقشِ قدم پر چلیں، ربِّ کریم کی ذات پر بھروسا کرکے اپنے اندر دِین کی خاطر قُربانیاں دینے اور اس راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر

1...الطبقات لابن سعد، رقم: ۴۳، خباب بن الارت، ۳/۱۲۳ ماخوذا

کرکے استقامت کی پیکر بنیں۔

مگر افسوس صد افسوس! فی زمانہ اگر ہم غور کریں تو ہمیں گناہوں پر اِستقامت حاصل ہے، ☆غیبت و چغلی کرنے پر استقامت حاصل ہے، ☆دوسری اسلامی بہنوں کی دل آزاری کرنے پر استقامت حاصل ہے، ☆دوسری اسلامی بہنوں کے بارے میں بد گمانی کرنے پر استقامت حاصل ہے، ☆گانے باجے، فلمیں ڈرامے دیکھنے پر استقامت حاصل ہے، ☆گالیاں دینے اور لڑائی جھگڑے کرنے پر استقامت حاصل ہے، ☆فرائض وواجبات کو چھوڑنے پر استقامت حاصل ہے، ☆گھنٹوں گھنٹوں فضول گفتگو کرنے، ڈائجسٹ اور ناول پڑھنے پر استقامت حاصل ہے، ☆انگلش سیکھنے اور بولنے پر استقامت حاصل ہے، مگر نیک اعمال کرنے پر استقامت حاصل نہیں، ☆نمازوں کی پابندی پر استقامت حاصل نہیں، ☆نیکی کی دعوت دینے پر استقامت حاصل نہیں، ☆تلاوتِ قرآن کرنے پر اِستقامت حاصل نہیں۔

یاد رکھئے! تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے نیک اعمال پر استقامت حاصل کرنے کوشش کی تو اللہ پاک نے انہیں ایسا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ کسی کو صحابی ہونے کا مقام و مرتبہ نصیب ہوا تو کسی کو تابعین میں سب سے افضل ہونے کا مقام مِلا۔ کسی کو تمام اولیا کی سرداری نصیب ہوئی تو کسی کو اپنے وقت کا مجدِّد ہونے کا منصب نصیب ہوا۔ کسی کو وقت کے اِمام ہونے کا منصب ملا تو کسی کو محدّث ہونے کا منصب نصیب ہوا اور قیامت تک آنے والوں کے دِلوں میں ان کی محبّت بیدار رہے گی، آیئے! اللہ والوں کی استقامت کے چند مختصر واقعات سنتی ہیں: چنانچہ

اَمِیْرُالْمُومِنِین حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے تلاوتِ قرآن پر ایسی استقامت حاصل کی کہ مکمل قرآنِ کریم ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔[1]

امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے کم بولنے پر ایسی استقامت حاصل کی کہ کبھی دشمن کی بھی غیبت نہیں کی۔[2]

غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے نیک اعمال پر ایسی استقامت حاصل کی کہ 40 سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ جب بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بے وضو ہوتے تو اُسی وقت وضو فرما کر (2) رکعت نمازِ نفل پڑھ لیا کرتے تھے۔[3]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم استقامت کے حوالے سے بیان سن رہی تھیں، جس طرح ہمارے بزرگانِ دین راہِ خدا میں آنے والی مصیبتوں اور تکلیفوں کے باوجود صبر واستقامت کے پیکر بنے رہے اسی طرح صحابیات اور خواتینِ اسلام نے بھی اس راہ میں کئی اذیتوں کو برداشت کیا، اپنے گھر بار لُٹا دیئے، خون کے رشتوں کو خوشی خوشی موت کے حوالے کر دیا، اپنی آبائی سرزمین کو چھوڑ کر دُور کہیں جا کر بسنا پڑا تو بھی ان کے حَوصلے کبھی پَست نہ ہوئے، انہیں تپتے صَحْرَاؤں میں لٹایا گیا، دہکتے کوئلوں پر سلایا گیا، لوہے کے لِباس پہنا کر سُورج کی گرمی کا مزہ چکھایا گیا، ان کے بچوں اور اہلِ خانہ کو نظروں کے سامنے سُولی پر لٹکایا گیا، مگر پھر بھی ان کی استقامت میں کوئی

---

1 ...المستطرف، ۱/۳۴

2 ...تاریخ بغداد، رقم: ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفة، ۳۶۱/۱۳

3 ...بهجة الاسرار، ذکر طریقه، ص ۱۶۴

فرق نہیں آیا، آیئے! ترغیب کے لئے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

حضرتِ سُمَیَّہ کی استقامت

مکتبۃُ المدینہ کے رسالے **"صحابیات اور دین کی خاطر قربانیاں"** کے صفحہ 2 پر ہے: رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب حضرتِ سُمَیَّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کو اپنے بیٹے حضرتِ عمّار رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور شوہر حضرتِ یاسر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سمیت **مکہ مُکرَّمہ** کے تپتے ہوئے صحرا میں ایذائیں پاتے دیکھتے تو اِرشاد فرماتے: **صَبْرًا یَا آلَ یَاسِر** یعنی اے آلِ یاسر! صبر کرو! **مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃُ** تمہارے لیے جنّت کا وعدہ ہے۔ اہلِ مکّہ بِالخُصُوص دشمنِ اسلام ابوجہل نے کون سا ستم ہے جو ان پر نہ کیا، اسے بس اسی بات سے سمجھ لیجئے کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کو لوہے کی زِرہ پہنا کر سخت دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ذرا تصوُّر کیجئے! عَرب میں سُورج کی تَپِش اور اس پر لوہے کے آگ برساتے لِباس میں حضرتِ سُمَیَّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کا کیا حال ہوتا ہو گا، مگر قُربان جائیے! اس شہیدۂ اوّل کی عَظمت واِستِقامت پر! آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحبّت اس طرح گھر کر چکی تھی کہ اتنی سَخت تکالیف کے باوُجود آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا نے اسلام کا دامن نہ چھوڑا، بلکہ ڈَٹ کر اِن مُشکل حالات کا مُقابَلہ کیا، آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کے اس صَبر واِستِقامت میں ہمارے لئے درس ہے۔

مگر افسوس! فی زمانہ ہم چھوٹی چھوٹی تکلیفوں اور پریشانیوں کی وجہ سے دلبرداشتہ ہو کر نیک اعمال میں ثابت قدم نہیں رہتیں، کبھی فرائض وواجبات میں سستی کرتی ہیں تو کبھی

---

1 . . . الاصابۃ، رقم ۱۱۳۴۲، سمیۃ بنت خباط، ۸/۲۰۹۔ اسد الغابۃ، رقم ۷۰۱۴، سمیۃ ام عمار، ۷/۱۶۷ ماخوذا

کسی کی بات سُن کرنیکی کی دعوت دینے جیسی عظیم نیکی کو چھوڑ دیتی ہیں، کبھی رشتہ داروں اور سہیلیوں کی باتوں کی وجہ سے تلاوتِ قرآن کی عادت چھوڑ دیتی ہیں تو کبھی گھر والوں کی باتوں سے دل چھوٹا کر کے سنتوں سے دور ہو جاتی ہیں، الغرض فی زمانہ! سہیلیوں، گھر والوں اور دیگر رشتہ داروں کی باتوں کی وجہ سے ہماری ہمت ٹوٹ جاتی ہے، ہم نیک اعمال اور سنتوں کو چھوڑتی نظر آتی ہیں۔ اے کاش کہ ہمیں نیک اعمال پر استقامت حاصل ہو جائے۔ آیئے! مل کر دعا کرتی ہیں:

عبادت میں گزرے مِری زندگانی　　کرم ہو کرم یا خُدا یا الٰہی!

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم نے حضرت سُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی ایمان پر استقامت کا واقعہ سنا جس سے ہمارا بھی نیک اعمال پر استقامت پانے، راہِ خدا میں آنے والی آزمائشوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کے باجود صبر و استقامت پر قائم رہنے اور ایمان پر ثابت قدم رہنے کا ذہن بنا ہو گا مگر ہم چند دن نیک اعمال کر کے پھر سے دور ہو جاتی ہیں، ہمیں ان اعمال پر استقامت حاصل نہیں ہوتی، آخر وہ کونسی چیزیں ہیں جو اس راہ میں رکاوٹیں ہیں، آیئے! ان چیزوں کے بارے میں سنتی ہیں۔

استقامت کی راہ میں رکاوٹیں

یادرکھئے! یوں تو ایمان و عمل پر ثابت قدمی سے رکاوٹ بننے والی کئی چیزیں ہیں۔ مثلاً (1) علمِ دین کا نہ ہونا۔ (2) زبان کی حفاظت نہ کرنا۔ (3) گناہوں کے ذریعے

اپنی جانوں پر ظلم کرنا۔ (4) بری سہیلیوں کی صحبت اختیار کرنا۔ (5) نفسانی خواہشات کی لذت حاصل کرنے کی حرص ہونا۔ (6) مصائب وآلام اور آزمائشوں پر صبر نہ کرنا۔ (7) اللہ پاک کی رحمت سے مایوس ہونا۔ (8) لمبی امیدیں رکھنا۔ (9) اور استقامت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ دنیاوی مَحبّت ہے۔[1]

کیونکہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر انسان آخرت کو بھول جاتا ہے، دنیا کی محبت میں انسان گناہوں کی دلدل میں گرتا چلا جاتا ہے، دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر انسان حلال و حرام میں تمیز کرنا چھوڑ دیتا ہے، دنیا کی مَحَبَّت اور اس کے فریب میں آ کر انسان اپنے ربِّ کریم کی نافرمانی کرتا ہے، دنیا کی محبت تمام گناہوں کی بنیاد ہے، جو اسلامی بہن دنیا کی محبّت میں مبتلا ہو جاتی ہے وہ اپنی آخرت کو بھول جاتی ہے، آیئے! اپنے دل میں دنیا سے بے رغبتی بڑھانے، نیک اعمال پر استقامت کا جذبہ بڑھانے اور اپنے دل میں فکرِ آخرت کا جذبہ اُجاگر کرنے کے لئے دو (2) فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنئے اور نَصیحت و عبرت حاصل کیجئے، چنانچہ

دنیا سے بے رغبتی کے فضائل

ارشاد فرمایا: جو ہمیشہ دنیا کی فکر میں مبتلا رہے (اور دین کی پروا نہ کرے گا) تو اللہ پاک اس کے تمام کام پریشان کر دے گا اور اس کی مُفلسی ہمیشہ اس کے سامنے رہے گی اور اسے دُنیا اتنی ہی ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے اور جس کی نِیَّت آخرت کی جانب ہو گی تو اللہ کریم اس کی دل جمعی کے لئے اس کے تمام کام دُرُست فرما دے گا اور اس

1... تفسیر صراط الجنان، پ ۱۲، ہود، تحت الآیۃ: ۱۱۲، ۴/ ۵۰۶ بتغیر

کے دل میں دُنیا کی بے پروائی ڈال دے گا اور دنیا اس کے پاس خود بخود آئے گی۔[1]

ارشاد فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے مَحبَّت کی اس نے اپنی آخرت کو نُقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے مَحبَّت کی اس نے اپنی دُنیا کو نُقصان پہنچایا، لہٰذا تم فنا ہونے والی (دنیا) پر باقی رہنے والی (آخرت) کو ترجیح دو۔[2]

بیان کردہ حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ دُنیا و آخرت دونوں کی مَحبَّت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی، دنیا آخرت کی ضِد ہے۔ امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: ایمان کا کم تَر درجہ یہ ہے کہ انسان جان لے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دُنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے دنیا میں مشغول نہ ہو جائے۔[3]

دل مرا دُنیا پہ شَیدا ہو گیا اے مِرے اللہ یہ کیا ہو گیا
کچھ مرے بچنے کی صُورت کیجئے اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا

(ذوقِ نعت، ص ۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دُنیا کی محبت سے پیچھا چھڑانے، فکرِ آخرت کا ذہن بنانے اور نیکیوں پر استقامت پانے کے لیے اچھے ماحول کا ہونا بہت ضروری ہے۔

---

1 . . . ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، ۴/۴۲۴، حديث: ۴۱۰۵

2 . . . مسند امام احمد، مسند الكوفيين، ۷/۱۶۵، حديث: ۱۹۷۱۷

3 . . . مرآۃ المناجیح، ۷/۱۸ ملتقطا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول دیگر کئی گناہوں سمیت دنیا کی محبت دل سے نکالنے اور نیکیوں پر ثابت قدم رہنے کا ذہن دیتا ہے، آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے، دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی عادت بنائیے اور غور و فکر کرنے کے طریقوں پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنواریئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1]

توکل و قناعت کے اصول

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! توکل و قناعت کے بارے میں چند نکات سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ پہلے 2 فرامینِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) فرمایا: قناعت کبھی نہ خَتْم ہونے والا خزانہ ہے۔[2] (2) فرمایا: بے شک کامیاب ہو گیا وہ شخص جو اِسلام لایا اور اُسے بَقدرِ کِفایت رِزْق دِیا گیا اور اللہ پاک نے اُسے جو کچھ دِیا اُس پر قناعت بھی عطا فرمائی۔[3] ☆ انسان کو جو کچھ اللہ پاک کی طرف سے مِل جائے

---

1 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۵۵، حدیث: ۱۷۵

2 . . . الزھد للبیھقی، الجزء الاول من کتاب . . . الخ، ص۸۸، حدیث: ۱۰۴

3 . . . مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعة، ص۴۰۶، حدیث: ۲۴۲۶

اس پر راضی ہو کر زندگی بسر کرتے ہوئے حرص اور لالچ کو چھوڑ دینے کو قناعت کہتے ہیں۔[1] ☆روز مرّہ اِستِعْمال ہونے والی چیزوں کے نہ ہونے پر بھی راضی رہنا قناعت ہے۔[2] ☆توکل کے تین درجے ہیں(۱) اللہ پاک کی ذات پر بھروسا کرنا(۲) اس کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا۔(۳) اپنا ہر معاملہ اس کے سپرد کر دینا۔[3] ☆دُنیاوی چیزوں میں قَناعت اور صَبْر اچھا ہے مگر آخِرت کی چیزوں میں حرِص اور بے صَبْری اعلیٰ ہے، دِین کے کسی دَرَجہ پر پہنچ کر قناعت نہ کرلو آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔[4] لالچ بہت ہی بُری خَصلَت اور نِہایَت خراب عادت ہے، اللہ پاک کی طرف سے بندے کو جو رِزْق و نعمت اور مال و دَولت یا جاہ (یعنی عزّت) و مَرتبہ مِلا ہے، اُس پر راضی ہو کر قناعت کرلینی چاہئے۔[5] ☆جس کی للچائی نظریں لوگوں کے قبضے میں مال کو دیکھتی رہیں وہ ہمیشہ غمگین رہے گا۔[6] ☆بلعم بن باعوراء جو بہت بڑا عالم اور مستجاب الدعوات تھا، حرص و لالچ نے اسے دنیا و آخرت میں تباہ و برباد کر دیا۔[7] ☆اللہ پاک فرماتا ہے: وہ شخص میرے نزدیک سب سے زیادہ مالدار ہے جو میری دی ہوئی چیز پر سب سے زیادہ قناعت کرنے والا ہے۔[8] ☆اگر انسان کے پاس مال کی دو (2) وادِیاں بھی ہوں تو وہ

1...جنتی زیور، ص۱۳۶بتغیر قلیل

2...التعریفات للجرجانی، باب القاف، تحت اللفظ: القناعة، ص۱۲۶

3...الرسالة القشيرية، ص۲۰۳

4...مرآۃ المناجیح، ۷/۱۱۲

5...جنتی زیور، ۱۱۰ ملخصا

6...الرسالة القشيرية، ص۱۹۸

7...ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۳۶۷ ماخوذا

8...ابن عساکر، رقم ۷۷۴۰، موسیٰ بن عمران، ۶۱/۱۳۹ ملخصا

تیسری وادی کی تمنّا کرے گا اور اِبنِ آدم کے پیٹ کو قبر کی مِٹّی کے سِوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔[1]

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

1 . . . مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لو ان لابن آدم . . . الخ، ص ۴۰۴، حدیث: ۲۴۱۵

بیان:19 ہر مُبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُودِ پاک کی فضیلت

آمنہ کے دلبر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زِیادہ میرے قَریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زِیادہ مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا ہوگا۔ (1)

کعبے کے بدر الدُّجیٰ تم پہ کروروں دُرُود طیبہ کے شمسُ الضُّحیٰ تم پہ کروروں دُرُود

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثواب کی خاطر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (2)

مدنی پھول: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

1 . . . ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی، ۲/۲۷، حدیث:۴۸۴

2 . . . معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث:۵۹۴۲

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیّتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کیئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلمِ دِین کی تَعظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کیلئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج کے ہمارے بیان کا موضوع ہے "**صفائی کی اہمیت**" ڈرائیور کی موت کی وجہ کیا بنی؟ گندگی کے کیا کیا نقصانات ہیں اور گندا رہنا کن کن چیزوں سے دوچار کر سکتا ہے؟ صفائی کے بارے میں اسلام ہمیں کیا تعلیم ارشاد فرماتا ہے؟ قرآن و احادیث میں صفائی ستھرائی کی کیا اہمیت بیان ہوئی ہے؟ کھانے سے پہلے اور بعد کے وضو کی کیا کیا برکتیں ہیں؟ کچرے کے ڈھیر میں لگنے والی آگ نے کیا

تباہی مچائی، دل کی صفائی کس قدر ضروری ہے؟ یہ تمام چیزیں اِنْ شَآءَ اللہ آج کے بیان میں ہم سنیں گی۔ اللہ پاک ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ سننے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

آئیے! سب سے پہلے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

ڈرائیور کی پُراسرار موت

ایک دن زید اپنے قریبی دوستوں کے ساتھ بذریعہ کار کہیں جارہا تھا، کار فراٹے بھرتی ہوئی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی کہ زید کو راستے میں ایک ہوٹل نظر آیا، زید نے گاڑی ہوٹل پہ لگائی اور اپنے دوستوں سے کہا: ہمارا سفر کافی لمبا ہے، کھانے کا وقت بھی ہو چکا ہے، مجھے تو بہت بھوک لگی ہے لہٰذا اگر ہم اس ہوٹل پر رُک کر کچھ کھا پی لیں گے تو ہمارا بقیہ سفر اچھا گزرے گا، آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ سب نے کہا: ٹھیک ہے، چنانچہ سب دوست کار سے اُتر گئے، زید نے دوستوں کو کہا آپ لوگ چلیں میں کار کو لاک کر کے آتا ہوں، چنانچہ سب دوست ہوٹل (Hotel) کی جانب چل دیئے، زید نے جلدی جلدی کار کو لاک کیا اور وہ بھی سیدھا ہوٹل کی جانب چل دیا، آتے ہی سب نے پہلا کام یہ کیا کہ ہاتھ منہ وغیرہ دھوئے اور خالی نشستوں پر بیٹھ گئے، زید نے مشورہ کر کے کھانے کا آرڈر دیا، کھانا آگیا اور سب دوست کھانا کھانے میں مصروف ہوگئے، کھانے سے فراغت کے بعد زید کاؤنٹر پر آیا اور بل ادا کر کے ہوٹل سے نکل ہی رہا تھا کہ اِسی دوران اچانک ہوٹل میں بھگدڑ مچ گئی، کیا دیکھا کہ لوگ حیرانی و پریشانی کے عالم

میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں، زید اور اس کے دوست کافی حیران تھے کہ ابھی تو یہاں سب کچھ ٹھیک تھا یہ اچانک سب کو کیا ہو گیا، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کچھ دیر پہلے ایک ٹرک ڈرائیور نے اس ہوٹل میں کھانا کھایا اور کھانے کے فوراً بعد وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ دوسرے کئی لوگوں نے بھی اُس ہوٹل میں کھانا کھایا، خود زید اور اس کے دوستوں نے بھی تو اسی ہوٹل میں کھانا کھایا تھا مگر ان میں سے کسی کو کچھ بھی نہیں ہوا۔ تحقیق شروع ہوئی، کسی نے بتایا کہ ڈرائیور نے کھانے سے پہلے ہوٹل کے قریب ٹرک کے ٹائر چیک کئے تھے، پھر ہاتھ دھوئے بِغیر اُس نے کھانا کھایا تھا۔ چُنانچہ ٹرک کے ٹائروں کو چیک کیا گیا تو اِنکِشاف ہوا کہ ٹائر کے نیچے ایک زَہریلا سانپ کُچلا گیا تھا جس کا زَہر ٹائر پر پھیل گیا اور وہ ڈرائیور کے ہاتھوں پر لگ گیا، ہاتھ نہ دھونے کے سَبَب کھانے کے ساتھ وہ زَہر پیٹ میں چلا گیا جو کہ ڈرائیور کی فوری موت کا سَبَب بنا۔

گندگی کے نقصانات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سُنا آپ نے! انسانی صحّت کے لئے صفائی سُتھرائی کتنی ضروری جبکہ گندگی کتنی خطرناک ثابت ہوتی ہے، ڈرائیور (Driver) کو زہریلے ہاتھ نہ دھونے کی وجہ سے موت کا شکار ہونا پڑا، لہٰذا اگر ہم اپنے آپ کو ہلاکت و بربادی سے بچانا چاہتی ہیں، اگر ہم بیماریوں سے بچنا چاہتی ہیں، اگر ہم جراثیم کے حملوں سے بچنا چاہتی ہیں، اگر ہم اپنی صحت کو غنیمت اور نعمت سمجھتی ہیں، اگر ہم ڈاکٹروں اور حکیموں کی بھاری فیسوں کے بوجھ سے بچنا چاہتی ہیں، اگر ہم ہسپتالوں کے چکر نہیں لگانا چاہتیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم صاف ستھرا رہنے کی ہر ممکن کوشش کریں، کیونکہ گندگی انسانی صحت

کی دشمن ہے، گندگی وقت سے پہلے انسان کو بوڑھا کر دیتی ہے، گندگی بیماریوں کو لاتی ہے، گندگی موت کے قریب کر دیتی ہے، گندگی ڈاکٹروں اور دواؤں کا محتاج کروادیتی ہے، گندگی چیزوں کو وقت سے پہلے ہی پُرانا کر دیتی ہے، گندگی مچھروں کی پیدائش کا سبب ہے، گندگی معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ لیتی ہے، گندگی دینی کاموں میں رکاوٹ کا باعث بن جاتی ہے، صفائی کا خیال نہ رکھنے والی اپنا وقار کھو دیتی ہے، صفائی کا خیال نہ رکھنے والی کی کوئی عزت نہیں ہوتی، صفائی کا خیال نہ رکھنے والی ترقی نہیں کر پاتی، صفائی کا خیال نہ رکھنے والی احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جاتی ہے، اَلْغَرَض! گندگی بہت سی خرابیوں کا مجموعہ ہے اور صفائی کا خیال نہ رکھنے والی کسی بھی طرح لائقِ تعریف نہیں۔

بیان کردہ واقعے سے یہ نکتہ بھی معلوم ہوا! جب بھی کھانا کھایا جائے تو یاد کر کے کھانے کا وضو ضرور کر لینا چاہئے یعنی اچھی طرح ہاتھ، منہ کا اگلا حصہ ضرور دھو لینا چاہئے اور کلی بھی کر لی جائے، اس لئے کہ ہم روزانہ ان ہاتھوں سے بیسیوں کام کرتی ہیں، جس کے سبب میل کچیل، بے شمار جراثیم ہمارے ہاتھوں سے چمٹ جاتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کھانے کا وضو کرنے کی برکت سے نہ صرف ہمارے ہاتھ منہ وغیرہ کی صَفائی ہو جاتی ہے بلکہ ہمیں کئی بیماریوں اور جراثیم سے بھی تحفُّظ (Protection) حاصِل ہو جاتا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں تو باقاعدہ اس کی ترغیبیں بھی موجود ہیں۔ آیئے! ترغیب کے لئے 5 فرامینِ مُصْطفٰے سنتی ہیں، چنانچہ

کھانے سے پہلے اور بعد کے وضو کے فضائل

1. ارشاد فرمایا: کھانے سے پہلے اور بعد میں وُضو کرنا مُحتاجی کو دُور کرتا ہے اور یہ رسولوں

عَلَیہِمُ السَّلَام کی سُنّتوں میں سے ہے۔[1]

2. ارشاد فرمایا: جو یہ پسند کرے کہ اللہ کریم اُس کے گھر میں خیر (یعنی بھلائی) زِیادہ کرے تَو جب کھانا حاضِر کیا جائے، وُضُو کرے اور جب اُٹھایا جائے اُس وَقت بھی وُضُو کرے۔[2]

3. ارشاد فرمایا: کھانے سے پہلے وُضُو کرنا ایک نیکی اور کھانے کے بعد کرنا دو نیکیاں ہیں۔[3]

4. ارشاد فرمایا: کھانے سے پہلے اور بعدِ وُضُو (یعنی ہاتھ اور منہ کا اگلا حصہ دھونا) رزق میں کُشادگی کرتا اور شیطان کو دُور کرتا ہے۔[4]

5. ارشاد فرمایا: کھانے میں بَرَکت کا ذریعہ اس سے پہلے وضو کرنا (یعنی دونوں ہاتھ گٹّوں تک دھونا) ہے اور اس کے بعد (یعنی کھانے کے بعد) وضو کرنا ہے۔[5]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یہاں یہ بات ذِہن نشین رہے کہ کھانے کے وُضُو سے مُراد نَماز والا وُضُو نہیں بلکہ اِس سے مراد دونوں ہاتھ گٹّوں تک اور منہ کا اگلا حصّہ دھونا اور کُلّی کرنا ہے۔ حکیمُ الامّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تَوریت شریف میں دو بار ہاتھ دھونے کُلّی کرنے کا حکم تھا، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مگر قوم کے شریروں نے صِرف بعد والا باقی رکھا، پہلے کا ذِکر مٹا دیا۔

---

1 . . . معجم اوسط، ۲۳۱/۵، حدیث: ۷۱۶۶

2 . . . ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب الوضوء عند الطعام، ۹/۴، حدیث: ۳۲۶۰

3 . . . جامع صغیر، ص ۵۷۴، حدیث: ۹۶۸۲

4 . . . کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، باب الاول، جز ۱۵، ۱۰۶/۸، حدیث: ۴۰۷۵۵

5 . . . ترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی الوضوء . . . الخ، ۳۳۴/۳، حدیث: ۱۸۵۳ ملتقطا

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کُلّی کرنے کی ترغیب اِس لئے ہے کہ عُمُوماً کام کاج کی وجہ سے ہاتھ و دانت میلے ہو جاتے اور کھانے سے ہاتھ منہ چکنے ہو جاتے ہیں، لہٰذا دونوں وَقت صفائی کی جائے۔ کھانا کھا کر کُلّی کرنے والا اِنْ شَآءَ اللہ دانتوں کے مُوذی مرض پائرِیا (PHYORRHEA) سے محفوظ رہے گا، وُضُو میں مِسواک کا عادی دانتوں اور مِعدہ کے اَمراض سے بچا رہتا ہے۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد پیشاب کرنے کی عادت ڈالو اِس سے گُردہ و مَثانہ کے اَمراض سے حفاظت ہوتی ہے۔ بہُت مُجرَّب (یعنی آزمایا ہوا) ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! صفائی ستھرائی بہترین عادت ہے۔ امیری ہو یا غریبی، تندرستی ہو یا بیماری ہر حال میں صفائی ستھرائی عزت و وقار کی محافظ ہے۔ دینِ اسلام نے جہاں انسان کو کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک کرکے عزت و بلندی عطا کی وہیں ظاہری پاکیزگی، صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کی اعلیٰ تعلیمات کے ذریعے انسانیت کا وقار بلند کیا، بدن کی پاکیزگی ہو یا لباس کی ستھرائی، ظاہری شکل و صورت کی عمدگی ہو یا طور طریقے کی اچھائی، مکان اور ساز و سامان کی بہتری ہو یا سواری کی دھلائی اَلْغَرَض! ہر ہر چیز کو صاف ستھرا رکھنے کی دینِ اسلام میں تعلیم اور ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

سُتھرے لوگ اللہ کریم کو پسند ہیں

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ پسند رکھتا ہے بہت

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۶/ ۳۲ ملخصا

اَلْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾ (پ ۲، البقرہ: ۲۲۲) توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

جبکہ اَحادیثِ مُبارکہ میں بھی مختلف مقامات پر صفائی سُتھرائی کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ آیئے! اس ضمن میں 7 احادیثِ مبارکہ سنتی ہیں، چنانچہ

احادیث میں صفائی کی اَہَمِّیَّت

1. ارشاد فرمایا: اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ صفائی نصف ایمان ہے۔[1]
2. ارشاد فرمایا: بے شک اِسلام صاف ستھرا (دین) ہے تو تم بھی صفائی ستھرائی حاصل کیا کرو کیونکہ جنت میں صاف ستھرا رہنے والا ہی داخل ہو گا۔[2]
3. ارشاد فرمایا: جو چیز تمہیں مل جائے اس سے صفائی ستھرائی حاصل کرو، اللہ کریم نے اسلام کی بنیاد صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں صاف ستھرے رہنے والے ہی داخل ہوں گے۔[3]
4. ارشاد فرمایا: جو لباس تم پہنتے ہو اسے صاف ستھرا رکھو اور اپنی سواریوں کی دیکھ بھال کیا کرو اور تمہاری ظاہری ہیئت ایسی صاف ستھری ہو کہ جب لوگوں میں جاؤ تو وہ تمہاری عزّت کریں۔[4]

حضرت علامہ عبدُ الرؤف مُناوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر وہ چیز جس سے انسان نفرت و حقارت محسوس کرے اس سے

---

1 ... مسند امام احمد، مسند الکوفیین، ۶/۳۵۸، حدیث: ۱۸۳۱۵ ملتقطا

2 ... کنز العمال، کتاب الطھارۃ، باب الاول فی فضل الطھارۃ، جز ۹، ۵/۱۲۳، حدیث: ۲۵۹۹۶

3 ... جمع الجوامع، ۴/۱۱۵، حدیث: ۱۰۶۲۴

4 ... جامع صغیر، ص ۲۲، حدیث: ۲۵۷

بچا جائے خصوصاً حکمرانوں اور علمائے کرام کو ان چیزوں سے بچنا چاہئے۔[1]

5. ارشاد فرمایا: لازم ہے ہر مسلمان پر کہ ہر سات دن میں ایک دن غسل کرے جس میں سر و جسم دھوئے۔[2]

حکیمُ الاُمّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہاں ایک دن سے مراد جُمعہ کا دن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن غسل کرلینا چاہیئے تاکہ بدن بھی صاف ہو جائے اور کپڑے بھی اور جمعہ کی بھیڑ میں مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو، چونکہ سر میں میل جوئیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر کیا ورنہ جسم میں یہ بھی داخل تھا۔ غسل میں کلی اور ناک میں پانی لینا اور تمام جسم کا دھونا ہمارے ہاں فرض ہے۔[3]

6. حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے یہاں تشریف لائے، ایک شخص کو پَراگندہ سر دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، ارشاد فرمایا: کیا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کرلے اور دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی جس سے کپڑے دھولے۔[4]

7. حضرت عطاء بن یسار رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: رَسولِ اَکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں

1... فیض القدیر، ۱/۲۴۹، تحت الحدیث:۲۵۷ ملخصا

2... بخاری، کتاب الجمعۃ، باب ھل علی من لم یشھد... إلخ، ۱/۳۱۰، حدیث:۸۹۷

3... مرآۃ المناجیح، ۱/۳۴۵تا۳۴۶ ملتقطا

4... ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی غسل الثوب و فی الخلقان، ۴/۷۲، حدیث:۴۰۶۲

تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کی طرف اشارہ کیا، گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ شخص درست کرکے واپس آیا تو نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔ (1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا! صفائی اللہ کریم کو پسند ہے، صفائی رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پسند ہے، صفائی انسان کو جنت میں داخل کرے گی، صفائی پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے، صفائی انسان کو عزّت بخشتی ہے اور صفائی کا اہتمام نہ کرنے والے کو رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سمجھایا ہے، لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنے جسم اور لباس وغیرہ کو نجاست سے پاک رکھنے کے ساتھ ساتھ میل کچیل وغیرہ سے بھی صاف رکھے۔ اپنے سر کے بالوں کو بھی درست رکھے۔ ناخن (Nails) بھی زیادہ نہ بڑھنے دے کہ ان میں میل کچیل بھر جاتا ہے، پھر وہ کھانے وغیرہ کے ساتھ پیٹ کے اندر پہنچتا رہتا ہے جس کے سبب طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہوسکے تو ہر جمعہ کو غسل اور صفائی کا اہتمام کیجئے اور ناخن وغیرہ کاٹ لیجئے، ☆ لیکن دانت سے ناخن نہیں کاٹنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور

---

1 ... موطا امام مالک، کتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، ۲/۴۳۵، حدیث: ۱۸۱۹

اس سے مرضِ برص پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔[1] ☆ لمبے ناخن شیطان کی نشست گاہ ہیں۔یعنی ان پر شیطان بیٹھتا ہے۔[2] ☆ ناخن یا بال وغیرہ کاٹنے کے بعد دفن کر دینا چاہیے۔بَیْتُ الخلا یا غسل خانہ میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔[3] ☆ ناخن تراش لینے کے بعد انگلیوں کے پورے دھو لینے چاہییں۔☆ ناک کے بال نہ اُکھاڑیں کہ اس سے مرضِ آکلہ پیدا ہو جانے کا خوف ہے۔[4] (آکلہ پہلو میں ہونے والے اُس پھوڑے کو کہتے ہیں جس سے گوشت پوست (کھال) سڑ جاتے ہیں اور گوشت جھڑنے لگتا ہے۔)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! جس طرح ہم اپنے بدن، لباس، استعمال کی چیزوں اور گھر کو صاف سُتھرا رکھتی ہیں اسی طرح گھر کے باہر کے اطراف کو بھی صاف ستھرا رکھنا ہماری اخلاقی ذمہ داری ہے۔بڑے شہروں میں انتظامیہ کی طرف سے رہائشی علاقے سے تھوڑی دُور ایک جگہ مقرّر ہوتی ہے کہ آس پاس کے لوگ اپنے گھروں کا کچرا وہاں ڈال دیں پھر وہاں سے انتظامیہ کی گاڑیاں اس کچرے کو ٹھکانے لگانے کے لئے لے جاتی ہیں، لیکن بعض لوگ عین روڈ(Road) کے درمیان یا کسی کے گھر کے سامنے کچرے کا ڈھیر لگانا شروع کر دیتے ہیں، ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا بھی اپنے گھر کا کچرا وہاں پھینکتا ہے تو گویا لائن لگ جاتی ہے، وہی جگہ عوامی طور پر کچرا کونڈی قرار پاتی ہے، لیکن

---

1 - - - ردالمحتار مع درمختار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ۶۶۸/۹

2 - - - کیمیائے سعادت، ۱/۱۶۸

3 - - - درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ۶۶۸/۹

4 - - - فتاوی ہندیه، کتاب الکراهیة، باب التاسع عشر فی الختان والحصا...الخ، ۳۵۸/۵

جس کے گھر کے باہر یہ کاروائی کی جاتی ہے وہ کس کَرب و تکلیف سے گزرتا ہے اس کا حال وہی بتاسکتا ہے جس پر یہ گزری ہو۔ آیئے! اس ضمن میں دل تھام کر ایک لرزہ خیز واقعہ سنئے اور عبرت حاصل کیجئے، چنانچہ

افسوس ناک حادثہ

ایک مرتبہ کراچی کے علاقہ کھڈا مارکیٹ میں رات کے وقت **کچرے کے ڈھیر** میں لگنے والی آگ کے دھوئیں نے ایک رہائشی عمارت کی پہلی منزل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، جس کے نتیجے میں دم گھٹنے سے 7 سالہ آمنہ، 3 سالہ ایان اور ایک سالہ عبدُ العزیز زندگی کی بازی ہار کر موت کی وادی میں چلے گئے جبکہ بچوں کی والدہ کو تشویش ناک حالت میں I.C.U میں داخل کیا گیا۔ اللہ کریم لَواحقین کو صبر جمیل اور اس پر ثوابِ عظیم عطا فرمائے۔ (آمین) **کچرے کے ڈھیر** میں آگ کسی نے جان بوجھ کر لگائی یا کسی کی غلطی کی وجہ سے بھڑک اٹھی، بہرحال ایک خاندان پر صدمات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ تین ننھی مسکراتی کلیاں مرجھا گئیں اور خوشیوں بھرے گھر میں اُداسیوں نے بسیرا کر لیا۔ اس حادثے کا ذمہ دار کسے قرار دیا جائے؟ اہلِ محلہ کو جو اس رہائشی عمارت کے نیچے کچرے کا ڈھیر لگاتے رہے اور ناسمجھی میں دوسروں کی موت کا سامان تیار کرتے رہے یا پھر ان افراد کو ذمہ دار قرار دیا جائے جو ہر ماہ کی تنخواہ تو لیتے ہیں مگر صفائی کرنے کی ذمہ داری پوری نہیں کرتے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھر والوں، خصوصاً اپنے بچوں کی شروع سے ہی صفائی ستھرائی کو اپنانے والی تربیت کریں۔ نبیِ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

فرمایا: جو لباس تم پہنتے ہو اسے صاف سُتھرا رکھو اور اپنی سواریوں کی دیکھ بھال کیا کرو اور تمہاری ظاہری حالت ایسی صاف سُتھری ہو کہ جب لوگوں میں جاؤ تو وہ تمہاری عزّت کریں۔[1] ہمیں چاہیے کہ اپنے بچوں کا یہ ذہن بنائیں کہ وہ اپنا گھر صاف رکھنے کے لئے گلی میں کچرا نہ پھیلائیں، گلی کو صاف رکھنے کے لئے چوک کو کچرا کُنڈی نہ بنائیں۔[2]

دِل کی اِصلاح کی ضرورت

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم ظاہری صفائی ستھرائی کے متعلق سن رہی تھیں۔ یاد رکھئے! ظاہری جسم اور لباس کی صفائی ستھرائی اپنی جگہ لیکن دل کی اصلاح و پاکیزگی بھی بہت ضروری ہے، چنانچہ

سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ طہارت نشان ہے: آگاہ رہو کہ جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، خبردار وہ دل ہے۔[3]

حکیمُ الاُمَّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی دل بادشاہ ہے جسم اِس کی رِعایا، جیسے بادشاہ کے دُرُست ہو جانے سے تمام مُلک ٹھیک ہو جاتا ہے، ایسے ہی دل سنبھل جانے سے تمام جسم ٹھیک ہو جاتا ہے، دل اِرادہ کرتا ہے جسم اس پر عمل کی کوشش (کرتا ہے)، اس لیے صوفیائے کرام (رَحْمَۃُ اللّٰہِ

---

1 . . . جامع صغیر، ص ۲۲، حدیث: ۲۵۷

2 . . . ماہنامہ فیضان مدینہ، فروری 2017 ملخصا

3 . . . بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبراءلدینہ، ۱/ ۳۳، حدیث: ۵۲

عَلَیۡہِمۡ) دل کی اِصلاح پر بہت زور دیتے ہیں۔[1]

کپڑے میں رکھوں صاف تو دل کو مرے کر صاف　　اللہ مدینہ مرے سینے کو بنا دے

(وسائل بخشش مرمّم، ص۱۱۷)

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

امام محمد غزالی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: ظاہری اَعمال کا باطنی اَوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اَعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حَسَد، رِیاکاری اور تکبُّر وغیرہ عیبوں سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی دُرُست ہوتے ہیں۔[2] باطنی گناہوں کا تعلق عموماً دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ لٰہذا دل کی اِصلاح بہت ضروری ہے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: جس کی حفاظت اور نگرانی بہت ضروری ہے وہ دل ہے کیونکہ یہ تمام جسم کی اصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تیرا دل خراب ہو جائے تو تمام اعضاء خراب ہو جائیں گے اور اگر تو اس کی اصلاح کر لے تو باقی سب اعضاء کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔ کیونکہ دل درخت کے تنے کی طرح ہے اور باقی اعضاء شاخوں کی طرح اور شاخوں کی درستی یا خرابی درخت کے تنے پر موقوف ہے۔ تو اگر تیری آنکھ، زبان، پیٹ وغیرہ درست ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرا دل درست ہے اور اگر یہ تمام اعضاء گناہوں کی طرف راغب ہوں تو سمجھ لے کہ تیرا دل خراب ہے۔ پھر تجھے یقین کر لینا چاہیے کہ دل کا خراب ہونا بہت سخت بات ہے۔ اس لیے دل کی درستی کی طرف پوری توجہ دے تاکہ تمام اعضاء کی اصلاح ہو جائے اور تو روحانی راحت محسوس کرے۔ پھر دل

---

1 . . . مرآۃ المناجیح، ۴/ ۲۳۰ ملتقطا

2 . . . منہاج العابدین، باب الاول، العقبۃ الاولی، ص ۱۳ ملخصا

کی اِصلاح نہایت مشکل اور دشوار (Difficult) ہے کیونکہ اس کی خرابی خطرات ووسوسوں پر مُشْتَمِل ہے جن کا پیدا ہونا بندے کے اختیار میں نہیں۔اس لیے اس کی اصلاح میں پوری ہوشیاری، بیداری اور بہت زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

سُنّت کی فضیلت

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِخْتِتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت، چند سُنّتیں اور آداب بَیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتی ہوں۔ تاجدارِ رِسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[2]

سنّتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں نیک ہو جائیں مسلمان مدینے والے

مسواک کرنے کی سُنّتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"163 مَدَنی پھول"** سے مِسواک کی سنّتیں اور آداب سنتی ہیں۔ پہلے دو(2) فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنیئے: (1) دو رکعت مِسواک کر کے پڑھنا بغیر مِسواک کی

---

1 . . . منہاج العابدین، باب الثالث، العقبة الثالثة، ص۹۸

2 . . . مشکاۃ، کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۵۵، حدیث:۱۷۵

سَتّر (70) رَکعتوں سے اَفضل ہے۔[1] (2) مِسواک کا اِستعمال اپنے لئے لازِم کرلو کیونکہ اِس میں مُنہ کی صَفائی اور ربِّ کریم کی رِضا کا سبب ہے۔[2] ☆حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے: مِسواک میں دس (10) خُوبیاں ہیں: مُنہ صاف کرتی، مَسُوڑھے کو مَضبُوط بناتی ہے، بینائی بڑھاتی، بلغم دُور کرتی ہے، مُنہ کی بدبو ختم کرتی، سُنّت کے مُوافق ہے، فرشتے خُوش ہوتے ہیں، ربّ کریم راضی ہوتا ہے، نیکی بڑھاتی اور معدہ دُرُست کرتی ہے۔[3] ☆مسواک پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو۔ ☆مسواک کی موٹائی چھوٹی اُنگلی کے برابر ہو۔ ☆مسواک ایک بالِشت سے زِیادہ لمبی نہ ہو ورنہ اُس پر شیطان بیٹھتا ہے۔ ☆اِس کے رَیشے نرم ہوں کہ سخت رَیشے دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیان خلا کا باعث بنتے ہیں۔ ☆مسواک تازہ ہو تو خُوب (یعنی بہتر) ورنہ کچھ دیر پانی کے گلاس میں بِھگو کر نرم کرلیجئے۔ ☆مُناسِب ہے کہ اِس کے رَیشے روزانہ کاٹتے رہئے کہ رَیشے اُس وَقت تک کار آمد رہتے ہیں جب تک ان میں سختی باقی رہے۔ ☆دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کیجئے۔ ☆جب بھی مِسواک کرنی ہو کم از کم 3 بار کیجئے۔ ☆ہر بار مسواک دھولیجئے۔ ☆مسواک سیدھے ہاتھ میں اِس طرح لیجئے کہ چھوٹی اُنگلی اس کے نیچے اور بیچ کی 3 اُنگلیاں اُوپر اور انگوٹھا سِرے پر ہو۔ ☆پہلے سیدھی طرف کے اُوپر کے دانتوں پر پھر اُلٹی طرف کے اُوپر کے دانتوں پر پھر سیدھی طرف نیچے پھر اُلٹی طرف نیچے مِسواک کیجئے۔ ☆مُٹھی

---

1 ... الترغیب والترھیب، کتاب الطھارۃ، باب الترغیب فی السواک ... الخ، ۱۰۲/۱، حدیث:۱۸

2 ... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، ۴۳۸/۲، حدیث: ۵۸۶۹

3 ... جمع الجوامع، ۲۴۹/۵، حدیث:۱۴۸۶۷

بند کرکے مسواک کرنے سے بواسیر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ☆مسواک کے فضائل اور فوائد کے حوالے سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"مسواک شریف کے فضائل"** کا مطالعہ کیجئے۔

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) 120 صفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

تفصیلی فہرست

ماٰخذ و مراجع

کتاب	مطبوعہ	کتاب	مطبوعہ
قرآن مجید	******	******	******
کتب تفسیر		**کتب حدیث**	
تفسیر کبیر	دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۰ھ	بخاری	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ
تفسیر خازن	المطبعۃ المیمنیہ، مصر ۱۳۱۷ھ	مسلم	دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۷ھ
تفسیر در منثور	دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۳ھ	ترمذی	دار المعرفہ بیروت، ۱۴۱۴ھ
تفسیر روح البیان	دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ھ	ابوداود	دار احیاء التراث بیروت، ۱۴۲۱ھ
تفسیر روح المعانی	دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۰ھ	نسائی	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۶ھ
تفسیر بیضاوی	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ	ابن ماجہ	دار المعرفہ بیروت، ۱۴۲۰ھ
تفسیر جلالین	کراچی	مسند ابی یعلی	دار الکتب العلمیہ بیروت
تفسیر ابن کثیر	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ	مصنف ابن ابی شیبۃ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۱ھ
حاشیۃ الصاوی	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۱	الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق	مؤسسۃ الشرف مرکز الاولیاء لاہور
خزائن العرفان	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۴ھ		
تفسیر نعیمی	مکتبہ اسلامیہ، لاہور	معجم کبیر	دار احیاء التراث بیروت، ۱۴۲۲ھ
تفسیر نور العرفان	پیر بھائی کمپنی، لاہور	معجم اوسط	دار احیاء التراث بیروت، ۱۴۲۲ھ
تفسیر صراط الجنان:۲	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۵ھ	معجم صغیر	دار الکتب العلمیہ، بیروت
تفسیر صراط الجنان:۴	مکتبۃ المدینہ کراچی	کنز العمال	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ
تفسیر صراط الجنان:۵	مکتبۃ المدینہ کراچی	مجمع الزوائد	دار الفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ
تفسیر صراط الجنان:۹	مکتبۃ المدینہ کراچی	شعب الایمان	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ
تفسیر صراط الجنان:۱۰	مکتبۃ المدینہ کراچی	مسند امام احمد	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ

مسند بزار	مکتبۃ العلوم والحکم، مدینۃ منورۃ ۱۴۲۴ھ	جنتی زیور	مکتبۃ المدینہ کراچی
ابن خزیمہ	المکتب الاسلامی بیروت	وضو کا طریقہ	مکتبۃ المدینہ کراچی
سنن کبری للنسائی	دار الکتب العلمیہ بیروت	**کتب تصوف**	
سنن کبری للبیہقی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ	البدور السافرۃ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت
الجامع الصغیر	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ	موسوعۃ امام ابن ابی الدنیا	المکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۲۶ھ
مشکاۃ المصابیح	دار الکتاب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۴ھ	احیاء علوم الدین	دار صادر بیروت ۱۴۲۰ھ
فردوس الاخبار	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۳۲ھ	قوت القلوب	دار الکتب العلمیہ بیروت
کشف الخفاء	دار الکتب العلمیہ بیروت	کشف المحجوب	نوائے وقت پرنٹرز لاہور
الترغیب والترہیب	دار الکتب العلمیہ بیروت	الرسالۃ القشیریۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ
حلیۃ الاولیاء	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ	التذکرۃ	دار السلام قاہرہ مصر، ۱۴۲۹ھ
کتب شروح حدیث		کتاب الکبائر	کراچی
فیض القدیر	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ	منہاج العابدین	دار الکتب العلمیہ بیروت
اشعۃ اللمعات	کوئٹہ	اتحاف السادۃ المتقین	دار الکتب العلمیہ بیروت
مراۃ المناجیح	ضیاء القرآن پبلی کیشنز	منہاج العابدین	دار الکتب العلمیہ بیروت
نزہۃ القاری	فرید بک سٹال مرکز الاولیا لاہور	ماثبت بالسنۃ	ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور
کتب فقہ		الزہد للبیہقی	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت
رد المحتار	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ	فیضانِ سنت	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۵ھ
الفتاوی الھندیۃ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۱ھ	غیبت کی تباہ کاریاں	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۵ھ
الدرر الحکام	آرام باغ کراچی	آداب مرشد کامل	مکتبۃ المدینہ کراچی
الاعلام بفتاوی ائمۃ الاسلام	دار الکتب العلمیہ بیروت: ۱۹۷۱ء	**کتب سیرت**	
فتاویٰ رضویہ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۲۷ھ	وفاء الوفاء	دار احیاء التراث العربی بیروت
بہارِ شریعت	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ	سبل الہدیٰ والرشاد	دار الکتب العلمیہ بیروت

الشفابتعریف حقوق المصطفی	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ	سیرت غوث اعظم	مکتبۃ المدینہ کراچی
مدارج النبوت	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند	مُنّے کی لاش	مکتبۃ المدینہ کراچی
شمائل المحمدیۃ	داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان	انوار الفرید	زاویہ پبلشرز، لاہور ۲۰۰۶ء
تاریخ مدینۃ دمشق	دار الفکر بیروت	حیاتِ گنج شکر	اکبر بک سیلرز، لاہور ۲۰۱۲ء
سیر اعلام النبلاء	دار الفکر بیروت	تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی	علما اکیڈمی شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف لاہور
برکاتِ آلِ رسول	مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۹۸۰ء		
مواہب اللدنیۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ	اللہ کے خاص بندے	علم و دین پبلیشرز اردو بازار لاہور
صفۃ الصفوۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۳ھ	**کتب اخلاق و آداب**	
العقد الفرید	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ	نیکی کی دعوت	مکتبۃ المدینہ کراچی
تذکرہ اولیائے پاک و ہند	شبیر برادرز لاہور	اسلامی زندگی	مکتبۃ المدینہ کراچی
بہجۃ الاسرار	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۳ھ	امام اعظم کی وصیتیں	مکتبۃ المدینہ کراچی
الاصابۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۴ھ	قرۃ العیون	داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۶ھ
قلائد الجواہر	قادری رضویہ کتب خانہ لاہور ۲۰۱۴ء	جنت کی تیاری	مکتبۃ المدینہ کراچی
الذیل علی طبقات الحنابلۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت	رسائل عطاریہ	مکتبۃ المدینہ کراچی
سیرت ابن عبد الحکم	مکتبۃ وھبۃ	فکر مدینہ	مکتبۃ المدینہ کراچی
لطائف المعارف	المکتبۃ العصریہ، ۱۴۳۵ھ	**کتب تاریخ**	
راحت القلوب فارسی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۴۰۶ھ	الکامل فی التاریخ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۸ھ
مقام رسول	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۵ء	اسد الغابۃ	داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۷ھ
سیرتِ مصطفی	مکتبۃ المدینہ کراچی، ۱۴۲۹ھ	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۲ھ
فیضانِ صدیق اکبر	مکتبۃ المدینہ کراچی، ۱۴۳۳ھ	البدایۃ والنہایۃ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۸ھ
تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ	زاویہ پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۱ء	طبقات ابن سعد	دار الکتب العلمیہ بیروت
غوث پاک کے حالات	مکتبۃ المدینہ کراچی	تاریخ بغداد	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ

کتب حکایات		شکر کے فضائل	مکتبۃ المدینہ کراچی
تنبیہ الغافلین	دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۲۵ھ	لطائفِ اشرفی	کراچی
عیون الحکایات	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۴ھ	جواہر خمسہ	کوئٹہ
حکایتیں اور نصیحتیں	مکتبۃ المدینہ کراچی	عجائب المخلوقات	مشتاق بک کارنر لاہور، ۲۰۰۴
گلدستۂ مثنوی	ادارۂ معارف نعمانیہ	ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
حکایات الصالحین	ضیاء القرآن لاہور، ۲۰۰۲	بستان الواعظین	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۴ھ
کتب لغت		شہادت نواسۂ سید الابرار	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
لسان العرب	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت، ۱۴۲۶ھ	التعریفات	دار البشائر بیروت
غیاث اللغات	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	مقالاتِ شارح بخاری	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
کتب متفرقہ		فضائل دعا	مکتبۃ المدینہ کراچی
القول البدیع	مؤسسۃ الریان، ۱۴۲۲ھ	مرقع کلیمی	حامد اینڈ کمپنی لاہور
مستطرف	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۹ھ		





فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔

(مستدرک، ۳/ ۱۵۸، حدیث: ۳۵۴۶)

سورۂ نور کی آسان و عام فہم تفسیر بنام

تفسیر سورۂ نور



از: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی
ابو الصالح محمد قاسم القادری مدظلہ العالی







اُمّہاتُ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے
فضائلِ مبارکہ، حیاتِ مقدّسہ اور بے شمار
مَدَنی پھولوں پر مشتمل مَدَنی گلدستہ

فیضانِ اُمّہاتُ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ





شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پردے کے بارے میں سوال جواب
(مع ترمیم و اضافہ)

اس کتاب میں جگہ بہ جگہ اسلامی بہنوں کے مدنی قافلوں
اور
مدنی کاموں کی مدنی بہاریں برکتیں لٹا رہی ہیں





MC 1286

